تَتَنَزِلُ رحمَۃِ عُندذِکرالصَّالحِین

صالحین کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے

ملفوظاتِ امیرُالملّت

اعلیٰ حضرت امیرِ ملّت قبلۂ عالم الحاج حافظ

پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب

محدّث علی پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ناشر

خاکپائے اولیاء اللہ

محمد احمد خان نقشبندی مجددی جماعتی

21- سی بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور

سال اشاعت ـــــ مارچ ۲۰۰۵ء
تعداد ـــــ ۱۰۰۰
ہدیہ ـــــ ۳۰ روپے

ملنے کا پتہ:

۱۔ الحاج محمد احمد خان
۲۱ سی ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۵۸۶۰۱۶۸
۵۸۵۵۷۴۱

۲۔ راجہ ہارڈ ویئر سٹور
پیر کالونی والٹن روڈ لاہور
فون: ۶۶۵۰۷۸۱

۳۔ فیاض اختر، سجاد اختر قصور شوز
شاہ عالم مارکیٹ لاہور
فون: [illegible]

فہرست مضامین

ملفوظاتِ امیر الملت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّائَۃَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّۃٍ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ اشاعت ثانی

ملفوظات امیر الملت

الحمد للہ ملفوظات طیبات اعلیٰ حضرت امیر ملت قبلہ عالم محدث علی پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوبارہ طبع ہو کر اشاعت پذیر ہوتے ہیں۔ پہلی مرتبہ پانچ سال ہوئے ۱۳۶۹ء میں برادر طریقت جناب حاجی محمد عثمان صاحب (متوطن حیدر آباد دکن) نے خود چھپوا کر شائع فرمائے تھے جس کی مفصل کیفیت جناب مولف کے "عرض حال" دیباچہ طبع اول سے معلوم ہوگی۔ حاجی محمد عثمان صاحب مولف کتاب ہم سب خدام درگاہ شاہ جماعت کے زیادہ سے زیادہ شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ہم کو اس نعمت عظمیٰ سے مستفیض ہونے کا موقع عطا فرمایا۔ حاجی صاحب کے خلوص و عقیدت اور اس مرتبہ فضیلت کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے کہ حضرت قبلہ عالم روحی فداہ کے لاکھوں خادموں اور جاں نثاروں میں وہ واحد و منفرد ہستی ہیں جنہوں نے اپنے پیرو مرشد کے ملفوظات شریف جمع کیے، ہفتوں مہینوں حضور کی خدمت میں بیٹھ کر حضور کی زبانی کلمات طیبات کو لکھا پھر مرتب کیا اور شائع کر دیا۔ جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء!

اس سال میں کتاب کا پہلا ایڈیشن قریب ختم تھا۔ حضرت مولف کے پاس چند جلدیں باقی تھیں اور ان کا ارادہ اشاعت ثانی کا تھا لیکن ہندوستان و پاکستان میں کتابوں کی آمدورفت آسان نہیں ہے اس لئے پاکستان میں ملفوظات شریف کو الگ چھاپنے کی تجویز کی گئی۔ برادر طریقت محمد عالمگیر خان صاحب کو سب سے پہلے اس کا خیال آیا اور دوبارہ چھاپنے کی تحریک کی اور اس پر آمادگی ظاہر کی کہ پانچ سو جلدوں کی طباعت کے تمام مصارف وہ خود پیش کریں گے۔ الحاج ذاکر علی صاحب صدیقی جماعتی رہنمی نے کتاب کی صحت شروع کر دی اور ترتیب و طباعت میں سعی فرمائی۔ ان کے ارشاد کے مطابق میں نے جناب حاجی محمد عثمان صاحب مولف و مالک کتاب کی خدمت میں اجازت کے لئے عریضہ لکھا حسن اتفاق سے اس زمانے (مارچ و اپریل ۱۹۵۵ء) میں حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مولانا الحاج صاحبزادہ سید نور حسین شاہ صاحب علی پوری دامت برکاتہم حیدر آباد دکن تشریف لے گئے [illegible] کی اجازت مل گئی اور حضرت مولف

مجھے لکھا۔

"ملفوظات شریف کی اشاعت سے میری غرض ذاتی مفاد حاصل کرنا نہ تھا' اور نہ ہے' اور نہ ہو گا بلکہ یہ ایک خیر جاریہ کے طور پر ہے۔ پہلے ایڈیشن کی طباعت سے پہلے میں نے نیت کرلی تھی کہ بعد وضع اخراجات جو رقم بچے وہ کالمأمدینہ فنڈ میں دی جائے گی۔

"اب دوسرے ایڈیشن کی طباعت کی نسبت میرا ارادہ ہے کہ بعد وضع مصارف جو رقم بچے وہ کالمأمدرسہ دینیہ دربار علی پور شریف کے لئے اعلیٰ حضرت بڑے صاحبزادے صاحب قبلہ کی خدمت میں گزران دی جائے اگر یاران طریقت پاکستان اس کے مطابق عمل کرنے پر راضی ہوں تو ایک تحریر آپ کی تصدیق کے بعد کمترین کے پاس روانہ فرمادی جائے میں وہ تحریر بجنسہٖ اعلیٰ حضرت بڑے صاحبزادے قبلہ کی خدمت بابرکت میں گزار دوں گا۔ تاکہ اس وثیقہ سے مدرسہ مذکورہ کو آمدنی ملے اور آئندہ بھی جب کبھی مزید طباعت کی ضرورت ہو یہی عمل بالالتزام ہوتا رہے۔ اس صورت میں میری عام اجازت طبع کے لئے متصور ہوگی۔"

حضرت مولف کی یہ تجویز یاران طریقت نے پسند کی اور عالمگیر خان صاحب نے بھی بخوشی منظور کیا کہ جتنے عرصے میں بھی کتاب فروخت ہو وہ صرف اپنے مصارف واپس لیں گے لاگت کے علاوہ جو منافع ہو گا وہ کالمأمدرسہ عالیہ علی پور شریف کے لئے وقف رہے گا۔

لیکن جب حضرت صاحب قبلہ سجادہ نشین دامت برکاتہم کی خدمت میں اس کے متعلق عرض کیا گیا تو ارشاد فرمایا کہ مدرسہ کے لئے نہیں بلکہ جماعت منزل مدینہ منورہ کے لئے پیش کیا جائے۔ چنانچہ اب کتاب کا منافع کالمأمدینہ طیبہ کے لئے وقف رہے گا۔

ملفوظات شریف کی پہلی اشاعت میں کتابت و طباعت کی بے شمار غلطیاں تھیں۔ خصوصاً آیات قرآنی کے اعراب جا بجا نہایت غلط چھپے تھے میں نے ان سب کو درست کرنے کی کوشش کی ہے اس کے علاوہ کتاب کی ترتیب بھی کچھ بدل دی ہے مولف ممدوح غالباً عجلت میں صحیح طور پر ترتیب نہ دے سکے تھے۔ مثلاً آغاز کتاب میں ارکان اسلام اور رکن اول توحید و رسالت کے بعد رکن دوم و سوم و چہارم و پنجم (نماز۔ روزہ۔ زکوۃ۔ حج) نہ تھے بلکہ دوسرے مضامین تھے۔ رکن اول صفحہ پر تھا اور رکن دوم نماز صفحہ ۸۳ پر میں نے تمام ارکان کے بیان کو یکجا کر دیا۔ اس کے بعد دوسرے مضامین رکھے ہیں۔

کتاب کی طباعت بڑا دشوار گزار مرحلہ ہے۔ اس میں جن برادران طریقت نے سعی فرمائی سب کا شکریہ ادا کرنا واجب ہے یعنی جناب حاجی صوفی اکمل علی صاحب صدیقی رہتکی' جناب مولانا

شوکت حسین صاحب مراد آبادی' جناب منشی مہدی حسن صاحب جمالی اکبر آبادی جناب سید زاہد حسین صاحب صدیقی مراد آبادی' جناب عید محمد صاحب اکبر آبادی لیکن سب سے زیادہ شکریہ کے مستحق جناب غلام بایزید صاحب اکبر آبادی ہیں جنہوں نے کاغذ' کاتب' کتابت و طباعت کی تلاش اور کوشش بڑی محنت اور محبت کے ساتھ انجام دی۔

جناب محمد عالمگیر خان صاحب کی کرم فرمائی کی تو یہ ساری کار فرمائی ہے۔ ان کا کیا شکریہ ادا ہو سکتا ہے اور جناب حاجی صوفی ذاکر علی صاحب صدیقی دامت برکاتہم اس تمام تحریک و خیر جاری کے روح رواں ہیں۔ اس لئے ان کے بارے میں خاموشی از تشکر حد تشکر است۔

اب یہ امر یاران طریقت کی ہمت اور توجہ پر منحصر ہے کہ اس اشاعت ثانی کی پانچ سو جلدیں جلد فروخت ہو جائیں اور تیسری بار اس سے زیادہ تعداد میں طبع ہو سکے۔ یہ ہمارے پیرو مرشد رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک کے کلمات طیبات ہیں ہر پیر بھائی کو یہ سمجھنا چاہئے:۔

جمادے چند دادم جاں خریدم
بحمد اللہ عجب ارزاں خریدم

احقر حامد حسن قادری

کراچی ۱۹؍ اگست ۱۹۵۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

عرض حال (دیباچہ طبع اول)

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبین سیدنا و مولانا محمد المصطفیٰ وآلہ الطاہرین وازواجہ وامہات المومنین واصحابہ الاکرمین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اما بعد عرض ہے کہ حضور قبلہ الحاج حافظ محدث پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ مدظلہ زاد فیضانہ، جب کبھی حیدر آباد دکن تشریف فرما ہوتے تھے تو کمترین وفدویت آگین ضعیف البنیان محمد عثمان وظیفہ یاب میر محاسب سررشتہ تعلیمات مملکت حیدر آباد دکن ابن محمد عبدالوہاب صاحب مرحوم و مغفور کان اللہ لہما ولاسلافہما واخلافہما حضور ممدوح کے ارشادات و مواعظ اکثر بلفظہ اور بعض کے مطالب قلم بند کرلیا کرتا تھا۔ خوش قسمتی سے دو مرتبہ حج میں بھی حضور ممدوح کی معیت کا شرف و اعزاز کمترین کو نصیب ہوا سفر حج کے دوران میں جہاز پر اور زمان قیام حرمین شریفین میں کمترین کی حاضری کے وقت جو ارشادات ہوا کرتے تھے ان میں سے بھی اکثر قلمبند کرلیا کرتا تھا اس طرح حضور ممدوح کے ارشادات کا ایک مجموعہ قلمبند ہوا۔ کمترین نے اس کے (۲۵) عنوانات قرار دے کر ہر عنوان کے تحت ماتعلق بہا ارشادات کی ترتیب دی اور ایک دفعہ حضور ممدوح جب حیدر آباد دکن میں تشریف فرما تھے ان کے ملاحظہ اشرف میں گزران کران کی طباعت واشاعت کی استدعا کی حضور نے ارشاد فرمایا کہ پہلے میں ان سب کو سن لوں گا اس کے بعد اجازت دی جاسکے گی۔ چنانچہ ایک دو عنوانات کے مضامین کو سماعت فرما کر ارشاد عالی ہوا کہ ہر ایک عنوان کے متعلق میں خود شروع ہی سے لکھوا دیتا ہوں روزانہ جس قدر ہوسکے قلمبند کرلینا ماہ رجب ۱۳۶۲ء ہجری میں بمقام بلدیہ حیدر آباد دکن یہ سلسلہ شروع ہوا کمترین روزانہ ۸۔۹ بجے دن کے حاضر خدمت اقدس ہوتا تھا حضور قبلہ عالم ارشاد فرماتے تھے اور کمترین قلمبند کرلیا کرتا تھا چند روز بعد مدراس، بنگلور، میسور کی طرف نہضت فرمائی کا قصد ظاہر ہوا عنوانات میں سے بعنوان معراہی رہے کمترین نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو بنگلور یا میسور حاضر ہو کر تکمیل کرلی جائے گی اجازت عطا فرمائی گئی۔ بلکہ میسور پہنچ کر کمترین کو حضوری کا ارشاد ہوا ماہ رمضان المبارک سنہ مذکور میں کمترین بمقام میسور حاضر خدمت اقدس ہوا بقیہ عنوانات پر بھی ارشادات عالیہ قلمبند کرلئے گئے جو آئندہ صفحہ ۱۱۲ سے صفحہ ۱۲۸ تک مطبوعہ ہیں۔

حکم ہوا کہ ... طبع ... شائع کر...

[illegible] حیدرآباد دکن میں ایک یار طریقت نے رائے ظاہر کی کہ اس مجموعہ ارشادات کو "ملفوظات امیرالملت" سے موسوم کیا جائے تو مناسب ہوگا۔ حضور قبلہ عالم نے تبسم فرمایا۔ اسی تبسم کو پسندیدگی پر دال تصور کر کے اس مجموعہ کا نام "ملفوظات امیرالملت" تجویز کیا گیا۔

بعض ناگزیر وجوہات فوری طبع و اشاعت میں مانع ہوئے جس کا نہایت درجہ افسوس کل امر مرھون باوقا تھا۔

حضور قبلہ عالم کے سفرحج ۱۳۶۸ ہجری کے خبر نے دل میں چٹکیاں لیں اور طبع و اشاعت کے انتظام پر انتہائی درجہ مائل کیا۔ الغرض یہ مجموعہ ارشادات .بفضلہٖ تعالیٰ شانہ وربہ یمن دعائے قبلہ عالم ماہ محرم ۱۳۶۹ ہجری سے ماہ رجب ۱۳۶۹ ہجری تک اپنے طبع کے آغاز سے اختتام کو پہنچا ایسا مرتب ہوا ہے کہ اس میں حضور قبلہ عالم کے زبان فیض ترجمان سے جو مبارک الفاظ مترشح ہوئے وہ بجنسہا حیطہ تحریر میں لائے گئے اس میں کوئی ایک حرف بھی کمترین کا طبع زاد نہیں ہے اس لئے یقین ہے کہ مریدین و مسترشدین کے لئے بطور خاص حرزجان اور عوام کے لئے عام طور پر نائب حقیقی ثابت ہوگا

طباعت کی بعض خامیاں اس میں موجود ہیں جن کو صحت نامہ میں درج کردیا گیا ہے اس کے علاوہ کوئی اور خامی نظر آجائے تو براہ کرم مطلع فرمایا جائے طبع آئندہ میں اس کی ممنوعیت کے ساتھ اصلاح کرلی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ حضور قبلہ عالم و صاجزدگان عالیشان کو تادیر گاہ سلامت باکرامت رکھے اور یاران طریقت فیضان سے مستفیض ہوں آمین ثم آمین۔

معروضہ فدویت آگیں ضعیف البنیان حاجی محمد عثمان ابن محمد عبدالوہاب صاحب مرحوم و مغفور

(مرقومہ ۱۳۶۹ھ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام سچا مذہب ہے

دنیا میں ہزارہا مذہب ہیں اگر بغور و تحقیق دیکھا جائے تو سچا مذہب اسلام ہے۔ اگرچہ کسی مومن کے لئے دلیلوں کی ضرورت نہیں کیونکہ لفظ ایمان کے معنیٰ "مان لینا اور دل میں یقین کرلینا" اس میں دلیل یا حجت کی ضرورت نہیں۔ مخالفینِ اسلام کے لحاظ سے فقیر دو تین دلیلیں پیش کرتا ہے۔

(۱) جب قرآن شریف عربی زبان میں عرب شریف میں نازل ہوا تو اس وقت دو ملک نزدیک تھے مصر اور شام، مصر میں سریانی زبان بولی جاتی تھی اور ملکِ شام میں عبرانی، توریت شریف تو سریانی زبان میں تھی اور انجیل شریف عبرانی میں۔ سب سے بڑا معجزہ اسلام کے سچا ہونے کا یہ ہے کہ قرآن شریف نازل ہوا تو خدا تعالیٰ نے نہ صرف ان کتابوں کو ہی اٹھا لیا بلکہ ان زبانوں کو بھی اٹھا لیا جن زبانوں میں دونوں کتابیں نازل ہوئی تھیں۔ آج جاکر سارے ملکِ مصر میں دیکھو ایک گھر میں بھی سریانی زبان نہیں بولی جاتی اور سارے ملک شام میں جاکر ہر گھر میں تحقیق کرو ایک گھر میں بھی عبرانی زبان نہیں بولی جاتی۔ اب دونوں ملکوں میں کون سی زبان بولی جاتی ہے "عربی" اس سے ثابت ہوا کہ عربی زبان میں نازل ہونے والی کتاب قرآن شریف کا مذہب جو "اسلام" ہے وہی سچا ہے

ع

اگر در خانہ کس است یک حرف بس است

۔۔۔ یہودی تھے ان کے بعد نصاریٰ۔ ۔۔۔
لوگ پڑھتے یا دیکھتے ہوں گے کہ جرمن، فرانس، اٹلی، انگلینڈ، امریکہ، افریقہ میں جب نصاریٰ جلسے کرتے ہیں تو ان کے بڑے بڑے بشپ یعنی لارڈ پادری بیان کرتے ہیں کہ دنیا میں سچا مذہب ہے تو اسلام ہی ہے۔

(۳) لاہور میں ایک انگریز تھا "ہالرائڈ" نام، پنجاب کا ناظم تعلیمات تھا۔ اس نے اپنے سررشتہ دار سے جو مسلمان تھا پوچھا کہ اسلام کے سچا ہونے کا کیا ثبوت ہے؟ سررشتہ دار نے جواب میں تامل کیا تو انگریز موصوف نے خود کہا کہ میں بتاتا ہوں سنو! ولائت کی پارلیمنٹ میں سات سو آدمی ہیں۔ ایک ایک آدمی کی عقل ہزار ہزار آدمی کی عقل کے برابر ہے۔ یہ سات سو گویا سات لاکھ آدمیوں کی عقل کے برابر ہے۔ یہ سب مل کر ایک قانون بناتے ہیں۔ ایک سال بھی گذرنے نہیں پاتا کہ اس میں ترمیم کی ضرورت پڑتی ہے۔ تمہارے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے جنگل میں بیٹھ کر ساڑھے تیرہ سو برس پہلے ایک قانون اسلام کا بنایا۔ آج تک اس میں ترمیم کی ضرورت نہیں واقع ہوئی۔ یہی دلیل اسلام کے سچا ہونے کی ہے۔

(۴) جب قرآن شریف نازل ہوا تو اس وقت کے عربوں کو اپنی زبان کی فصاحت اور بلاغت کا بڑا دعویٰ تھا۔ ان کا یہ دعویٰ تھا کہ دنیا میں جو فصاحت و بلاغت مکہ شریف والوں کو دی گئی ہے وہ کسی اور ملک والوں کو نہیں دی گئی۔ چنانچہ اس کی بنا پر خانہ کعبہ شریف کے دروازے پر سات قصیدے سات شاعروں نے لٹکائے ہوئے تھے اور ان کا دعویٰ تھا کہ اگر ہمارے مقابلہ میں کوئی زبان دان ہے تو ایسا لکھے چنانچہ وہ ساتوں قصیدے (سبعہ معلقہ) چھپے ہوئے موجود ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی کی مولوی عالم کی کلاس میں نصاب میں داخل ہیں جن کے چند شعر فقیر کو زبانی ۔۔۔ میں سب

پہلا قصیدہ ہے اور اس کا پہلا شعر ہے ؎

قِفَا نَبْكِ مِنْ ذِكْرَىٰ حَبِيبٍ وَمَنْزِلٖ بِسِقْطِ اللِّوَىٰ بَيْنَ الدَّخُولِ فَحَوْمَلٖ

جب یہ سورہ شریف نازل ہوئی اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۔ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۔ یہ سورہ صرف ایک سطر ہے جب یہ نازل ہوئی تو حضرت نے حکم دیا کہ اس کو لکھ کر خانہ کعبہ شریف کے دروازہ پر لٹکا دو۔ وہ ساتوں شاعر زندہ تھے انہوں نے جب اس سورۃ کو پڑھا تو اپنے اپنے قصیدے اتار لئے اور بہ بانگِ دہل بول اٹھے کہ اس کلام الٰہی کے مقابلہ میں ہماری فصاحت و بلاغت یا زبان دانی کچھ بھی نہیں۔

(۵) قرآن شریف میں علاوہ فصاحت و بلاغت کے شفا اور رحمت بھی ہے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ قرآن شریف خدائی قانون کی کتاب ہے یہ جھاڑ پھونک کے واسطے نہیں ہے کاش وہ کبھی یہ آیت قرآن شریف کی پڑھ لیتے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (پ۱۵ ع ۹ بنی اسرائیل) خدا تعالیٰ تو فرمادیں کہ قرآن شریف میں ہر بیماری کے لئے شفا ہے اور مومنوں کے واسطے رحمت ہے اور وہ لوگ انکار کریں۔ (افسوس صد افسوس)! وہ دیوانے اتنا نہیں سمجھتے کہ جڑی بوٹی لاکھوں قسم کی ہیں ساری دنیا کے لوگ اس بات کو مانتے ہیں اور یقین بھی رکھتے ہیں کہ ان جڑی بوٹیوں میں تاثیر ہے جو دوائی ساری دنیا میں لوگ استعمال کرتے ہیں وہ یا تو زمین کے بخارات ہوں گے یا زمین کے اندر کی

؎ شعر کا مطلب یہ ہے کہ میرے دونوں ساتھیو ٹھہر جاؤ ہم ذکر اور منزل حبیب کو یاد کر کے کچھ آنسو بہالیں یہ منزل دخول اور حومل کے ٹیلوں کے درمیان واقع ہوئی ہے گویا کہ شاعر جب اس مقام پر گزرا ہے جہاں اس نے ۔۔۔ محبوب کے ساتھ چند دن گذارے ہیں تو ایام گذشتہ شاعر کو یاد آئے ہیں ان پر حسرت اور افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ مشہور ہے کہ حبیب کم نہیں وصل حبیب ہے مزغلام رسول عفرلہ گجراتی

چیزیں یعنی معدنیات ہوں گے ان بخارات کی تاثیر کو سب مانتے ہیں کہ ان میں تاثیر ہے ایک روپیہ بھر بھنگ کا پینا یا پیس کر کسی کو پلا دو دس منٹ کے بعد وہ بے ہوش ہو جاتا ہے ایک پاؤ بھر شراب کسی کو پلا دو دس منٹ میں اس کی تاثیر ہو جائے گی اور پینے والا مست ہو جائے گا۔ ان جڑی بوٹیوں اور زمین کے بخارات کی تاثیر کو سب مانتے ہیں اسی واسطے لاکھ ہا روپیہ دے کر خریدتے ہیں۔ اگر تاثیر کو نہ مانیں تو کیوں خریدیں۔ ان چیزوں کی تاثیر کو سب مانتے ہیں مگر نہیں مانتے تو ان چیزوں کے پیدا کرنے والے کے کلام میں تاثیر نہیں مانتے ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(۶) رفاعی فقیروں کے قصے اور عملیات روزانہ دیکھے جاتے ہیں کیسی کیسی حرکتیں وہ کرتے ہیں کوئی چھری سے پیٹ پھاڑ کر آنتیں باہر نکالتا ہے کوئی گرز سے گردن کے آس پاس سوراخ کرتا ہے کوئی زبان کاٹ لیتا ہے مگر خون کا ایک قطرہ بھی نہیں نکلتا اور لعاب دہن لگا کر زخموں کو اسی وقت درست کر لیتا ہے یہ کیا ہے، یہ سب روحانی برکتیں قرآن شریف کی ہیں جو مذہب اسلام کے سچا ہونے کے لئے بہت کافی ہیں۔

(۷) قرآن شریف ۱۱۴ سورتیں، اور ۶۶۶۶ آیتیں، ۷۷۴۳۷ کلمات، اور ۵۴۰۰۰۰ حروف ہیں ہر سورت اور ہر آیت ہر لفظ اور ہر حرف کی سینکڑوں برکتیں روحانی ہیں ؟ =

ارکان اسلام

اسلام کے ارکان پانچ ہیں :۔

(۱) توحید و رسالت (۲) نماز (۳) روزہ (۴) زکوٰۃ (۵) حج

آگے کی ... ین رکھنا اور

ان پر عمل کرنا ضروری ہے تاکہ اسلام کی کامل اتباع ہو اور فیوض و برکات اسلام شامل حال مسلمان ہوں۔

رکن اول توحید و رسالت

کلمہ شریف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

(۱) اسلام کا مدار کلمہ شریف لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے نہیں کوئی معبود سوائے اللہ تعالےٰ کے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں۔ کلمہ شریف کا پڑھنا ہر ایک مسلمان پر تمام عمر میں ایک دفعہ فرض ہے۔ ایک دفعہ دل سے پڑھ لیا تو ساری عمر کے گناہ اور ساری عمر کے شرک بخشے گئے۔

(۲) کلمہ شریف کے دو جزو ہیں۔ جزو اول توحید یعنی لاالٰہ الا اللہ جزو دوم رسالت یعنی محمد رسول اللہ، ان دونوں جزووں میں کوئی فاصلہ نہیں ہے جب لاالٰہ الا اللہ کی ہ ختم ہوئی تو محمد رسول اللہ کی میم شروع ہوئی۔

(۳) فقط لاالٰہ الا اللہ پڑھ لیا تو موحد بن گیا مومن نہیں بنا۔ مومن کب بنے گا جب محمد رسول اللہ پورا پڑھے گا۔ ہمارے لئے سب سے اعلےٰ اور سب سے افضل نعمت ایمان کی نعمت ہے لاالٰہ الا اللہ تو شیطان بھی پڑھتا ہے پھر اس کو لعنتی کیوں کہتے ہیں، شیطان کہتا ہے انی اخاف اللہ رب العالمین (ترجمہ میں رب العالمین سے ڈرتا ہوں) جتنے فرقے دنیا میں ہیں سب توحید کے قائل ہیں بھنگی ہوں یا چوہڑے یا چمار عیسائی ہوں یا کوئی اور مگر ملعون کیوں ہیں اس وجہ سے کہ وہ صرف لاالٰہ الا اللہ پڑھتے ہیں محمد رسول اللہ نہیں پڑھتے۔

(۴) کلمہ شریف کے ۲۴ حروف ہیں مگر کسی پر نقطہ نہیں بارہ حروف جزءاول لاالٰہ الااللہ ہیں بارہ حروف جزء دوم محمد رسول اللہ ہیں، ایمان میں دونوں جزء برابر ہیں۔ بلکہ جزء دوم رسالت پہلے اور جزء اوّل توحید پیچھے جب تک جزء دوم پر ایمان نہ لائے اس وقت تک جزء اول کا قائل مسلمان نہیں ہو سکتا بلکہ اس کا توحید پر بھی ایمان نہیں ہو سکتا۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (ترجمہ جو شخص رسول کی اطاعت کرے تو بے شک اس نے اللہ کی توحید کی اطاعت کی۔

(۵) قرآن شریف حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لب مبارک کے وسیلے سے ہم تک پہونچا جو لوگ وسیلہ کا انکار کرتے ہیں۔ کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ قرآن شریف اللہ تعالےٰ اپنی زبان مبارک سے ہم کو پڑھ کر سنایا۔

(۶) موحد ہونا تعریف کی بات نہیں مومن ہونا تعریف ہے قرآن شریف میں ۶۶۶۶ آیات شریفہ ہیں کسی میں یاایہا الموحدین نہیں فرمایا (اے توحید والو) بلکہ فرمایا ہے۔ یاایہا الذین آمنوا آمنوا باللہ ورسولہ (ترجمہ) اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ)

(۷) ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی اللہ بتایا ہے اس کا راستہ دکھایا ہے۔ ؎ "مست کیا جانے کہ کعبہ کہاں دیر کہاں۔ عمر ساری تیری بھٹی پہ گذری ساقی"

(۸) صرف محمد رسول اللہ پڑھ لیا تو شرع کی رُو سے مومن بن گیا اس میں توحید بھی آگئی اور رسالت بھی آگئی ہماری نجات قیامت کے دن عملوں پر نہیں ایمان پر اعتقاد پر ہے سب سے پہلے اعتقاد پوچھا جائے گا پھر عملوں کی نسبتہً سوال کیا جائے گا۔

(۹) جو دنیا میں مُومن ہے وہ موحد بھی ہے مگر ہر ایک موحد مومن نہیں بن سکتا۔

پر ٹوٹ جائے تو وہ ایک پَر سے بالشت بھر بھی نہیں اڑ سکتا جب تک اس کے دونوں پر صحیح سلامت نہ ہوں ایسا ہی ہمارا کلمہ شریف بارگاہ الٰہی میں نہیں پہنچ سکتا جب تک اس کے دونوں پر یعنی دونوں جزء توحید و رسالت صحیح و سالم نہ ہوں۔ محمد رسول اللہ اس کے بھی دو جزء ہیں ایک جزء محمد دوسرا رسول اللہ آپ کا اسم شریف محمد اور رسول اللہ نعت یا وصف ہے۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا (ترجمہ اور اللہ کی گواہی کافی ہے محمد اللہ کے رسول ہیں) محمد رسول اللہ مسلمانوں نے آج تک لفظ محمد کے معنے نہیں سمجھے اگر سمجھ لیتے تو کوئی آج تک گمراہ نہ ہوتا لفظِ محمد کے معنے حمد کیا گیا، سراہا گیا، تعریف کیا گیا۔

اس نام کے وضع کرنے میں صدہا حکمتیں ہوں گی ایک حکمت جو میری سمجھ میں آئی ہے وہ میں بیان کر دیتا ہوں وہ یہ کہ آریہ برہمو سماج یا نصاریٰ یا یہودی یا کوئی اور آپ کی مذمت اہانت بے ادبی کرنا چاہے تو جب آپ کا نام پاک اس کی زبان پر آئے تو نام پاک آتے ہی اس نام پاک کی تعریف ہو جائے گی۔ پیچھے اہانت کرتا رہے جو اہانت بے ادبی تعریف کے بعد کی جائے وہ کس کام کی۔

(۲) دوسرا عربی میں دو لفظ ہیں 'شکر' - 'حمد' شکر کا لفظ انسان کے لئے بھی بولا جاتا ہے اور رب کے لئے بھی، دیکھو قرآن شریف میں وَ ان اشکر لی ولوالدیک (میرا شکر کرو اور اپنے ماں باپ کا بھی) حمد کا لفظ سوائے خدائے تعالےٰ کی ذات پاک کے، بندے کے لئے نہیں بولا جاتا۔ حمد کا لفظ خدائے تعالےٰ کی ذات پاک کا خاصہ ہے۔ دیکھو قرآن شریف الحمد للہ وہی حمد کا لفظ رب نے اپنے محبوب کے نام میں داخل کر دیا جو معنے الحمد للہ کے ہیں وہی لفظ محمد کے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اب آگے خود سمجھ لو حضرت امجد اسی کو ایک

کس سوچ میں ہیں جناب امجد کہیئے۔ الحمد میں کیوں ہے فکر بے حد کہیئے
جب قابلِ حمد ہے اس کی اک ذات۔ اللہ کو پھر نہ کیوں محمد کہیئے

آپ کا وصف یا نعت رسول اللہ ہے جو لوگ نعت شریف پڑھنے سے انکار کرتے ہیں وہ رسول اللہ کا لفظ کیوں پڑھتے ہیں وہ اتنا ہی پڑھ لیا کریں لا الٰہ الا اللہ محمد مگر صرف یہ پڑھنے والا مؤمن نہیں بن سکتا جب تک رسول اللہ کا لفظ نہ پڑھ لے اور رسول اللہ کا لفظ نعت ہے سارا قرآن شریف نعت ہے۔ محمد مصطفٰے اے کیف ممدوح الٰہی ہیں۔ بشر کیا کوئی بھی ان کا ثنا خواں ہو نہیں سکتا۔ وصف خلق کہ قرآن است۔ خلق را وصف او چہ امکان است۔

نٹ (۱) لفظ محمّد حمد سے اسم مفعول ہے یعنی مضاعف سے مبالغہ کے لئے اور احمد بھی حمد سے واقع علی المفعول ہے اسم محمّد سے حمد کی کثرت وکمیت اور اسم احمد سے حمد کی صفت اور کیفیت ظاہر ہوتی ہے حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا شعر ہے
وشق لہ من اسمہٖ لیجلّہٗ ۔ فذو العرش محمود و ھذا محمّدٌ؛ (۱) خدا نے ان کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے ان کا نام اپنے نام سے مشتق کیا دیکھو رب العرش تو محمود ہے اور حضرت محمد ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حمد سے خاص مناسبت ہے — حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد و احمد ہے اور حضور کے مقام شفاعت کا نام محمود ہے۔ امت محمدیہ کا نام حمادون ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لواءِ مبارک کا نام لواءُ احمد ہے حدیث پاک میں ہے کہ زمین پر میرا نام محمد اور آسمان پر احمد ہے توریت میں اسم مبارک محمد اور انجیل میں اسم گرامی احمد ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک حمداً کثیراً۔ غلام رسول عفرلہٗ گجراتی۔

---

(۱۲) سارا دارومدار اسلام کا اسی مسئلہ توحید و رسالت پر ہے سب سے پہلے قیامت کے دن ایمان کی نسبتہ ہی سوال ہوگا جب اس میں کامیاب ہو جائیگا

تو باقی کی نسبتہ بھی سوال کیا جائے گا جب اس میں ناکامیاب ہو گیا تو معلوم ہو گا کہ پھر اس کو جہنم میں دوسرے امور کی نسبتہ پوچھا ہی نہ جائے گا اس لحاظ سے مومن کا یہ فرض ہے کہ پہلے توحید و رسالت پر اس کا ایمان پکّا ہو کیوں کہ جس مکان کی بنیاد ہی ٹھیک نہ ہو اس پر عمارت کیسے ٹھہر سکتی ہے توحید اور رسالت بجائے سنگ و بنیاد کے ہیں اور باقی نماز روزہ وغیرہ عمارت ہیں پس جس مکان کی بنیاد ٹھیک ہوگی اس پر عمارت بھی اچھی ٹھہرے گی چنانچہ سب سے پہلے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اپنے ایمان کو قائم کر لے کیونکہ قیامت کے دن سب سے پہلے ایمان کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ ہر ایک مومن کا یہ فرض ہے کہ اس کا اس بات پر اعتماد ہو کہ میرا مالک۔ خالق۔ رب رازق ایک ہے ورنہ مؤمن نہیں رب کے معنے پالنے والا رزاق کے معنے رزق دینے والا رب نے جو رزق مقرر کیا ہے کوئی شخص ہزار محنت کرے ہزار کوشش کرے بیش از قسمت بیش از وقت ایک دانہ بھی نہیں ملتا۔ خدائے تعالےٰ کلمہ شریف کا پڑھنا ہم سب کو آخر وقت میں نصیب فرمائے۔ آمین۔

نماز

(۱) نماز کیا ہے؟ دنیا کے کاموں کی طرف سے دل ہٹا کر رب کی بارگاہ میں دل لگانے کا نام نماز ہے۔ دنیا داروں کے دربار میں حاضر نہ ہونے والے کا افسوس ہوتا ہے مگر خدائے تعالیٰ کے دربار کی غیر حاضری کا افسوس نہیں ہوتا۔

(۲) نماز کی فکر کا نام نماز ہے یعنی کوئی شخص کسی کام میں لگا رہے مگر دل اس کا نماز میں ہے۔ مثلاً کبھی گھڑیال کو دیکھتا ہے۔ کبھی سورج کو دیکھتا ہے کبھی کسی سے پوچھتا ہے کہ کیا وقت ہے تاکہ میری نماز کا وقت تنگ نہ ہو جائے جب تک ایسی فکر نہ پیدا ہو جائے اس وقت تک نماز ایک عادت و رسم ہے جو پوری کر دیتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ وہ فکر نصیب کرے۔ آمین۔

(۳) نماز فرض ہوئی۔ معراج کی رات میں جب حضور ؐ اللہ پاک کے حضور میں تھے۔ پچاس نمازیں حضورؐ کی امت کو پڑھنے کا بارگاہ ایزدی سے حکم ہوا حضورؐ کی جب حضرت موسیٰ سے آسمانوں پر ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا کتنی نمازیں فرض ہوئیں۔ آپ نے فرمایا کہ پچاس موسیٰ نے عرض کیا کہ آپ کی امت پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکتی۔ آپ بارگاہ ایزدی میں جاکر نمازیں کم کرائیے۔ اس بنا پر حضورؐ نے واپس ہو کر نمازیں کم کرانے کی استدعا بارگاہ خداوندی میں پیش فرمائی۔ حکم ہوا پانچ نمازیں کم کی جاتی ہیں اب (۴۵) نمازیں رہ گئیں حضورؐ واپس ہوئے۔ پھر حضرت موسیٰ سے ملاقات ہوئی انہوں نے عرض کیا کہ آپ کی امت اتنی نمازیں نہیں پڑھ سکتی ہے پھر جائیے اور نمازیں کم کرائیے۔ پھر حضور واپس تشریف لے گئے حکم ہوا کہ پانچ نمازیں اور کم کر دی گئیں۔ اب چالیس نمازیں رہ گئیں۔ حضرت موسیٰ کے بار بار عرض کرنے پر آپ تشریف لے جاتے رہے اور نمازیں ہر مرتبہ پانچ پانچ کم ہوتی رہیں اور پانچ ہی باقی رہ گئیں یہاں تک کہ حضرت نے موسیٰ سے فرمایا کہ اس سے کم کیا کراؤں میرے غلام اگر پچاس نمازیں پڑھتے تو ان کو جنت میں کتنے درجے اور مرتبے ملتے خیال کیا کہ دوسرے پیغمبروں کی امتوں کو جنت میں درجے اور مرتبے مل جائیں گے۔ میری امت محروم رہ جائے گی۔ اس خیال کا دل میں آنا ہی تھا کہ حضرت جبریل تشریف لے آئے اور فرمایا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا آپ کیوں گھبراتے ہیں۔ جاؤ آپ کے غلاموں میں سے جو پانچ نمازیں پڑھا کرے گا اس کو پچاس نمازوں ہی کا ثواب دیا جائے گا۔ ایک ایک نماز کے بدلے میں دس دس کا ثواب دیں گے۔ مسلمانوں کی بد نصیبی ہے کہ پانچ نمازیں پڑھ کر بھی پچاس نمازوں کا ثواب نہیں لیتے۔

(۴) قرآن شریف میں ہے اقیموا الصلوۃ ولاتکونوا من المشرکین نماز پڑھا کرو اور مشرک نہ بنو۔ خدائے تعالیٰ نے نماز نہ پڑھنے والے کو مشرک فرمایا۔

(۵) میرے استاد کی (خدائے تعالیٰ مغفرت فرمائے) ایک سو بیس برس کی عمر تھی۔ فرماتے تھے کہ وہ اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ قوم کے مغل تھے۔ پوچھا کہ صاحب زادہ کتنی نمازیں پڑھا کرتے ہیں۔ عرض کیا کہ پانچ۔ فرمایا کہ میں امتی ہو کر بھی پانچ اور تم سید آل رسول ہو کر بھی پانچ۔ صاحب زادہ تم سات نمازیں پڑھا کرو۔ یعنی تہجد اور اشراق۔ آپ فرماتے تھے کہ جس وقت سے حضرت پیرو مرشدؒ نے فرمایا تھا۔ اس وقت سے اب تک سو برس کی مدت گزر گئی۔ اس سو برس میں سات وقتوں کی نمازوں میں سے میری ایک وقت کی نماز بھی قضا نہیں ہوئی یہ ہے نماز۔

(۶) حدیث شریف میں آیا۔ من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر ۔ جس نے دیدہ دانستہ ایک نماز بھی چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا۔

(۷) ایک دن ایک بزرگ کو شیطان نے کہا میں نے ایک سجدہ نہ کیا تھا ملعون ہو گیا۔ جو لوگ ایک دن میں پانچ وقت کی نماز کے سجدوں کی نافرمانی کرتے ہیں وہ کس درجہ کے ملعون ہوں گے۔

(۸) حضرت پیران پیر قدس سرہ العزیز کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ آپ جا رہے تھے خنزیر کو دیکھا کہ ایک کونہ میں منہ چھپائے بیٹھا ہے پوچھا کہ کیوں یہاں چھپ کے بیٹھا ہے جواب دیا کہ اس واسطے بیٹھا ہوں کہ بے نمازی کا چہرہ نظر نہ آئے۔ گویا بے نمازی کا چہرہ دیکھنے سے خنزیر بھی پرہیز کرتا ہے اور نفرت کرتا ہے۔

(۹) نماز کیسے پڑھنی چاہیے۔ لاصلوٰۃ الا بحضور القلب دل میں بچے انڈے نکال رہا ہے اور ظاہر میں نماز کے ارکان ادا کئے جا رہے ہوں تو ایسی نماز کا کیا فائدہ مولانا رومؒ نے مثنوی شریف میں فرمایا ہے۔

برزباں تسبیح و دردل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے وارد اثر

(۱۰) ایک بادشاہ کے پاس ایک شخص ایک لونڈی لے گیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو محلات میں داخل کر دیا جائے۔ جب رات کو بادشاہ محلات میں داخل ہوا تو دیکھا کہ لونڈی کے دونوں کان اور ناک کٹے ہوئے ہیں۔ لونڈی لانے والے شخص پر بہت غصہ ہوا۔ فرمایا کہ اس نے یہ کیا [illegible] کی کہ

بادشاہ کے پاس ناک کٹی ہوئی لونڈی لایا اس کو سزا دی جائے۔ اس کا کیا مطلب ہوا؟ مطلب یہ کہ اللہ پاک کی بارگاہ میں ہم کو کیسی نماز پیش کرنی چاہئے اگر مثل کان ناک کٹی ہوئی لونڈی کے یعنی ایسی نماز جس کے ناک کان کٹے ہوں گے پیش کی جائے تو رب العالمین احکم الحاکمین ایسی نماز پڑھنے والے کو سزا دیں گے۔

(۱۱) حدیث شریف میں آیا کہ جس کی نماز میں حضور قلب نہ ہو وہ نماز اس کے منہ پر ماری جائے گی

(۱۲) یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن تم کو تمہارے مال اور بیٹے نفع نہیں دیں گے لیکن جو شخص قلب سلیم لے کر ہماری بارگاہ میں حاضر ہو گا تو وہ اس کو نفع دے گا۔ سلیم عربی میں فال کے طور پر اس شخص کو کہتے ہیں جس کو سانپ نے کاٹا ہو۔ بعض مفسروں نے قلب سلیم کے یہ معنی لکھے ہیں کہ جس کو اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے سانپ نے کاٹا ہو یعنی جس دل میں اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی محبت ہو گی وہ دل نفع دے گا مگر عام مفسروں نے جو معنی لکھے ہیں وہ یہ ہیں کہ بارگاہ الٰہی میں دل صحیح و سالم لائے گا تو نفع دے گا بیمار دل نفع نہیں دے گا۔ اس آیت شریف سے ثابت ہوا کہ دل دو قسم کا ہے۔ ایک بیمار دل دوسرا تندرست دل۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے قیامت کے دن بیمار دل نفع نہیں دے گا۔ تندرست دل نفع دے گا بیمار دل کیسا ہوتا ہے اس کے معنی سمجھ لو۔ جتنے دل دنیا میں ہیں ہر ایک میں تین بیماریاں موجود ہیں الا ماشاء اللہ ایک بیماری حدیث نفس کی ہے۔ دوسری بیماری کا نام خطرات تیسری بیماری کا نام انتقاش صور محسوسات۔ حدیث نفس کی بیماری کیا ہے۔ ایک شیخ چلی نماز پڑھ رہا تھا اس کے پاس اس کی جیب میں دو پیسے تھے۔ نماز پڑھتے پڑھتے اس کے دل میں خیال آیا کہ ان دو پیسوں کے دو انڈے خرید لوں۔ دو انڈوں کی دو مرغیاں ہوں گی وہ بچے دیں گی ان کی بہت مرغیاں جمع ہو جائیں گی ان مرغیوں کو بیچ کر بکری خرید لوں گا۔ وہ دو بچے دے گی۔ اسی طرح جب بہت ساری بکریوں کا گلہ جمع ہو جائے گا تو ان کو بیچ کر نکاح کروں گا۔ نکاح کے بعد میرے گھر میں دو لڑکے پیدا ہوں گے۔ بڑے کا نام عبداللہ چھوٹے کا نام عبدالرحمان رکھوں گا۔ عبداللہ کو عربی کا علم پڑھاؤں گا۔ مولوی فاضل کا امتحان پاس کراؤں گا۔ وہ عربی لباس پہنا کرے گا۔ جب گھر میں آیا کرے گا السلام علیکم کہا کرے گا اور عبدالرحمان کو انگریزی پڑھاؤں گا۔ وہ ایم اے پاس کرے گا اور اس کے بعد وہ گھر میں آیا کرے گا تو [illegible] کہا کرے گا [illegible] خیال میں تھا کہ شیخ چلی کو ہنسی آگئی۔ پاس دوسرا نمازی کھڑا تھا اس نے کہا کہ تمہاری نماز ٹوٹ گئی ہنسی آنے سے۔ شیخ چلی نے کہا

[illegible] میرا تو گھر بار اجڑ گیا۔ اب [illegible]
ہم سب شیخ چلی ہیں اور ہمارا سب کا یہی حال ہے شیخ چلی ایک نہیں بلکہ دو تھے۔ ایک تو الحمد للہ رب العالمین پڑھتا تھا۔ دوسرا شیخ چلی انڈے بچے نکلوا رہا تھا۔ ایک وقت میں ایک شخص دو کام کر رہا ہے جب تک وہ شیخ چلی بچے انڈے نکلوانے والا نہ مرجائے کوئی نماز کامل نہیں ہو سکتی۔ دیکھو قرآن شریف میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس جس کا نام شیخ چلی رکھا ہے اس کا نام قرآن شریف میں خناس رکھا ہے۔ "خناس کے وسوسوں کی شرارت سے جو وسوسہ ڈالتا ہے لوگوں کے دلوں میں جنوں میں سے آدمیوں میں سے مجھے پناہ دے۔" شیخ چلی والی نماز اور حقیقی نماز میں کتنا فرق ہے۔ حضرت پیرو مرشد کے خلیفہ حضرت عبدالسمیع صاحب جو اترولی ضلع علی گڑھ میں تشریف فرما تھے انہوں نے ایک مثنوی تحفۃ العاشقین لکھی ہے اس میں وہ لکھتے ہیں۔

ان کی دو رکعت تری دو صد ہزار
بلکہ بہتر اس سے ہیں اے نابکار

اور فرماتے ہیں تو دو لاکھ رکعت نماز پڑھے اور مقبول خدا دو رکعت پڑھے۔ تو ان کی دو رکعتیں تیری دو لاکھ رکعتوں سے بہتر کیونکہ ان کی نماز حقیقی نماز ہو گی۔ تمہاری نماز شیخ چلی والی نماز ہو گی۔ اب یہ حقیقی نماز کیسے نصیب ہو؟ جب تک شیخ چلی نہ مرجائے حقیقی نماز نصیب نہ ہو گی۔ وہ شیخ چلی بچے انڈے نکالنے والا خود نہیں مر سکتا۔ نہ علم پڑھنے سے مر سکتا ہے جب تک اس کو کوئی مارنے والا نہ ہو اور کسی بندہ خدا پیرو مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر حقیقی نماز پڑھنے کا سبق نہ سیکھے۔ اس لئے تیرہ سو برس سے لے کر اب تک جتنے مقبول خدا گزرے وہ ضرور کسی پیرو مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر حقیقی نماز پڑھنے کا سبق سیکھتے رہے۔ ان میں کوئی شخص بے پیر یا بے مرشد نہیں گزرا۔

اگر در خانہ کس است
یک حرف بس است

دوسری دل کی بیماری خطرات ہیں خطرات چار قسم کے ہوتے ہیں (۱) رحمانی (۲) ملکانی (۳) نفسانی (۴) شیطانی۔ تیسری دل کی بیماری انتقاش صور محسوسات ہے۔ یعنی جو چیز ہم نے دیکھی ہوئی ہے۔ جب کوئی شخص اس کا نام لے گا تو اس کا نقشہ ہمارے سامنے آجائے گا مثلاً میں نے کہا لاہور کی بادشاہی مسجد جس وقت بادشاہی مسجد کا نام لوں گا اس وقت جنہوں نے بادشاہی مسجد دیکھی ہے اس کا

نقشہ ان کے سامنے آجائے گا۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

ہیچ نکشد نفس را جز ظل پیر
دامن آن نفس کش را سخت گیر

حضرت پیرو مرشد کی ایک نظر توجہ سے دل کی یہ تینوں بیماریاں دور ہو جائیں گی اور اس کا مریض قلب۔ قلب سلیم بن جائے گا۔

اللھم ارزقنا وایاکم

(۳) میں نماز کی معنی بیان کر رہا تھا۔ لاہور میں دو شخص بازار میں جا رہے تھے۔ آگے ایک مسجد آگئی۔ ان میں سے ایک تو مسجد کے اندر داخل ہو گیا۔ دوسرا بے نمازی باہر کھڑا رہ گیا جب وہ باہر نکلا تو باہر والے نے پوچھا تو کہاں گیا تھا اس نے کہا نماز پڑھنے کو گیا تھا۔ اس نے کہا تمہیں اندر سے کیا ملا۔ جواب دیا بے دین ملنا کیا تھا۔ زمینداروں کا قاعدہ ہے چھ مہینے پہلے کھیت میں بیج ڈالتے ہیں۔ جس دن زمیندار کھیت میں بیج ڈالے اس کو کوئی کہے کہ تو کھیت سے کیا لایا تو وہ کیا جواب دے گا یہی کہ ابھی تو میں بیج ڈال کر آیا ہوں جب غلہ دانے کی پیداوار کے دن آئیں گے تو تم کو بتاؤں گا کہ کیا لایا۔ تب اس بے نمازی نے کہا کہ یہ جواب تو تو نے بڑا معقول دیا اچھا یہ بتا کہ تیری نماز قبول بھی ہوئی یا نہیں، تب اس نمازی نے کہا کہ بے دین مجھ کو قبول فرمالیا تھا تو اندر جانے کی توفیق بخشی تم کو نہیں بخشی۔ تب اس باہر کھڑے رہنے والے بے نمازی نے کہا کہ یہ بھی تیری بات بڑی معقول ہے

(۴) مکہ شریف میں ایک دن خانہ کعبہ شریف میں باب ابراہیم سے داخل ہو رہا تھا۔ اندر سے ایک حاجی نکلا اور بڑی جلدی سے پکار کر مجھے کہنے لگا کہ شاہ صاحب حج قبول۔ میں نے اس کو جواب دیا کہ حج قبول کیا تھا تو گھر سے بلایا تھا ورنہ مجھ میں توفیق کہاں تھی۔

میرے گاؤں میں دو ہزار سے زیادہ آدمی ہوں گے میرا حج قبول کر لیا اپنی بارگاہ میں بلالیا دوسرے سب ادھر ہی بیٹھے رہے۔ میرا یہ جواب سن کر وہ حاجی ششدر رہ گیا۔

جسے چاہتے ہیں بلالیتے ہیں پاس اپنے
پر کہتے ہیں کہ حافظ کو بلایا نہیں جاتا
[illegible]
شربت دیدار پلاتے ہیں یوں

پھرتے ہیں ہم دہر میں شام و سحر
حرص کا کاسہ لئے یوں دربدر
گھر کے نہ دل دار کے گھر کے ہوئے
ہم ادھر کے نہ ادھر کے ہوئے
رحمت عالم مجھے بلوائیے
رحم مرے حال پہ فرمائیے
رحم کیجئے آپ رحمت ہیں
آپ پشت و پناہ امت ہیں
گو برا ہوں برے سے بدتر ہوں
آپ کا امتی مقرر ہوں
نیک بندے بھی کل نہیں ہوتے
خار ہمدوش گل نہیں ہوتے؟
میں نے بھر پائے سارے حور و قصور
اتنا کہہ دیجئے معاف قصور
تم کو سب اختیار حاصل ہے
آپ کو سہل مجھ کو مشکل ہے

اشعار بالا مولوی حافظ نذیر احمد دہلوی کے ہیں۔

(۱۵) حدیث شریف۔ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص کے دروازے کے آگے سے نہر بہتی ہو اور وہ پانچوں وقت اس نہر میں غسل کرے تو کیا اس کے جسم پر میل رہ جائے گی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ میل نہیں رہے گی تب آپ نے فرمایا کہ جو شخص بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو کر پانچ وقت نماز پڑھے گا اس کے بدن پر بھی گناہ کی میل نہیں رہے گی۔

(۱۶) ایک دن میرے استاد حافظ عبدالوہاب صاحب نے فرمایا کہ جب ہم غسل کرتے ہیں تو ہمارے جسم سے پیسہ بھر بھی میل نہیں اترتی مگر ہمارا جسم ہلکا ہو جاتا ہے تو جس کے دل کا میل اتر جائے اس کی کیسی حالت ہو گی۔

(۷) نماز کی قدر و قیمت۔ ایک دن حضرت مجدد [illegible] تشریف فرما تھے۔ ایک [illegible] تشریف لائے۔ بڑے حیران پریشاں۔ آپ نے پوچھا تو کیوں حیران ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میرے چالیس

اونٹ اور ان پر سوداگری کا سامان تھا۔ ڈاکو آئے، اونٹ بھی لے گئے مال بھی لے گئے۔ اب میرے پاس ایک پیسہ بھی نہیں رہا۔ اس واسطے میں حیران ہوں۔ تب آپؐ نے فرمایا کہ میں نے سمجھا تھا کہ تیری امام کے ساتھ تکبیر اولیٰ فوت ہوئی ہوگی۔ اس واسطے تو حیران اور گھبرایا ہوا ہے تب اس صحابی نے عرض کی کہ تکبیر اولیٰ کے فوت ہونے کا اتنا صدمہ ہو سکتا ہے جتنا مجھ کو ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص ساری دنیا کا بادشاہ ہے۔ ساری دنیا کی بادشاہت جاتی رہی۔ اس کا اتنا صدمہ نہیں ہو سکتا جتنا مومن کو اس تکبیر اولیٰ کے فوت ہو جانے کا ہو سکتا ہے۔

(۱۸) ایک بزرگ سید احمد شاہ صاحب ساکن پنجاب، پنجاب سے ہجرت کر کے مکہ شریف چلے گئے۔ وہاں ترکوں کی سلطنت تھی۔ چالیس برس تک امام کے پیچھے پہلی صف میں کھڑے ہو کے نماز پڑھتے رہے۔ چالیس برس میں ایک دن بھی امام کے پیچھے تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔ پھر مدینہ منورہ میں جا کر قیام کیا۔ وہاں بھی امام کے پیچھے برابر چالیس سال تک پہلی صف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہے۔ ایک دن بھی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔ ۱۳۱۰ھ میں پہلی مرتبہ فقیر مدینہ منورہ میں جا کر حاضر ہوا۔ ان کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھتا تھا۔ فقیر کے حال پر بہت عنایت فرماتے تھے۔ خدائے تعالیٰ ان کو جنت نصیب فرمائے۔ آمین۔

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

یاد ہیں اے شاہ مجھ کو سب مداراتیں تری
میں نہ بھولوں گا کبھی دن تیرے اور راتیں تری

(۱۹) دوسری حدیث شریف ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو فرمایا اگر تم کو معلوم ہو جائے کہ امام کے داہنے طرف کھڑے ہونے میں اتنا ثواب ہے تو تم آپس میں قرعہ ڈالا کرتے، ایک تم میں سے کہے گا کہ مجھ کو جگہ ملے۔ دوسرا کہے گا مجھ کو ملے۔

(۲۰) اسی زمانہ میں فقیر کو حضرت حبیب الرحمان صاحب (جن کو تمام اہل عرب قطب تصور کرتے تھے) کی زیارت نصیب ہوئی۔ وہ بھی فقیر کے حال پر بڑی عنایت فرماتے رہے اور فقیر کے حق میں سعادت دارین کی دعا فرمائی۔ اس زمانہ میں حضرت خلیل الرحمان صاحب کی بھی زیارت نصیب ہوئی۔ جو ہند سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں قیام فرماتے تھے۔ یہ بزرگ دراصل رڑکی ضلع سہارنپور کے باشندے تھے اور ان کے والد ہندو ساہوکار تھے۔ لاکھ روپے کے مالک تھے یہ بچپن میں [illegible] ہوا۔ اس

نے ان کو تکلیف دینی شروع کی۔ یہ ہندوستان چھوڑ کر مکہ شریف حاضر ہوئے۔ حاجی امداد اللہ صاحب مرحوم کے مرید ہو گئے۔ ان سے خرقہ خلافت حاصل کر کے مدینہ منورہ میں جا کر قیام فرمایا تمام عمر وہاں قیام فرما کر جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ ان کے شعر بھی فقیر کو یاد ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ جب مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے۔

سب کچھ ملا جو مل گئی اس در کی حاضری
گو ملک و مال خویش و وطن سے جدا ہوا
قابل تھا نار کے مجھے جنت ہوئی نصیب
اس در کی حاضری سے تو قسمت بدل گئی

آپ فرماتے ہیں کہ یہاں آنے سے جہنمی جنتی بن جاتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ فقیر کو اور سب یاروں کو اس دربار کی حاضری نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اسی زمانہ میں حضرت مولانا استاذنا مولوی عبدالحق صاحب دہلوی محدث مہاجر مکی کی بھی زیارت فقیر کو نصیب ہوئی۔ ان کا زہد و تقویٰ دیکھ کر اور خدمت اسلام دیکھ کر تمام اہل عرب ان کو قطب تصور کرتے تھے۔ یہ بھی فقیر کے حال پر بڑی نظر فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ دلائل الخیرات شریف حرف بحرف سن کر اس کے پڑھنے کی اور قرآن و حدیث شریف کی اجازت عطا فرمائی۔ چنانچہ آپ کے قلم کا اجازت نامہ اب تک فقیر کے پاس ہے نیز پہلی مجلس میں حدیث مصافحہ اور حدیث اسودین کی اجازت عطا فرمائی اور کھجور اور پانی منگوا کر تبرک کر کے پانی پلایا۔ کھجوریں دم کر کے کھلائیں۔ محدثین کی اصطلاح میں اس کو حدیث اسودین کہا جاتا ہے۔ اسی زمانہ میں حضرت مولانا سید علی زاہر محدث مدنی کی بھی زیارت ہوئی وہ بھی فقیر کے حال پر نظر عنایت فرماتے رہے اور فقیر کی سعادت دارین کی دعا فرمائی۔ اللھم اغفر وارحم وانت خیر الراحمین

ایک مرتبہ لاہور میں میاں محمد شفیع سابق وزیر اعظم پنجاب کے چچا اور خسر تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے حق میں دعا فرمایئے کہ میں جب تک دنیا میں زندہ رہوں میری کوئی نماز بغیر جماعت نہ ہونے پائے۔ ان کے متعلقین کی زبانی معلوم ہوا کہ جس روز انہوں نے انتقال فرمایا اس دن بھی مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کی۔ اللھم ارزقنا و ایاکم۔

(۲۱) جامع مسجد میں نماز [illegible] کے ساتھ نماز پڑھی جائے اور جماعت میں دس آدمی ہوں تو ہر ایک کو (۱۰۰) نماز کا ثواب ملے گا اور

(۲۰) آدمی ہوں تو (۲۰۰) نمازوں کا ثواب ہر ایک شریک جماعت کو ملے گا۔ مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر۔ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار مسجد اقصیٰ میں ایک نماز کا ثواب بیس ہزار۔

(۲۲) نماز چھوڑنے کا عذاب اسی عقبہ دوزخ میں رہنا ہوگا۔ ایک عقبہ چار ہزار سال کا ہوگا۔ ایک دن قیامت کا چار ہزار دن کا ہوگا۔

(۲۳) جو لوگ سینہ پر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے ہیں وہ قدرت کے قانون کے خلاف کرتے ہیں چنانچہ بچہ ماں کے پیٹ میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھ کر دو زانو ہو کر رہتا ہے۔

(۲۴) حضرت امام اعظم فرماتے ہیں کہ ایک نماز کی قضا کرنے والے کو قید میں رکھنا چاہئے۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ ایک نماز کی قضا کرنے والے کو قتل کرنا چاہئے۔

(۲۵) مقدمہ فیصلہ کرنے کے لئے دنیاوی حاکم کے پاس دو گواہ پیش ہونا ضروری ہیں۔ مسلمان ہونے کے متعلق یہ کہہ دینا کہ میں مسلمان ہوں ایک گواہ ہے دوسرا گواہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ہے۔ نماز برائیوں سے بچاتی ہے اور نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور گناہ بخشواتی ہے۔

(۲۶) نماز کیا ہے؟ بندہ کا رب کے ساتھ تعلق ہے۔

روزہ

(۱) خدائے تعالیٰ نے ہم پر روزے سال بھر میں ایک مہینے کے فرض کئے مہینے کے (۳۰) دن ہوتے ہیں یا (۲۹) دن ہوتے ہیں۔

(۲) اگلی امتوں پر بھی روزے فرض تھے کسی پر چھ مہینے کے کسی پر ہر مہینے کی پہلی دوسری تاریخ کے کسی پر تیرہ چودہ پندرہ تاریخ کے کسی پر ایک دن آڑ کے روزے فرض کئے گئے تھے۔

(۳) ہم پر روزے ایک مہینہ رمضان شریف کے فرض کئے اس کے بعد چھ روزے شوال کے مہینے کے مسلسل یا متفرق جملہ (۳۶) روزے رکھنے کا ثواب تین (۳۶۰) ساٹھ روزوں کا ہوگا۔

(۴) روزوں کے رکھنے میں جو حکمتیں ہوں وہ خدائے تعالیٰ خوب جانتا ہے لیکن ظاہر میں یہ حکمت نظر آتی ہے کہ ڈاکٹروں کے ایک کمیشن میں تجویز کیا گیا کہ جس بیماری کا کوئی علاج نہیں اس کا علاج روزہ ہے چنانچہ ڈاکٹر اکثر بیماریوں کا علاج مثلاً ٹائیفائڈ، بخار وغیرہ کے علاج میں کئی کئی دن [illegible] ایک مہینے کے روزوں کی وجہ سے سب خارج ہو جاتے ہیں۔

(۵) روزہ رکھنے والوں کی دو فرحتیں ہوتی ہیں۔ ایک روزہ انظار کرتے وقت یہ اس وجہ سے نہیں کہ دن بھر بھوکا رہنے کے بعد کھانا مل گیا۔ بلکہ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے جو مجھ پر فرض فرمایا تھا اس کو میں نے ادا کر دیا۔ دوسری فرحت خدائے تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔

(۶) خدائے تعالیٰ کا دیدار روزہ داروں کو ہوگا بے روزہ داروں کو نہ ہوگا۔

(۷) جنت کا ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان (ترو تازہ) ہے اس دروازہ سے روزہ دار جنت میں جائیں گے۔

(۸) ایک بزرگ نے ایک یہودی کو خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں ہے۔ اس سے دریافت کیا کیا بات ہے اس نے کہا رمضان شریف کا مہینہ تھا میرا بچہ روٹی کھاتے ہوئے باہر آیا میں نے اس کو تھپڑ مارتے ہوئے کہا کہ رمضان کا مہینہ ہے مسلمان روزہ رکھتے ہیں اس کی تعظیم کرتے ہیں ہم کو تعظیم کرنا چاہئے اس لئے اندر جا کر کھا۔ تعظیم رمضان شریف کی وجہ سے غیر مسلم کو بھی درجات ملتے ہیں۔

(۹) رمضان کے زمانہ میں روزہ داروں کے سامنے کھانا نہیں چاہئے۔

(۱۰) عید رمضان کی روزہ داروں کے لئے ہے نہ کہ روزہ خوروں کے لئے جو لوگ روزہ خور ہیں ان کو کیا حق ہے کہ عید گاہ میں عید منانے کے لئے آئیں۔

(۱۱) ایمان و اعتقاد کے بعد جب اس میں کامیاب ہو جائے گا تو پہلے پرسش نماز کی بابت ہوگی اس کے بعد روزہ کی۔

(۱۲) مردوں کے لئے لازم ہے کہ وہ خود بھی روزہ رکھیں۔ اپنی بیوی بچوں کو بھی جو بالغ ہوں روزہ رکھوائیں۔ اگر بچہ روزہ نہ رکھے تو اس پر سختی کی جائے۔ حتیٰ کہ اس کو سزا دے کر روزہ رکھوائے۔ اس میں غفلت کی جائے گی تو خدائے تعالیٰ ماں باپ سے اولاد کے بارہ میں مواخذہ فرمائے گا۔

(۱۳) کسی کی بیوی روزہ نہ رکھے تو اس کو کہہ دے کہ تو ہمارا کھانا بھی نہ پکا۔

(۱۴) میں ایک دفعہ چند سال قبل سخت بیمار تھا۔ چلنے پھرنے اور اٹھنے بیٹھنے کی طاقت نہ تھی۔ رمضان شریف قریب آ گئے۔ مجھے خوف ہوا کہ میں روزہ کیسے رکھ سکوں گا۔ مگر چاند رمضان کا دیکھ کر ہمت کر لی۔ روزہ رکھا۔ پہلے روزہ کی طاقت کے مقابلہ میں آخری روزہ کی طاقت میں کئی گنا فرق [illegible]

زکوۃ

خدا کی باتیں خدا ہی جانے

(۱) لفظ زکواۃ کے معنی پاک کرنے کے ہیں جس طرح پلید اور میلا کپڑا گرم پانی اور صابن لگا کر دھویا جائے تو وہ پاک اور سفید ہو جاتا ہے۔ اس کی ساری میل کچیل دور ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جس مال کی زکواۃ نکالی جائے وہ مال بھی پاک ہو جاتا ہے۔ لوگوں نے آج تک زکواۃ کے معنی ہی نہیں سمجھے۔

(۲) خدائے تعالیٰ نے مومن پر پانچ فرض مقرر کئے۔ سب سے پہلا فرض کلمہ شریف کا پڑھنا یعنی خدائے تعالیٰ کی توحید اور حضرت کی رسالت پر سچے دل سے ایمان لانا اور زبان سے اس کا اقرار کرنا۔ کلمہ شریف کا پڑھنا ساری عمر میں ایک مرتبہ فرض کیا گیا ہے۔ حضرت ابوالخیر صاحب نقشبندی مجددی دہلوی ایک دن میں ۲۵ ہزار مرتبہ کلمہ شریف پڑھتے تھے۔ مگر فرض ایک ہی مرتبہ ہے علی ہذا حج بھی ساری عمر میں ایک دفعہ فرض ہے۔ اس کا ذکر بھی قرآن شریف میں ایک مرتبہ ہے۔ باقی رہ گئے دو فرض نماز و زکواۃ اس کی بارہا اتنی تاکید فرمائی کہ چھیاسی مرتبہ قرآن شریف میں اس کا ذکر آیا ہے بادشاہ اپنی رعیت کو ایک مرتبہ کسی امر کے متعلق حکم فرمادے تو رعیت پر اس کی فرماں برداری واجب ہو جاتی ہے۔ اگر رعیت کا کوئی آدمی بادشاہ کے حکم کی فرمانبرداری نہ کرے تو اس کو باغی قرار دیا جاتا ہے۔ باغی کی سزا کیا ہے؟ قتل اس سے سمجھ لو۔ ولایت میں ولایت کی پارلیمنٹ کے چند آدمی اکٹھے ہو کر ایک قانون پاس کرتے ہیں پھر تمام سلطنت میں وہ حکم جاری کر دیتے ہیں۔ جو شخص اس حکم کی فرماں برداری سے انکار کرے تو اس کو باغی قرار دے کر پھانسی پر لٹکا دیا جاتا ہے جو بندوں کے بنائے ہوئے قانون کا انکار کرے وہ باغی اور اس کی سزا قتل اور جو احکم الحاکمین و مالک الملک کے حکم کی نافرمانی کرے وہ کس درجہ کا باغی و مجرم ہوگا بادشاہ ایک مرتبہ حکم دے اور رعیت کا کوئی فرد اس حکم کو نہ مانے دوبارہ بادشاہ حکم دے پھر بھی نہ مانے تیسری مرتبہ حکم دے اور نہ مانے اس طرح اگر بادشاہ متواتر چھیاسی مرتبہ حکم فرمائے اور وہ شخص نہ مانے تو آپ خود اندازہ لگا لو کہ چھیاسی مرتبہ بادشاہ کی حکم عدولی کرنے والے کو کس قدر سزا ملنی چاہیے اور وہ کس درجہ کا مجرم ہوگا۔ اس سے یہ مسئلہ سمجھ لو زکواۃ کے کیا معنی ہیں خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے تم کو مال [illegible] تمہارے پاس اس مال کو گزر جائیں تو تمہارے خرچ کرنے سے جتنا مال بچ جائے اس مال کا چالیسواں حصہ یعنی

اس مال میں سے (۴۰) روپیہ کے پیچھے ایک روپیہ حساب کر کے سو میں سے ڈھائی روپیہ مسکینوں غریبوں کو دے دیا کرو۔

اس کے یہ معنی کہ جس طرح آج کل انگریزی حکومت میں کمپنیاں بنی ہیں۔ کمپنی میں حصے ڈالے گئے ہیں۔ کسی کا دس روپیہ کا حصہ کسی کا پانچ روپے کا کسی کا ڈھائی روپے کا۔ تو خدائے تعالیٰ نے یہ فرمایا۔ کہ ہم نے تم کو مال دیا اور ہم ہی حکم دیتے ہیں کہ یہ سارا مال تمہارا نہیں ہے۔ اب مال میں تمہارا ایک اور حصہ دار مسکین غریب بھی ہے اس کا حصہ سال کے بعد نکال کر اس کو دے دیا کرو اس سے ایک تو تمہارا مال پاک ہو جائے گا۔ دوسری تمہارے حصہ دار کو نفع ہو جاوے گا۔ اس غریب کا کام نکل جاوے گا۔ تمہارے مال میں برکت ہوگی اور اس کو چور نہیں لے جائے گا ڈاکو نہیں لے جائیں گے۔ آگ نہیں جلائے گی اس کے معنی یہ کہ خدائے تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے اپنے بندوں کو مال دیا اور پھر آپ ہی حکم فرمایا انفقوا مما رزقنکم من قبل ان یاتی احدکم الموت۔ فرمایا موت سے پہلے ہم نے جو مال تم کو دیا ہے ہم حکم دیتے ہیں تم خرچ کرو۔ تم ذرا سوچو تم یہ مال کہاں سے لائے اگر کوئی اپنے غلام یا نوکر کو حکم دے یہ مال لے جا اور اس کو مسکینوں اور غریبوں میں بانٹ دے۔ وہ غلام یا نوکر مسکینوں یا غریبوں میں نہ بانٹے بلکہ خود رکھ لے تو وہ نوکر یا غلام کس درجے کا بے دین نافرمان سمجھا جائے گا سارا قرآن شریف شروع سے آخر تک پڑھ جاؤ کسی جگہ خدا نے یہ نہیں فرمایا اجمعوا اجمعوا۔ یعنی جمع کرو۔ جمع کرو۔ کیا فرمایا "انفقوا۔ انفقوا۔ خرچ کرو۔ خرچ کرو۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دینے والے ہم ہیں ہم ہی حکم دیتے ہیں کہ خرچ کرو تم اگر خرچ کرو تو ہم تمہیں سات سو دیں گے چودہ سو دیں گے۔ اٹھائیس سو دیں گے دوسرا یہ کہ مال تم کہاں سے لائے تھے۔ ہم نے ہی تم کو دیا تھا کہ خرچ کرو۔ خرچ کرو گے تو ہم تم کو اور دیں گے۔ ہمارے خزانوں میں کچھ کمی نہیں ہے میرے حضرت والد صاحب نے فرمایا کہ ایک دن ایک بزاز نے مجھے سنایا تھا کہ ایک روپے کے مال کے پیچھے ایک پیسہ نفع ملے تو بیچ دیتے ہیں ایک روپے کے اٹھائیس سو ملیں تو وہ سودا کوئی نہیں کرتا۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ ہمارا قرآن شریف پر ایمان ہے ہم مانتے ہیں کہ قرآن شریف اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ہم مسلمان ہیں۔ خدائے تعالیٰ آپ ہی اپنے بندوں کو مال دیتے ہیں اور پھر وہی حکم دیتے ہیں کہ اس کا چالیسواں حصہ غریبوں مسکینوں کو جو اس کے مستحق ہیں دے دیا کرو جن کو رب نے مال دیا انہوں نے بندر کی طرح سمجھا کہ اب ہمارے ہاتھ میں آگیا ہے ہم اس میں سے ایک پیسہ نہ دیں گے۔ خواہ ہماری جان بھی جائے ایک [illegible] کو پکڑتے ہیں تو مکی کے بہت سارے دانے

بھون کر جنگل میں جہاں بندر ہوں چھینٹے دیتے ہیں اور مٹی کی ایک ٹھلیا زمین کھود کر خوب مضبوط کر کے گاڑ دیتے ہیں اور اس ٹھلیا کو مکئی کے دانوں سے بھر دیتے ہیں۔ جو دانے زمین پر پڑے رہتے ہیں دوسرے بندر کھاتے ہیں ایک بندر ٹھلیا میں سے لے کر کھاتا ہے جب تھوڑے دانے رہتے ہیں تو بندر اس کے اندر ہاتھ ڈال کر دانوں کی مٹھی بھر لیتا ہے ٹھلیا کا منہ تنگ رہتا ہے خالی ہاتھ اس میں جاتا ہے لیکن بھرا ہاتھ نہ جاتا ہے نہ اس میں سے نکلتا ہے اس کا ہاتھ پھنس جاتا ہے مگر وہ بندر مٹھی نہیں کھولتا۔ مٹھی کھولے تو اس کا ہاتھ نکلے وہ کہتا کہ مٹھی میں دانے آگئے اب تو ہاتھ نہیں کھولوں گا دانے نہیں چھوڑوں گا ناچار ہو کر چیختا ہے چلاتا ہے شکاری جو چھپ کر کہیں بیٹھا ہوا ہے اس کا چیخنا سن کر بندر کے پاس آکر اس کے گلے میں رسہ ڈال کر پکڑ لیتا ہے تو جن لوگوں کو رب نے مال دیا ہے انہوں نے بندر کی طرح پھنس کر جان دے دی لیکن مال نہ دیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کسی ترکیب سے مال ہاتھ آگیا تو اس کی مٹھی نہیں کھولیں گے اب ذرا سوچو تو اس مسئلہ کو مالک خداوند تبارک و تعالیٰ خود تو مال دیتے ہیں اور آپ ہی حکم دیتے ہیں کہ اس میں سے چالیسواں حصہ دے دو ان کو اس کی کیا ضرورت ہے۔ کیا ان کو کوئی بینکر بننا ہے کہ لے کر اس میں جمع کرتے جائیں جو کچھ حکم دیتے ہیں ہماری بہتری اور ہمارے ہی پاک کرنے کے واسطے حکم دیتے ہیں۔

حضرت شیخ شبلی سے ایک شخص نے مسئلہ پوچھا کہ حضرت سو روپیہ جمع ہو جائیں تو اس کی کتنی زکواۃ دوں آپ نے فرمایا کہ وہ سو کا سو بھی غریبوں اور مسکینوں کو دے دے اور اڑھائی روپیہ اور دے دے سائل نے کہا کہ اس کے کیا معنی فرمایا کہ یہ اس بات کی سزا ہے کہ تو نے جمع ہی کیوں کیا تھا پہلے ہی تقسیم کیوں نہ کر دیا بمبئی میں ایک سیٹھ نے تجارت کا مال لاد کر جہازوں میں بھیجا ہوا تھا اس میں سات لاکھ روپے کا مال تھا کپتان آگ بوٹ نے ہوائی تار کے ذریعہ اس کو اطلاع دی کہ آگ بوٹ طوفان میں آگیا ہے اس کے بچنے کی امید نہیں ہے۔ اگر چند منٹ یہی حالت رہی تو ہم بھی اور تمام مال بھی آگ بوٹ بھی غرق ہو جائیں گے۔ ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ جب تار پہنچی تو سیٹھ صاحب نے معتمدوں سے پوچھا کہ دیکھو اپنے دفتر میں مال کی زکواۃ ادا ہوئی یا نہیں انہوں نے کہا ادا ہوئی ہے۔ سیٹھ صاحب نے کہا پھر تو کوئی خطرہ نہیں۔ جب کہ آنحضرت کا فرمان ہے کہ جس مال کی زکواۃ ادا ہو تو اس میں نقصان نہیں ہوتا۔ پھر ہم کیوں فکر کریں سیٹھ صاحب نے اسی وقت وضو کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھی۔ دوسرے دن پھر تار آئی کہ الحمد للہ آگ بوٹ غرق ہونے سے بچ گئے۔ جب دوسری تار آئی تو سیٹھ صاحب نے پھر وضو کیا اور دو رکعت نماز نفل پڑھی ... بھی کیا کہ آپ نے شکرانہ کی نماز دو رکعت نفل

پڑھی۔ مگر کل میں بڑا حیران تھا کیا کل آپ نے ڈوبنے کے دو رکعت پڑھے ... صاحب نے جواب دیا کہ تم نے کہا تھا کہ زکواۃ ادا کی ہوئی ہے میرے دل میں ایک تو اس بات کا یقین تھا کہ حضرت کا فرمان سچا ہوتا ہے جس مال کی زکواۃ ادا کی جائے اس کو نقصان نہیں پہنچتا۔ دوسرا میں نے دل کی طرف خیال کیا تو میرے دل پر اتنا صدمہ بھی نہیں پہنچا جتنا ایک پیسے کے جانے کا صدمہ پہنچتا ہے تو کل اس بات کے شکرانہ کی دو رکعت نماز پڑھی تھی کہ الحمد للہ کہ خدائے تعالیٰ نے میرے دل میں مال کی محبت نہیں رکھی اور آج کی دو رکعت جو پڑھی تو وہ شکرانہ میں کہ رب نے اس مال کو صحیح وسالم بچا لیا الحمد للہ علیٰ ذالک۔

میرے حضرت قبلہ والد صاحب اکثر فرمایا کرتے کہ نفس کے لئے لینا سہل ہے۔ ہاتھ سے دینا مشکل۔ لوگ لے کر خوش ہوتے ہیں ہم دے کر خوش ہوتے ہیں۔ لوگ کھا کر خوش ہوتے ہیں ہم کھلا کر خوش ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی برکت سے فقیر کو بھی ایسا پاک دل نصیب فرمائے۔ آمین یا رب العالمین ربنا تقبل منا انک انت السمیع الحلیم۔

زکوۃ نہ دینے کا جرم کتنا ہے

خدا تعالیٰ فرماتے ہیں دسویں پارہ کے تیسرے ربع پہلے رکوع میں والذین یکنزون الذھب والفضتہ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم۔

خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں وہ لوگ جو چاندی اور سونے کو چھپا رکھتے ہیں۔ راہ خدا میں کو اس کو خرچ نہیں کرتے یعنی اس کی زکواۃ ادا نہیں کرتے جو اس کے مال میں خدائے تعالیٰ کا حق ہے اور خدائے تعالیٰ نے فرض کیا ہے ان کو بشارت دیدو سخت عذاب کی اور ان کو یاد دلا دو وہ دن کہ جب ان کے روپیہ پیسوں کو دوزخ کی آگ میں سرخ کر کے ان کی پیشانیوں پر داغ دیئے جائیں گے۔ ان کے دونوں پہلوؤں پر ان کی پشت پر اور ان کو فرشتے کہیں گے کہ یہ تمہارا ہی مال ہے جس کو تم نے جمع کر کے رکھا تھا اس جمع کرنے کا آج مزہ چکھ لو۔ اس آیت شریف کو غور سے پڑھیں اور اپنے مال کی زکواۃ ادا کر کے اپنے رب کو راضی کر لیں۔ اور اپنے مال کو بھی پاک کر لیں۔ اور داغ لگنے سے بھی جانوں کو بچالیں۔

امام اعظم صاحب کے مذہب میں زیور کی زکواۃ ادا کرنی چاہئے۔ جو مال عورتوں کے قبضہ میں ہو ... زکواۃ ادا کرنا عورت کے ذمہ فرض ہے۔ جو مال مرد

کے قبضہ میں ہو اس کی زکوٰۃ مرد پر فرض ہے۔

ایک شخص نے کسی کو قرض دیا ہوا ہے تو اس روپے کی زکوٰۃ اس قرضہ دینے والے پر واجب ہے کیونکہ در حقیقت اس روپے کا مالک تو یہی قرضہ دینے والا ہے۔ وہ ملک اسی کی ہے۔ جب حضرت ﷺ نے دنیا سے سفر کیا تو عرب شریف میں ایک قوم نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تب حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ جو زکوٰۃ خواہ وہ بہت تھوڑی مقدار میں کیوں نہ ہو جیسے ایک بالشت رسہ جس سے اونٹ کے گوڑے باندھتے ہیں آپؐ کے زمانہ میں تم لوگ ادا کرتے رہے تھے۔ اب بھی دیدو تو بہتر ورنہ تمہارے ساتھ جنگ کر کے تم کو ہلاک کیا جائے گا اس بنا پر یہ حکم ہوا کہ جو زکوٰۃ دینے سے انکار کریں وہ کافر آج کل مسلمانوں نے بجائے زکوٰۃ دینے کے الٹا سود لینا شروع کر دیا۔ خدا تعالیٰ نے تو سود حرام کر دیا تھا اور حضرتؐ نے فرمایا تھا کہ ماں کے ساتھ زنا کرنا ایک حصہ گناہ ہے اور سود کھانا ماں کے ساتھ زنا کرنے سے ستر درجہ بڑھ کر گناہ ہے کسی مسلمان کو یہ کہو کہ تیرے منہ میں خنزیر تو وہ کہتا ہے کہ اس کو جان سے مار ڈالوں اس نے مجھے اتنی سخت بات کیوں کہی اور جو دن رات خنزیر کھاتے رہے ہیں در حقیقت کتنا برا مانتے ہوں گے سود کھانا سور کھانے سے بھی بدتر۔

ایک بزرگ کے حال میں لکھا ہے کہ ابتدا میں سود کھاتے تھے۔ ایک قصاب سے اسی سود میں سے گوشت لے آئے۔ گھر میں لا کر دیا کہ اس کو پکاؤ بہت دیر پکاتے رہے۔ آخر کو دیکھا اس میں گوشت نہیں تھا۔ ساری ہنڈیا خون سے بھری ہوئی تھی۔ خاوند سے پوچھا کہ یہ گوشت تم کہاں سے لائے تھے۔ اس نے کہا کہ قصاب کو جو روپیہ دیا ہوا ہے اس کے سود میں لایا تھا اس عورت نے کہا دیکھو سارا گوشت خون بن گیا۔ ہنڈیا ساری خون سے بھر گئی ہے تب اس عورت نے ادھر ہنڈیا اٹھا کر زمین پر دے ماری۔ ادھر اس کے خاوند نے سچے دل سے توبہ کر لی کہ آئندہ سود نہیں کھاؤں گا۔ خدائے تعالیٰ نے ان کو ہدایت نصیب فرما دی۔ اسی طرح خدائے تعالیٰ ہمارے مسلمان بھائیوں کو بھی ہدایت نصیب فرما دے۔ جیسے حضرت حبیب عجمیؒ کو ہدایت نصیب فرمائی تھی اور مسلمانوں کو سود خوری سے بچائے۔ آمین ثم آمین۔ وہ دیوانے ہیں جو اتنا نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ نے تو ایک ایک دانہ پر مہر لگائی ہوئی ہے۔ رب حرام نہیں کھلاتا تو یہ حلال کو چھوڑ کر حرام کیوں کھاتے ہیں۔ جو جسم گوشت حرام کھا کر پرورش پائے گا وہ جسم اس قابل ہو گا کہ دوزخ کی آگ میں جلایا جائے اور جو جسم حلال طیب مال کھا کر پرورش پائے گا وہ اس قابل ہو گا کہ اس کو جنت میں داخل کیا جائے۔ اگر

در خانہ کس است یک حرف بس است

اند کے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

دہلی میں کسی نادان مولوی نے یہ فتویٰ دیا کہ بنک کا سود جائز ہے۔ جو دلیل لکھی ہے وہ یہ ہے کہ بنک والے جو سود دیتے ہیں اور مسلمان وہ سود کا روپیہ نہیں لیتے تو بنک والے کیا کرتے ہیں اس روپیہ کو عیسائی مشنوں کو دے دیتے ہیں وہ عیسائی مشن والے اسلام کے برخلاف اس روپیہ کو خرچ کرتے ہیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ مسلمان اس روپے کو لے لیا کریں اور کھا لیا کریں فقیر نے اس کے معنی جو سمجھے ہیں وہ یہ ہیں کہ خنزیر کا گوشت عیسائی کھاتے ہیں۔ بڑے موٹے ہو جاتے ہیں۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ مسلمان بھی خنزیر کا گوشت کھا لیا کریں۔ عیسائی کھاتے ہیں۔ موٹے تازے ہوتے ہیں۔ مسلمان بھی کھانا شروع کریں۔ دیوانے مولوی نے اتنا نہیں سمجھا کہ جب اس کا نام سود ہے تو پھر بنک کا سود ہو یا کسی اور جگہ کا۔ سود کو خدائے تعالیٰ نے حرام کیا۔ یہ نادان مولوی جائز کرتا ہے۔ جو خدائے تعالیٰ کے حرام کو حلال سمجھے وہ کافر اس فتویٰ دینے سے تو مولوی خود کافر ہو گیا۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ومن یتولھم منکم فانہ منھم ؕ۔ سورہ مائدہ (۳) ربع جو کافروں کے ساتھ تعلق رکھے گا وہ کافر ہے۔ یہ کفر کا فتویٰ خود اللہ تعالیٰ نے روز ازل سے ہی اس نادان دشمن دین مولوی پر لگایا ہوا تھا۔ اب سود کے کھانے کو جائز کر کے اس کفر کے فتوے کو اس نے خود اپنے اوپر عائد کر لیا۔

حج

(ا) ایک موت کا سفر ہے۔ ایک حج کا سفر ہے۔

(الف) ملک الموت آئے گا ایک تھپڑ مار کر جبراً و قہراً سب رشتے ناتے تعلقات و کاروبار چھڑائے گا اس کا نام موت کا سفر ہے۔

(ب) جو شخص اپنے ارادہ سے موت کے سفر سے قبل سب رشتہ ناتے تعلقات و کاروبار چھوڑ کر اللہ پاک کے گھر کی طرف چلا وہ حج کا سفر کر رہا ہے اس سفر کرنے والے کو حاجی کہتے ہیں۔ اس کو ایک ایک قدم کے بدلے سو سو نیکی ملے گی۔

اصل یہ ہے کہ دنیا کی چیزوں کی محبت کو دل سے نکالنا اور خدا کی محبت کو دل میں لینا حج ہے۔

[illegible] کرتے ہیں اور اس کا ثواب اس حاجی کو ملے گا۔

(۲) جتنی مخلوق ہے۔ وہ سب جال میں پھنسی ہوئی ہے۔ مخلوق میں سے وہ بڑا شہ زور ہوگا جو اس جال کو توڑے گا۔ جال کے توڑنے کا نام حج ہے۔ اس توڑنے والے کو حاجی کہتے ہیں۔

(۳) انگریز خطاب دیتے ہیں۔ خان بہادر۔ خان صاحب وغیرہ۔ جو اس جال کو توڑنے والا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے حاجی کا خطاب دیا ہے اس کی قدر نہیں کرتے۔

(۴) نتیجہ حج کا کیا ہے۔ حج کرنے والا ایسا ہوا جیسا کہ آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

(۵) مکہ شریف کی زمین کیوں واجب التعظیم ہے۔ ۳۰ پارہ۔ سورۃ بلد لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ہم قسم کھاتے ہیں۔ اس شہر کی۔ اس وجہ سے نہیں کہ اس میں کعبہ ہے یا میزاب رحمت ہے۔ یا مقام ابراہیم ہے۔ بلکہ اس وجہ سے کہ آپؐ کے قدم پاک اس زمین پر ظاہر ہوئے ہیں۔ آپ. کے قدم مبارک کی برکت سے یہ زمین بھی واجب التعظیم ہوئی اس لئے اس زمین کی قسم کھاتے ہیں۔

(۶) حاجی کا بڑا درجہ ہے جتنے حاجی ہیں گھر سے نکلتے ہی سب رب کے مہمان ہیں جو شخص کسی کے مہمان کی خدمت کرے وہ میزبان کا دل خوش کرتا ہے اور جو کسی کے مہمان کو تکلیف دے یا ستائے گویا وہ میزبان کو تکلیف دیتا ہے یا ستاتا ہے۔ اس لئے حاجیوں کی خدمت عین موجب خوشنودی اللہ تعالیٰ ہے۔

(۷) حاجی جب خدا کا مہمان ہے تو اس کو کیا پرواہ ہے۔ وہ شہنشاہ کے خزانے میں ہاتھ رکھے ہوئے ہے پس حاجی کو چاہئے کہ خدا پر بھروسہ رکھے۔ دل کھلا رکھے خود خوب کھائے خرچ کرے۔ تنگ دلی نہ کرے اس وجہ سے کہ اس کا ہاتھ خدا کے خزانے میں ہے۔ وہ خدا کا مہمان ہے۔ جو کچھ اس کے پاس ہے وہ خدا کے دسترخوان سے ہی ہے اور جو ضرورت کے وقت ملے گا۔ وہ خدا کے خزانہ ہی سے ملے گا خدا کا خزانہ کم نہیں ہو سکتا۔

(۸) جتنی عبادتیں رب نے مقرر کیں۔ ان سب میں ایک چیز کا خرچ ہے۔ مثلاً روزہ' نماز' زکواۃ یعنی اس میں ایک چیز صرف جان یا مال کا خرچ ہے۔ مگر حج میں جان کا بھی خرچ ہے۔ اور مال کا بھی خرچ ہے۔ دونوں چیزیں انسان کو عزیز ہیں۔ اس لئے اس کا درجہ بڑا ہے۔ جتنی تکلیف حاجی کو زیادہ ہوگی۔ اسی انداز سے ثواب بھی زیادہ ملے گا۔ اس میں تکلیف کو تکلیف نہ سمجھنا چاہئے۔

(۹) ہر عبادت کے طریقہ اور آداب ہیں۔ بغیر آداب کے عبادت درجہ قبولیت کو نہیں پہنچتی۔ حج کے لئے بھی بعض آداب ہیں اور ضروری ہیں سب سے پہلا ادب مقام مقررہ (جس کی صراحت کتابوں میں ہے) پر پہنچتے ہی احرام باندھنا یعنی ایک چادر باندھنا اور ایک چادر اوڑھنا۔ اس کے

طریقے تفصیل سے کتابوں میں درج ہیں احرام اصل میں کفن ہے موت کا لباس ہے۔

مقام عشق میں شاہ و گدا کا ایک رتبہ ہے
زلیخا ہر گلی کوچہ میں بے توقیر پھرتی ہے

خانہ کعبہ مجلس شاہی۔ عرفات دربار شاہی کی حاضری کیلئے سب سے پہلے حج کی نیت فرض ہے۔

(۱۰) شیطان اور نفس دو دشمن ہمارے ساتھ لگا دیئے ہیں۔ ہم بارگاہ ایزدی میں ننگے سر ننگے پاؤں جاتے ہیں یعنی احرام باندھ کر فریادی بن کر کہ بار الٰہ ان دونوں دشمنوں نے ہمیں تباہ کر دیا۔ ہمیں بچا۔ اس میں رب کا کوئی فائدہ نہیں۔ ہمارا ہی فائدہ ہے رب ہم کو پاک کرے گا۔ بڑی مہربانی یہ ہے کہ مالداروں ہی کو حکم ہوا ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے حج فرض کیا وہاں من استطاع کی قید لگائی مگر حاضری مدینہ شریف کے لئے ہر ایک کو حکم دیا ہے خواہ امیر ہو یا غریب۔ جس طرح حج کو جانا فرض ہے اسی طرح ہر ایک کو مدینہ جانا فرض ہے۔

(۱۱) کئی سال کا واقعہ ہے کہ میں کابل گیا تھا۔ حاجی ترنگ زئی صاحب سے ملاقات ہوئی تھی۔ حاجی صاحب نے سات حج کئے اور ساتوں پیدل۔

(۱۲) تم جا رہے ہو اپنے پچھلے گناہ بخشوانے کے لئے نہ کہ گناہ کرنے کے لئے اس راستہ میں درود شریف ہی پڑھتے رہو حاجی کا کھانا پینا سونا سب عبادت ہے اور ایک ایک قدم کے بدلے سو سو نیکی لکھی جائے گی۔ خواہ سواری پر ہی جائے۔

(۱۳) حاجی جب گھر سے چلتے ہیں تو ان کا یہ سفر موت کا سفر ہے وہ خوشی سے اپنے ارادہ سے سب گھر والوں کے تعلقات کو چھوڑ چلے ہیں پس اب گھر سے کیا کام۔ اسی کا نام حج ہے۔

(۱۴) حاجیوں کو چاہئے کہ جس دربار میں جا رہے ہیں۔ اس دربار کا خیال رکھیں کوئی فضول بات زبان سے نہ نکالیں۔ جو بات تم زبان سے نکالتے ہو اس پر ایک فرشتہ مقرر ہے اس کا جواب تم کو دینا ہے۔ ایک بزرگ نے ایک نئے مکان کی نسبت حج کے زمانہ میں دریافت کیا کہ یہ کس کا مکان ہے پھر خیال آیا تو اپنے نفس کو جواب دیا کہ مجھے اس سوال کے جواب سے کیا مطلب۔ کیوں میں نے ایسی بات دریافت کی جو فضول ہے۔ اس لئے اس جرم میں نفس پر ایک سال کے روزے رکھے

زبان اللہ تعالیٰ نے ایک دی وہ بھی دو کواڑوں کے درمیان اس لئے اس کو دونوں کواڑوں کے [illegible] بے ضرورت اس سے کام نہ لو۔

درود شریف کو کم از کم ہزار مرتبہ ہر روز زمانہ حج میں پڑھا کرو۔ استغفار روزانہ کم از کم ایک تسبیح پڑھا کرو اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے توفیق بخشی حج کو جانے کی خانہ کعبہ کے ادب کا خیال رکھو۔ حرم شریف میں لوگ سوتے ہیں۔ کس قدر بے ادبی کی بات ہے۔ حرم شریف کے لوگ جاگتے ہیں اور خادم غلام سوتے ہیں یہ کس قدر توفیق نیک کے عطیہ کی ناشکری ہے۔ میرے نزدیک تو اس سے بڑھ کر گناہ ہی نہیں کہ رب کی بارگاہ میں غافل ہو کر اور تکیہ لگا کر سو رہیں مکہ اور مدینہ کی زمین کا بھی ادب کرو ایک بزرگ تھے سید ولی صاحب نقشبندی لاہور کے رہنے والے انہوں نے حج نہیں کیا تھا۔ فرماتے تھے کہ مکہ اور مدینہ کی زمین کا ادب مانع ہو رہا ہے۔ جس زمین پر حضورؐ چلے پھرے بیٹھے ہوں وہاں میں کس طرح پیشاب پاخانہ پھروں۔ اس کے لئے یہ تدبیر انہوں نے اپنے نزدیک اختیار کی کہ میں مکہ اور مدینہ کی زمین میں نہ کھاؤں نہ پیوں۔ اس کے لئے کم از کم پندرہ روز بھوکے اور پیاسے رہنے کی مشق کرنی چاہئے۔ چنانچہ اس ترکیب میں انہوں نے تین دن تک کی مشق کر لی تھی۔ کہتے تھے کہ جب پندرہ روز تک بھوکے پیاسے رہنے کی مشق ہو جائے گی تب جاؤں گا۔

جب مجھے معلوم ہوا تو میں نے کہا کہ بھوکے پیاسے رہنے کی کیا ضرورت ہے اونٹ پر دو کنستر رکھ لو اور اونٹ کے دونوں بازوؤں پر لٹکا دو۔ ایک میں پیشاب کرو دوسرے میں پاخانہ جب وہ بھر جائے تو سمندر میں پھینک دیا کرو اس طرح سے ادب بھی کامل ہو جائے گا اور حج و زیارت بھی نصیب ہو گی غرضیکہ بعض اللہ والے لوگ اس طرح کا شدید ادب ملحوظ رکھتے ہیں۔

حقہ بیڑی پی کر دربار شاہی اور مجلس شاہی میں یعنی عرفات و خانہ کعبہ و حرم شریف میں مت جاؤ۔ منہ میں بدبو لے کر شہنشاہ کی بارگاہ میں جاؤ گے تو نکال دیئے جاؤ گے۔ کوئی دعا اس بدبو دار منہ سے نکلی ہوئی قبول نہ ہو گی۔

داڑھی منڈوا کر شہنشاہی دربار میں مت جاؤ۔ داڑھی منڈے بخشے نہ جاویں گے جب تک کہ نمونہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ بنائیں۔

حاجیوں کا دل کیوں سخت ہوتا ہے؟ جن حاجیوں کا دل سخت ہوتا ہے وہ کسی کی صحبت میں نہیں رہے یعنی پیر کی صحبت ان کو نہیں ملی۔

حج کے لئے اہلیت و لیاقت ہونی چاہئے۔ خر عیسیٰ اگر بمکہ رود چوں بیاید ہنوز خر باشد۔ سارا [illegible] کے لئے پیر کے پاس جانا ضروری ہے۔ یہ بھی دل کی ایک بیماری ہے جس طرح ظاہری بیماریوں کے لئے حکیم

طبیب کے پاس جاتے ہیں۔ اسی طرح دل کی بیماریوں کے لئے بھی طبیب روحانی یعنی پیر کے پاس جانا ضروری ہے۔

لاہور میں ایک بڑھیا اندھی تھی۔ مانگ رہی تھی۔ یہ کہہ کر کہ کچھ اللہ کے واسطے دو ایک حاجی راستہ والے نے کہا لے۔ بڑھیا نے جھولی آگے کر دی۔ راستہ والے نے جھولی میں سے سب لے لیا۔ بڑھیا نے پکار کر کے کہا کہ بابا حاجی۔ بابا حاجی۔ راستہ والے نے کہا اس کو میرا حاجی ہونا کیا معلوم۔ اس سے یہ مطلب کہ جن کو ظاہری آنکھ سے نہیں نظر آتا ان کی اکثر دل کی آنکھ روشن رہتی ہے۔ راستہ والے کا حاجی ہونا بڑھیا نے اپنے دل کی آنکھ کی روشنی سے معلوم کیا تھا۔ بعض حاجی ایسے بھی ہوتے ہیں۔ ان کا یہ مرض بغیر پیر کی صحبت کے نہیں جاتا۔

ست گر ایسا چاہئے جو سقلی گرسا ہوئے
جنم جنم کے مورچے پل میں دیوے کھوئے

قربانی کے معنی

(۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ آپ نے صبح اٹھ کر سو اونٹ قربانی کئے۔ دوسری رات پھر یہی خواب دیکھا۔ پھر صبح اٹھ کر سو اونٹ قربانی کئے۔ تیسری رات بھی پہلی رات کی طرح خواب میں دیکھا تو تیسرے دن اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی پر تیار ہوئے بیٹے کو لے کر مکہ سے چلے منیٰ کے مقام پر پہنچے۔ راستہ میں شیطان نے تین جگہ باپ بیٹے اور ماں کو بہکانا چاہا۔ مگر تینوں نے حکم خداوندی کی تعمیل پر بخوشی آمادگی ظاہر کرتے ہوئے شیطان کو دھتکارا اس لعنت میں منیٰ میں تین شیطانوں پر سات سات کنکریاں مارنے کا حکم ہے۔ جب شیطان کے بہکانے میں نہ آکر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح فرزند پر تیار ہو کر ان کو ذبح کے لئے لٹایا چھری حلق پر نہ چلی اللہ تعالیٰ نے ایک دنبہ جنت سے حضرت اسمٰعیلؑ کا فدیہ جبرئیل کے ذریعہ بھجوا کر اس کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ دنبہ ذبح کیا گیا اس کا قصہ عام ہے اس سنت کی پیروی میں قربانی جاری ہوئی ہے۔

حجر اسود کو بوسہ دینا

حجر اسود ایک پتھر ہے جنت سے حضرت آدمؑ کے ساتھ آیا ہے۔ جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک میں رکھ کر قریش کے چاروں قبیلوں کو ایک ایک کونا چادر کا پکڑوا کر خود اپنے ہاتھ سے خانہ کعبہ کی دیوار میں نصب فرمایا اور پھر اس کو بوسہ دیا۔

کہاں تھے یہ نصیب اللہ اکبر سنگ اسود کے
یہاں کے پتھروں نے پاؤں چومے ہیں محمدؐ کے

میں قربان مکہ کی گلیاں جن پر لائیاں دل بھر کلیاں
سمجھ ہے اپنی اپنی اور عقیدہ اپنا اپنا ہے

حجر اسود اللہ تعالیٰ کے پاس حاجی کا گواہ ہوگا۔ اور یہ کہے گا کہ یہ تیرے در پر حاضر ہوا تھا۔ اور اس نے مجھے بوسہ دیا تھا اس کو یارب بخش دے جس چیز پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عضو مس کرے اس کو آگ نہ جلائے گی۔ حضورؐ نے حجر اسود کو بوسہ دیا حضرت کے لب مبارک حجر اسود کو لگے ہیں پس جو شخص حجر اسود کا بوسہ لے گا وہ برکت مساس لب مبارک سے دوزخ کی آگ سے بچا رہے گا

حج میں حلق یا قصر

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو بال گناہ کی حالت میں اگے ہوئے ہیں ان کو نکال دو اب تمہاری نئی زندگی شروع ہے۔

سعی صفا و مروہ اور زمزم

بی بی حاجرہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل کی شدت پیاس کی وجہ سے بے تاب ہو کر پانی کی تلاش میں صفا کی پہاڑی سے مروہ کی پہاڑی تک دوڑ دوڑ کر قافلہ کو دیکھتی تھیں بالآخر ساتویں دفعہ دوڑ کر [illegible] پانی بہنے لگا حضرت موصوفہ نے

اس کو زمزم کہا یعنی (ٹھہر ٹھہر) پس وہ پانی ٹھہر گیا اب ایک کنویں کی شکل میں موجود ہے تفصیل کتابوں میں دیکھ لو۔ اس دوڑنے کی یادگار میں سعی مابین صفا و مروہ سب پر واجب ہے۔

زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

مدینہ منورہ جانے کی نسبت انکار کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہاں جانے سے آدمی قبر پرست بن جاتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ۵ پارہ ۲ ربع ۲ رکوع۔

ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللّٰہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللّٰہ توابا رحیما۔

یہ حکم حضرت کے دنیا میں رہنے تک کا ہی نہیں ہے بلکہ قیامت تک کا حکم ہے۔ بعض لوگوں نے لکھ دیا ہے کہ وہاں جانا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس جگہ حج فرض کیا ہے وہاں من استطاع کی شرط لگائی مگر مدینہ شریف کے لئے کوئی شرط نہیں لگائی بلکہ ہر ایک امیر غریب کے لئے حکم دیا کہ اگر انہوں نے گناہ کئے ہوں تو آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں۔

(۱) خلیل الرحمان صاحب ایک بزرگ تھے مدینہ شریف میں انہوں نے اشعار ذیل میں مدینہ شریف کی حاضری کی نسبت بہت خوب و درست اظہار فرمایا ہے۔

اشعار

سب کچھ ملا جو مل گئی اس در کی حاضری
گو ملک و مال و خویش وطن سے جدا ہوا
قابل تھا نار کے مجھے جنت ہوئی نصیب
اس در کی حاضری سے تو قسمت بدل گئی

یہاں کی حاضری سے جہنمی بھی جنتی بن جاتا ہے۔

(۲) حدیث شریف میں آیا ہے من زار قبری وجبت لہ شفاعتی۔ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔ اگر قبر پرستی کا الزام مدینہ جا کر زیارت کر[illegible] اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔ اگر قبر پرستی کا الزام مدینہ جا کر زیارت رسول اکرم کرنے سے عائد

ہوتا تو یوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم حدیث شریف بالا فرماتے۔ پھر فرمایا (حدیث شریف) فمن حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

(۳) حج و زیارت میں جو تکلیف ہو اس کو تکلیف نہ خیال کرنا چاہئے بلکہ اس کو خوشی و شوق سے برداشت کرنا چاہئے۔ حضرت فصاحت جنگ جلیل لکھنوی نے جو حضور نظام خلد اللہ ملکہ کے استاد ہیں کیا اچھا کہا ہے۔ فرماتے ہیں۔

زیارت کی تمنا میں خیال رنج و راحت کیا
کنکری جو راہ میں پڑتی اٹھاتے اپنی آنکھوں سے

ان کے اس شعر نے بار بار میری ہمت بڑھائی اور ان کا یہ شعر میرا رفیق سفر بنا رہا۔

(۴) حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کہے کہ میں نے رسول پاکؐ کے مزار کی زیارت کی تو اسے درے لگاؤ اس نے کیوں ایسا کہا اس کو کہنا چاہئے کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔

(۵) مدینہ شریف کی حاضری کے زمانہ میں آداب کا لحاظ ضرور رکھنا چاہئے۔ جس زمین پر حضورؐ چلے پھرے ہوں۔ تشریف رکھی ہو وہ کیسی واجب التنظیم ہوگی۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں بہت ادب سے حاضر ہونا ضروری ہے چرٹ بیڑی ہرگز نہ پئیں۔ آواز سے چلا کر نہ بولیں۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند آواز نہ کرو۔ ورنہ اعمال خبط ہو جائیں گے۔ یہ حکم حضرت کی زندگی میں تھا اور تاقیامت ہے۔

(۶) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کے کتے بھی آواز سے نہیں بھونکتے۔ انسانوں کو ان سے زیادہ پاس ادب ملحوظ رکھنا چاہئے۔ باادب بانصیب بے ادب بے نصیب۔

ادب تاجیست از فضل الٰہی
نبر برسر بروہر جا کہ خواہی

(۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر اس زائر کی آواز سنتے ہیں جو مزار پر انوار پر حاضر ہوتا ہے۔ اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ اس کے مطالب کو پورا فرماتے ہیں۔

(۸) حدیث شریف

من زارنی بعد مماتی فقد زارنی فی حیاتی

جس نے میرے بعد میری زیارت کی اس نے گویا زیارت کی میری زندگی میں۔ یہ دولت جن کو ملی وہ

خوش نصیب ہیں۔

حد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آج کل ایک عام بات مشہور ہے کہ حضرت کی ذات کو حد سے نہ بڑھاؤ۔ حد سے وہی بڑھا سکتا ہے جس کو حد معلوم ہو جس کو حد ہی معلوم نہ ہو وہ کیا بڑھائے گا آپ کی حد سوائے خدائے تعالیٰ کے کسی کو معلوم نہیں ایک بار کلمہ شریف پڑھنے سے تمام عمر کے گناہ بخشے جاتے ہیں اس قدر تو ہم کو معلوم ہے۔

محمد مصطفیٰ اے کیف ممدوح الٰہی ہیں
بشر کیا کوئی بھی ان کا ثنا خواں ہو نہیں سکتا
محمد سر قدرت ہیں کوئی رمز ان کا کیا جانے
شریعت میں تو بندہ ہیں حقیقت میں خدا جانے

(ا) معراج شریف میں جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سدرہ المنتہیٰ پر پہنچے ہیں جبرئیل نے عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ اپنا جسم آپ کو دکھاؤں۔ میرے چھ سو پر ہیں ایک ایک پر اتنا بڑا ہے کہ ساری زمین اس کے لئے کافی نہیں ہو سکتی۔

جبرئیل نے اتنے بڑے بڑے چھ سو پر کھول کر دکھلائے مولانا رومؒ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں اگر حضرت روحی فداہ اپنے بڑے پر دکھا دیتے تو قیامت تک حضرت جبرئیل بے ہوش پڑے رہ جاتے۔

احمد ار بکشاید آں پر جلیل
تا ابد بے ہوش ماندے جبرئیلؑ

اس پر سے قیاس کر لو کہ حضرت کی حد کتنی بڑی ہے۔

(ب) جب سدرہ المنتہیٰ تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات میں پہنچے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ یا اخی جبرئیل آگے چلئے تو جبرئیل نے فرمایا کہ یا حضرت میری حد یہاں ختم ہو چکی۔ آپ نے فرمایا کہ میرا تو یہاں سے اب پہلا قدم شروع ہوا۔ اس پر جبرئیل نے عرض کی اگر اس سے بڑھ کر

ایک بال برابر بھی آگے جاؤں گا تو تجلیات باری تعالیٰ مجھے جلا دیں گے۔

اگر یک سر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

میں اس سے آگے ہرگز نہیں جاسکتا۔ جب بارگاہ الٰہی کے سب سے زیادہ مقرب فرشتے یہ کہتے ہیں کہ میں اس سے آگے ذرہ برابر بھی نہیں جاسکتا تو اب کون ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حد جانتا ہو۔

(ج) معراج کی رات میں حضورؐ خدائے تعالیٰ سے اتنے نزدیک ہوئے کہ اس کا حال اللہ تعالیٰ ہی جانے۔ قرآن شریف سورہ النجم میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے قاب قوسین اوادنیٰ یعنی دو کمان کے گوشے یا اس سے بھی نزدیک۔

آپ کا نام مبارک زبان پر آجانے سے تمام عمر کے کفرو شرک وگناہ مٹ جاتے ہیں اللھم ارزقنا وایاکم خدائے تعالیٰ کلمہ شریف کا پڑھنا سب کو آخروقت میں نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) جسم اور روح دو چیزوں سے انسان زندہ کہلاتا ہے جب تک جسم میں روح ہے تو کہتے ہیں کہ انسان زندہ ہے۔ اور جب روح جسم سے نکل گئی تو کہا جاتا ہے کہ مردہ ہے۔ مثلاً پنجرے میں طوطا جب تک ہے وہ مقید ہے پنجرے سے طوطا جب باہر ہو جائے گا تو وہ ہر طرح سے آزاد ہے اسی طرح روح اپنے جسم کے پنجرے سے نکلنے کے ساتھ ہی آزاد ہو جاتی ہے اور ہزارہا درجہ اس کی قوت بڑھ جاتی ہے۔

(۲) روح کے متعلق کفار نے سوال کیا تھا اس وقت ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ کہدو اے محمدؐ کہ روح خدا کا حکم ہے قل الروح من امر ربی۔ امر رب کے لئے موت نہیں ہے۔

(۳) کہتے ہیں کہ جس طرح دوسرے لوگ دنیا سے سفر کر گئے اسی طرح رسول پاکؐ بھی سفر کر گئے۔ اگر رسول پاکؐ معاذ اللہ مرجاتے تو ازواج مطہرات کیوں دوسروں پر حرام ہوتیں۔ زندہ کی عورت دوسرے پر حرام ہوتی ہے نہ کہ مردہ کی۔

(۴) جس قدر روحیں ہیں وہ مرتی نہیں بلکہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل ہوتی ہیں۔
... میں شہید ہو

... ان کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ولاتقولولمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لاتشعرون۔ شہیدوں کی نسبت زبان سے مت کہو کہ مرگئے۔ بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم سمجھ نہیں سکتے۔ ولاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما اتھم اللہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم الاخوف علیھم ولاھم یحزنون۔ شہیدوں کے متعلق خیال تک مت کرو کہ وہ مرگئے۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ ان کو رزق دیا جاتا ہے اور وہ ہر وقت خوش رہتے ہیں۔ اس چیز سے جو رب نے اپنے فضل وکرم سے ان کو عنایت فرمائی ہے اور ان کو بشارت دی جاتی ہے۔ خوشخبری سنائی جاتی ہے ان کے لواحقین کی ان کے متعلقین کی۔ ان کو کوئی خوف نہیں اور کوئی غم نہیں۔ خدائے تعالیٰ ہی یہ فرما رہے ہیں کہ ان کے مردہ ہونے کا گمان نہ کرو یعنی مردہ ہونا تو ایک طرف تمہارے خیال میں بھی یہ بات نہ گزرے کہ وہ مردہ ہیں مقام غور ہے کہ شہیدوں کے متعلق خدائے تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے کہ شہیدوں کو مردہ مت کہو اور نہ گمان کرو پھر افسوس کا مقام ہے کہ حضرت رسول پاکؐ کو لوگ مردہ کہیں۔

حدیث شریف میں ہے جہاد میں قتل ہونا شہادت صغریٰ ہے نفس کے ساتھ جہاد کرنا شہادت کبریٰ ہے مقام غور ہے کہ شہادت صغریٰ پانے والوں کی نسبت خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کو "مردہ" مت کہو بلکہ دل میں "مردہ" گمان بھی نہ کرو چہ جائے کہ حضرت رسولؐ پاک کی نسبت کہا جائے کہ وہ مردہ ہیں نبی کا درجہ بلند ہے نبی کے بعد صدیق۔ صدیق کے بعد شہید۔ شہید کے بعد صالحین کا درجہ ہے۔ دیکھو قرآن شریف۔ فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من نبین والصدیقین والشھداء والصالحین انعم اللہ علیھم جن کو اللہ تعالیٰ نے نعمت عطا کی اسی نعمت کے لئے پانچوں وقت نماز میں کہتے رہتے ہیں۔ اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ یعنی ان کا رستہ نصیب فرما جن پر تو نے انعام کیا۔ یعنی ان پرانوں کا رستہ۔ اب جو لوگ پرانوں کا رستہ چھوڑ کر نیو فیشن اختیار کرتے ہیں وہ ذرا اس آیت شریف کو غور سے پڑھیں۔ وہ پرانوں کا رستہ تمہارا جدی ورثہ ہے دنیا میں کوئی جاہل سے جاہل بھی اپنا جدی ورثہ نہیں چھوڑتا تو ہم کیسے اپنا جدی ورثہ چھوڑیں مثلاً حنفیت ہمارا جدی ورثہ ہے۔ ہمارے والدین بھی حنفی۔ پھر استادوں کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ بھی حنفی۔ حضرت پیرو مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ بھی حنفی۔ ہم کو تو تین طرف سے جدی ورثہ پہنچتا ہے۔ ہم کس طرح یہ تین جدی ورثہ چھوڑ سکتے۔ ہیں بڑی سخت غلطی پر وہ لوگ ہیں جو اپنا جدی ورثہ ... صراط ... یم چھوڑ کر ... ہو کر پگڈنڈیوں میں ٹھوکریں کھاتے پھریں۔ اللھم ...

کل بلاء الدنیا وعذاب الآخرۃ۔

(۵) ایک مرتبہ میں مدینہ منورہ میں حاضر تھا۔ ایک شخص کریم بخش نامی لاہوری جو بارہ سال سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں مقیم تھا مواجہ شریف کے سامنے سلام پڑھ کر کھڑا تھا۔ فقیر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے مکان پر لا کر اسے ایک کرتہ دیا میرے ایک رفیق نے اس کو ایک قیمتی کوٹ دیا۔ ایک نے پگڑی دے دی۔ اور ایک نے پاجامہ دیا۔ ایک نے چادر دی۔ اس نے سارے کپڑے چادر میں لپیٹ لئے۔ اور کپڑے لپیٹتے وقت کہا کہ جب آپ نے میرا ہاتھ پکڑا تھا اس وقت میں حضورؐ میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت کپڑے پھٹ گئے ہیں اس نے کپڑے لپیٹ کر حرم شریف میں جا کر مواجہ شریف کے سامنے رکھ دیئے۔ اور یہ عرض کی کہ حضرت مل گئے ہیں۔ پھر اس نے اپنے مکان پر جا کر غسل کر کے وہی کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر دربار میں حاضر ہو کر دست بستہ کھڑے ہو کر عرض کی کہ حضور کپڑے مل گئے ہیں دیکھ لو۔

فقیر دوسرے سال پھر مدینہ منورہ میں حاضر ہوا وہی کریم بخش ملا۔ فقیر کو پہلی بات یاد تھی۔ پھر میں نے آدمی کو کہا کہ اس کو کپڑے دے دو۔ کپڑے نکالے تو اس میں ایک کشمیری ٹوپی نکل آئی۔ میں نے کہا یہ بھی دے دو تو اس اللہ کے بندے نے کہا کہ آج میں نے حضورؐ میں حاضر ہو کر عرض کی تھی کہ ٹوپی پھٹ گئی ہے۔

پھر میاں کریم بخش لاہوری نے کہا کہ مجھے مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے بارہ سال ہوئے پہلے سال مجھے علم نہیں ہوا۔ پورے سال کے بعد یہ مسئلہ میری سمجھ میں آیا کہ رحمۃ للعالمین کا دربار موجود ہے اور حضرتؐ نے فرمایا ہے انما انا قاسم واللہ معطی (حدیث بخاری) یعنی خزانچی میں ہوں اور داتا رب ہے۔ اس کے بعد گیارہ برس گزر گئے۔ میں نے کسی انسان کے پاس کسی معاملہ میں کوئی سوال نہیں کیا۔ جب ضرورت ہوئی حضرتؐ کی جناب میں جا کر عرض کی پانچ منٹ نہ گزرتے کہ میری مراد پوری ہو جاتی۔

سب کچھ ملا جو مل گئی اس در کی حاضری
گو ملک و مال و خویش و وطن سے جدا ہوا

قابل تھا نار کے مجھے جنت ہوئی نصیب
اس در کی حاضری سے تو قسمت بدل گئی

وہاں حاضر ہونے سے جہنمی جنتی بن جاتے ہیں۔ اور قسمت بدل جاتی ہے۔

(۸) پچاس سال پہلے میرا ایک رفیق [illegible] کہ ترکوں کے زمانہ میں رات کو کسی کو حرم شریف میں اندر رہنے کی اجازت نہ تھی۔ جب تک کہ شیخ الحرم حکم نہ دیں۔ مجھے چار آدمی اپنے ساتھ حرم شریف میں رکھنے کی اجازت تھی۔ میرے ساتھ تین آدمی تو موجود تھے میں نے اس کو کہا تھا کہ چوتھا تو رہ جا۔ اس دن وہ روزے سے تھا۔ روزہ کھولنے کے بعد اس نے کھانا نہیں کھایا تھا۔ عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد میرے ساتھ حرم شریف میں گیا۔ اندر رات گزاری۔ فجر کو میرے ڈیرے میں آ کر کہنے لگا کہ رات کو بڑا عجیب تماشا ہوا کہ پچھلی رات ہوئی تو میں نے حضرتؐ کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت بھوک سے بڑی تکلیف ہو رہی ہے اتنے میں ایک سفید لباس والے بزرگ تشریف لائے اور مجھے فرمایا کہ جھولی کر میں نے جھولی کی تو انہوں نے میری جھولی میں کھجوریں جو سیر بھر ہوں گی ڈال دیں کہنے لگا کہ میں نے پیٹ بھر کر کھالیں۔ میں نے کہا کہ کہیں میرے لئے بھی دو چار کھجوریں رکھتا کہنے لگا کہ کھجوریں کھا چکنے کے بعد یاد آیا چشم دید واقعہ کا انکار کفر ہے۔ میں نے کہا کہ حضورؐ نبوی کے دربار کی کھجوریں تجھ کو مبارک ہوں۔

ایک مرتبہ فقیر مصر کی راہ سے مدینہ منورہ میں حاضر ہوا بمبئی سے لے کر مصر تک وضو کے لئے میٹھا پانی نہیں ملا۔ سمندر کے کڑوے پانی سے وضو استنجا کرتا رہا۔ کڑوے پانی کے لگنے سے چوتڑوں وغیرہ میں رانوں میں زخم ہو گئے۔ اور اوپر کا چمڑا باریک اتر گیا۔ اور اندر سے خون کا بہنا شروع ہوا۔ اور خون لگ لگ کر کپڑا پلید رہتا تھا۔ مدینہ منورہ میں دربار میں حاضر ہوا۔ مغرب کی نماز کے بعد میں نے عرض کی کہ یہ تو میں جانتا ہوں کہ اس دربار میں حاضری دینے کے قابل نہیں تھا۔ یہ بڑی خوش نصیبی ہے کہ مجھ کو حاضری نصیب ہوئی۔ مگر بے وضو میں یہاں حضورؐ میں نہیں ٹھہر سکتا۔ یہ زخم ہر وقت جاری رہتا ہے۔ مجھے فرمایا کہ ان زخموں کو آب کوثر سے دھو ڈال (آب کوثر ایک چھوٹی سی باولی ہے جو حرم شریف کے اندر بیر فاطمہ کے نام سے موجود ہے) فقیر ادھر گیا۔ پانی پلانے والے چھوٹی چھوٹی ٹھلیاں رکھتے تھے۔ ان میں سے ایک ٹھلیا لے لی۔ (پہلے تو خیال آیا کہ یہ پاک پانی اور زخم غلیظ ہے۔ پھر خیال آیا کہ یہ تو میں حکماً کر رہا ہوں) اور ذرا پرے ہٹ کر ایک ران پر ایک چلو اور دوسری ران پر ایک چلو لیپ کر دیا۔ اور نماز عشا کے بعد گھر جا کر لیٹ گیا۔ فجر کو اٹھا تو زخم کا کہیں نام و نشان نہیں تھا بدن آئینہ کی طرح چمک رہا تھا۔ اس وقت سے آج تک باسٹھ برس ہوئے کوئی پھوڑا پھنسی اعضا میں نہیں ہوئی۔

(۱۰) میرے استاد حضرت مولانا مولوی عبد[illegible] صاحب جو محدث [illegible] کے علاوہ [illegible]

[illegible] زمانہ ہیں نے فرمایا کہ میں مدینہ منورہ میں حاضر تھا ظہر کی نماز پڑھ کے میرے دل میں خیال آیا کہ میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مہمان ہوں۔ حضرت نے میری دعوت نہیں کی۔ یہ خیال اس وقت آیا جب کہ میں مواجہ شریف کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ ادھر دل میں خیال آیا ادھر پانچ منٹ نہ گزرے کہ ایک بدو آیا اور کہا کہ رات کو مولوی صاحب آپ کی دعوت ہے۔ میں نے کہا کہ میں کسی کی دعوت نہیں کھایا کرتا اس بدو نے کہا کہ میں اپنی طرف سے نہیں کرتا۔ حضرتؐ آپ کی دعوت کرتے ہیں۔ وہ رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ وہ بدو مغرب کی نماز مسجد نبوی میں پڑھ کر مولوی صاحب کو ہمراہ لے کر بارہ میل تک مدینہ منورہ سے شمال کی جانب پہاڑ میں لے گیا۔ مولوی صاحب کی اسی برس کی عمر تھی۔ بدو نے وہاں اپنے مکان میں اپنی عورت سے پوچھا کہ کیا کھانا تیار ہے اس نے کہا نہیں۔ مولوی صاحب نے دل میں خیال کیا روزہ رکھا ہے اتنی دور سے آئے ہیں صرف افطار کیا تھا۔ یہاں پہنچے تو کھانا ندارد معلوم نہیں کیا حال ہوگا اتنے میں بدو باہر گیا اور ایک پیالہ شہد کا بڑا کہ اس میں دودھ گھی تھا شکر تھی اور کوئی نعمت اور بھی تھی مجھے دیا اور میں نے پی لیا مولوی صاحب نے فرمایا کہ جو لذت اس کے پینے سے مجھے ملی ساری عمر اس سے پہلے یا بعد کبھی نصیب نہ ہوئی اس کے بعد بدو نے کہا کہ میں بھی کچھ کھاتا ہوں۔ اور پانچ آدمیوں کا کھانا حرم شریف لے جانا ہے۔ لے کر۔ آپ کو ساتھ لے کر چلتا ہوں۔ پھر وہ حرم شریف کو مولوی صاحب کو ساتھ لے کر چلا۔ حرم شریف میں مولوی صاحب کو داخل کر کے دوسروں کو کھانا پہنچانے کے لئے وہ بدو چلا گیا حرم شریف میں روشنی بہت سی موم بتیوں کی تھی فانوس جل رہے تھے مولوی صاحب کے دل میں خیال آیا کہ اچھی دعوت ہوئی بارہ میل گئے بارہ میل آئے۔ چوبیس میل کا سفر ہوا۔ مغرب اور عشاء کے درمیان جو وظائف پڑھتا تھا وہ فوت ہوئے۔ عشا کی نماز باجماعت ترک ہوئی۔ تراویح کی جماعت بھی جاتی رہی۔ لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا وقت ہے لوگوں نے کہا ابھی تو مغرب کی نماز سے فراغت ہوئی ہے۔ عشا کی تیاری ہو رہی ہے۔ چوبیس میل کا سفر کیا۔ ایک گھنٹے تک بدو کے مکان میں ٹھہرے رہے۔ واپس ہوئے تو وہی وقت تھا جب کہ چلے ہیں۔ مولوی صاحب بڑے حیران ہوئے۔ دعوت کا خیال آیا ہی تھا کہ دعوت بھی ہوئی اور اس طور پر کہ جس کی اوپر تفصیل ہے۔

(۱۱) کوئی پچاس برس کا واقعہ ہے کہ فقیر رات کو مدینہ منورہ کی مسجد نبوی میں شیخ الحرم کی اجازت سے شب باش ہوا۔ اس رات کو دلائل الخیرات شریف اور موم بتی جو [illegible] اندر رہنے والوں کو [illegible] ہے بجھے دے دیں۔ کیونکہ رات کو عشا کی نماز کے بعد حرم شریف میں بتیاں بجھادی

جاتی تھیں۔ کسی کو اندر رہنے کی اجازت نہیں ہوتی حضرت امجد صاحب [illegible]

ہے فیض کی تجلی گہری اندھیریوں میں
بکتا ہے رات ہی کو سودا تیری گلی میں
کس چیز کی کمی ہے مولا تیری گلی میں
دنیا تیری گلی میں عقبیٰ تیری گلی میں

ایک بجے رات کو جب میں دلائل الخیرات پڑھ رہا تھا تو حضرت خواجہ ضیا معصوم صاحبؒ کابلی نے جو قائم اللیل اور صائم الدہر تھے اور ان کو اندر رہنے کی اجازت تھی مجھ سے فرمایا کہ کل رات ریاض الجنہ میں دلائل الخیرات شریف پڑھ رہا تھا تو حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود تشریف لائے مجھے فرمایا کہ شویہ شویہ یعنی آہستہ آہستہ پڑھو۔ پس میں تم کو کہتا ہوں کہ آہستہ آہستہ پڑھو۔

(۱۲) میرا رفیق حاجی مہتاب الدین صوبیدار جو گھر سے ہی میرے ہمراہ آیا تھا مدینہ شریف پہنچ کر اس کے پیر پر پھوڑا نکل آیا۔ اس کی وجہ سے اٹھنے بیٹھنے سے بھی معذور تھا۔ ساری ٹانگ سوج گئی تھی۔ بزرگ آدمی تھا ایک دن میں نے اس کو کہا کہ اگر تو بھی رات کو حرم شریف کے اندر رہنا چاہے تو تیرے لئے بھی اجازت لے لی جائے اس نے کہا مجھے چلنے کی استطاعت نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ دو آدمی اٹھا کر لے چلیں گے۔ دو آدمی اس کو اٹھا کر حرم شریف میں لے آئے رات اس نے وہاں گزاری اس کے ایک دن بعد مدینہ شریف سے رخصت ہوئے تو رفیق نے کہا کہ میں آپ کا بڑا شکرگزار ہوں کہ آپ مجھ کو رات گزارنے کے لئے اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ میری ٹانگ اچھی ہو گئی۔ رحمتہ للعالمین کے حضور میں نے عرض کی تھی کہ حضور میں گھر سے دو ٹانگ لے کر چلا تھا۔ اب ایک ٹانگ لے کر واپس جاؤں گا دوسری ٹانگ کاٹی جائے گی۔ فجر کی نماز پڑھ کر بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا اور مجھے کہا کہ میرے ساتھ بازار چل۔ مرہم دلادوں گا تو اس کو پھوڑے پر لگا دینا۔ میں نے کہا میں چل نہیں سکتا اس وجہ سے کہ ٹانگ سوج گئی ہے۔ اس نے کہا کہ تو یہیں ٹھہر جا۔ میں خود مرہم لا کر دوں گا۔ وہ گیا تھوڑی دیر کے بعد مرہم لے کر آیا اور کہنے لگا کہ پہلے جس جگہ پھنسی تھی اسی جگہ لگاؤ۔ میں نے حرم شریف ہی میں مرہم لگا دیا اور تھوڑی دیر بیٹھا رہا۔ اس عرصہ میں میرے بدن کی سوج بالکل جاتی رہی اور پھوڑا بھی بالکل چنگا ہو گیا۔ یہ میرا چشم دید واقعہ ہے اور یہ سارے چشم دید واقعے ہیں۔

(۱۳) حضورؐ نے فرمایا کہ معراج کی رات کو میں نے موسیٰؑ کو چوتھے آسمان پر دیکھا آدمؑ کو پہلے آسمان پر اور حضرت ابراہیمؑ کو بھی دیکھا۔

(۱۴) انبیا کے جسم کو زمین نہیں کھاتی ہے اور نہ چھوتی ہے۔

(۱۵) انبیاء قبروں میں نماز پڑھتے ہیں سردار انبیاء کی نسبت خیال کرو کہ کیا درجہ ہو گا۔

(۱۶) رسول پاکؐ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن یا شب جمعہ کو مجھ پر سو بار درود شریف بھیجے گا اس کی سو حاجتیں پوری ہوں گی۔ ستر آخرت کی تیس دنیا کی۔ پھر اس کے لئے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر کرے گا۔ جو اس تحفہ کو میری قبر میں پیش کرے گا۔ جس طرح کہ تم پر تحفے پیش کئے جاتے ہیں۔ بیشک میرا علم میری وفات کے بعد بھی ویسا ہی ہو گا جیسا کہ میرا علم میری زندگی میں ہے وہ فرشتہ درود پڑھنے والے کا نام و نسب مجھے بتائے گا۔ میں اس کو اپنے پاس روشن صحیفہ میں ثبت کرلوں گا۔

(۱۷) رسول پاکؐ نے فرمایا کہ جو شخص محبت سے درود شریف پڑھے اس کو میں اپنے کانوں سے سنتا ہوں۔

(۱۸) حضورؐ نے فرمایا جو شخص مجھ پر سلام بھیجے گا میں اس کے سلام کا جواب دوں گا۔

(۱۹) حضورؐ اس دنیا سے پردہ کرنے کے بعد بھی بیشک زندہ ہیں اور اپنی نبوت پر قائم۔ اپنی امت کی طاعت و نیکی سے خوش ہوتے ہیں اور گناہ و نافرمانی سے غمگین۔

(۲۰) حضور کا حی و زندہ ہونا قبر شریف میں اور استماع حالت حیات و ممات میں اور واقف ہونا احوال زائرین سے بلکہ تمام امت کے احوال خیر و شر کا پیش ہونا حضورؐ میں۔ خصوصاً جمعہ کے دن۔ درود شریف۔ اہل محبت کو سمع شریف سے سننا اور روضہ شریف پر حاضر ہو کر یا اپنے مقام سے جو مراد و مطالب حضور سے مانگی جائیں وہ پوری ہوتی ہیں حیات النبی کے لئے مذکورہ بیانات کافی ہیں۔

معراج شریف

جس رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج شریف میں تشریف لے گئے ہیں۔ اس کے نسبت دو فریق ہو گئے ہیں۔ ایک کہتا ہے کہ خواب میں گئے۔ دوسرا کہتا ہے کہ جسم پاک کے ساتھ حالت بیداری میں گئے جو فریق یہ کہتا ہے کہ خواب میں گئے وہ اپنی دلیل میں کشش ثقل بیان کرتا ہے۔ یعنی جو چیز وزن رکھتی ہے وہ اوپر سے نیچے زمین کی طرف گر جاتی ہے۔ نیچے سے اوپر جا کر ٹھہر نہیں سکتی۔ [illegible] جو گھنٹے میں

کئی سو میل کا سفر طے کرتا ہے۔ اس کا کوئی انکار نہیں کرتا اور ادھر انکار کیا جاتا ہے کہ کیسے ہوا پر چلے گئے۔ اتنی جلدی کیسے چلے گئے ادھر پڑھتے ہیں کہ ان اللہ علی کل شی قدیر۔ جرمن کی قدرت کے تو قائل ہیں کہ جرمن ایک گھنٹہ میں کئی سو میل سفر طے کر سکتا ہے۔ مگر حضرتؐ کی نسبت قائل نہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ نیز ایک اور دلیل پیش کی جاتی ہے کہ مائی صاحبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ یہ فرماتی ہیں کہ آپ کا جسد مبارک ہم سے جدا نہیں ہوا۔ (مافقد جسد رسول اللہ صلعم) گھر کا گواہ ہی یہ کہتا ہے کہ آپ کا جسم میرے پاس سے جدا نہیں ہوا۔ تو جسمانی معراج کیسے ہوا۔ جو لوگ جسمانی معراج سے انکار کرتے ہیں وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں حدیث بالا پیش کرتے ہیں یہ حدیث بالکل غلط ہے کیونکہ معراج شریف مکہ میں ہوا۔ اس وقت مائی صاحبہ کی عمر ۶ برس کی تھی ابھی نکاح نہیں ہوا تھا۔ تین سال کے بعد مدینہ منورہ میں نکاح ہوا۔

نوٹ:۔ ابو جہل بھی روح کے جانے کا انکار نہیں کرتا جسم کے جانے کا انکار کرتا ہے نیز دیکھو قرآن شریف پندرھواں پارہ سورہ بنی اسرائیل سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ۔ اس آیت شریف کو خدائے تعالیٰ نے سبحان کے لفظ سے شروع کیا ہے۔ عرب شریف کا یہ محاورہ ہے کہ برات استہلال کے لئے جب کوئی اہم مضمون بیان کرنا ہو تو اس کے پہلے وہ لفظ لے آتے ہیں جیسے سبحان' اس کے معنی کیا ہیں؟ بہت پاک وہ ذات' اس کلمہ کے معنی سے یہ ثابت ہوا کہ اس کے بعد کوئی مہتمم بالشان امر ہونے والا ہے۔ وہ کیا ہے جو مہتمم بالشان امر ہے۔ الذی اسریٰ وہ پاک ذات جس نے رات کو سیر کرائی دن کو سیر کو اسریٰ نہیں کہا جاتا اسریٰ کے معنی رات کو سیر کرانا ہیں۔ رات کو سیر کرائی کس کو۔ اپنے عبد کو' اس لفظ "عبد" کے آنے سے دونوں فریق کی بحث ختم ہو گئی۔ "عبد" نہ تو صرف جسم کو بولا جاتا ہے اور نہ صرف روح کو بلکہ دونوں کے مجموعہ کا نام "عبد" ہے۔

اس آیت شریف سے ثابت ہو گیا کہ آپ اسی جسم کے ساتھ معراج میں تشریف لے گئے۔ معراج شریف خواب کا نام ہوتا تو بجائے "عبدہ" کے روحہ ہونا چاہئے تھا۔

خواب جو دیکھی جاتی ہے وہ روح کے ساتھ ہوتی ہے جسم کے ساتھ نہیں ہوتی۔ اس آیت شریف سے ثابت ہوا کہ جسد اقدس کے ساتھ تشریف لے گئے نہ کہ خواب میں۔

خدا رازق مطلق ہے

(۱) قیامت کے دن نو حصہ مخلوقات اس عذاب میں پکڑی جائے گی کہ اس کو خدائے تعالیٰ کی

رزاقیت پر ایمان نہیں تھا۔ حضرت آدم کے پیدا ہونے سے آٹھ ہزار برس پہلے ہر ایک دانے پر اس کے کھانے والے کا نام رب نے لکھ دیا ہے۔ پس دل میں ایمان لانا چاہیے کہ وہی ہمارا رزاق ہے۔ یہی ایک مسئلہ نہ سمجھنے سے لاکھوں گمراہ ہو گئے۔

ہر ایک مومن کا فرض ہے کہ وہ اس بات پر اعتقاد کرے کہ میرا ایک رزاق ہے۔ رب کے معنی عربی میں پالنے والا رزاق کے معنی رزق دینے والا۔ رب نے جو رزق مقرر کر دیا ہے یہ ہزار محنت و کوشش کرے ایک دانہ نہیں بڑھتا اور بغیر محنت و کوشش کے بیٹھا رہے تو ایک دانہ کم نہیں ہوتا۔ مال بڑھ سکتا ہے۔ مگر رزق نہ بڑھتا ہے نہ کم ہوتا ہے۔ جتنا قسمت میں لکھا ہوا ہے اتنا ضرور پہنچے گا۔

برسر هر دانہ بنوشتہ عیاں
کیں فلاں ابن فلاں ابن فلاں

مولانا رومؒ فرماتے ہیں

رزق تو برتوز تو عاشق تراست

(۴) صبح سے شام تک لوگ تشویش کرتے ہیں کہ ہمیں رزق کی تکلیف ہے کافی نہیں ہوتا۔ اس کے کیا معنی کیا وہ رزاق قادر نہیں جو ماں کے پیٹ میں دیتا رہا اور باہر لا کر کیا بھول جائے گا۔

مکہ شریف میں دو بزرگ آئے بخارا شریف کے۔ مکہ شریف کے بزرگوں نے ان سے بخارا کے بزرگوں کا حال دریافت کیا انہوں نے کہا کہ مل جائے تو کھاتے ہیں ورنہ خاموش رہتے ہیں۔ مکہ شریف والوں نے کہا ہمارے کتے بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ مکہ شریف والے مل جائے تو دوسرے کو دے کر کھاتے ہیں نہ ملے تو شکر کرتے ہیں۔

بخارا کے بزرگوں نے کہا کہ ساری زمین پر کچھ نہ پیدا ہو تو ہم کو کچھ فکر نہیں مکہ والوں نے کہا کہ تمہارا ایمان پورا نہیں تم زمین اور تردد پر ایمان رکھتے ہو اور خدائے تعالیٰ کی زبان پر بھروسہ نہیں کہ فرماتا ہے وفی السماء رزقکم ان اللہ ھو الرزاق ذوالقوۃ المتین وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا۔ پھر ہم کو رزق کا فکر و غم کیوں کرنا چاہیے غم وہ کرے جس کا رب نہ ہو۔ زبان سے تو کہتا ہے کہ میرا رب ہے۔ دل میں بھی اس کا یقین ہو جائے تو پھر کیا ہی بات ہے۔

(۶) پنجاب میں ایک بزرگ گزرے ہیں فرماتے ہیں کہ دیا ہوا تو مالک کا کھاتے ہیں اور کہتے ہیں ہم محنت کرتے ہیں تو کھاتے ہیں۔ مالک کی رزاقیت پر ایمان نہیں۔

(۷) شرک وہی ہے جس نے خزانچی کو ...
حضرت "خزانچی" حدیث انما انا قاسم واللہ یعطی۔

(۸) میرے استاد نے پڑھا

رزق ہرچند بے گماں برسد۔ شرط عقل است جُستن از درہا

ان کے بڑے بھائی نے کہا معنی غلط ہیں۔

رزق ہرچند بے گماں برسد۔ شرط عقل است جُستن از درہا

عقل کا یہ تقاضا ہے کہ مخلوق کے دروازے کو جائے جب تک اس کی نگاہ مخلوق کے دروازہ پر ہے۔ اس کا ایمان پورا نہیں۔

(۹) حضرت بہاالدین آملی" ایک بزرگ کامل گزرے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ایک بزرگ تھے غار میں جا کر بیٹھ گئے۔ ان کو خدائے تعالیٰ کی بارگاہ سے دونوں وقت کھانا آجاتا تھا۔ شیطان نے آکر کہا کہ بھوکے مر جاؤ گے وہ باہر گئے۔ سوال کیا دو روٹیاں ملیں کتا پیچھے لگ گیا۔ ایک روٹی ڈال دی پھر پیچھے لگا۔ دوسری بھی ڈال دی۔ بزرگ نے کہا تو بڑا بے حیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ کتے نے کہا کہ تو بے حیا ہے یا میں۔ تجھ کو تو رب روزانہ کھانا دیتا رہا تو تو اس کے دروازہ پر پڑا رہا۔ ایک دن نہ دیا تو اس کا دروازہ چھوڑ کر دوسروں کے دروازے پر گیا۔ مجھ کو دیکھ کہ جس مالک کے گھر پر پڑا رہتا ہوں۔ وہ اگر کئی کئی دن بھی نہیں دیتا ہے تو میں اس کا دروازہ چھوڑ کر دوسرے کے دروازے پر نہیں جاتا۔

(۱۰) خدائے تعالیٰ نے ہم کو ماں کے پیٹ میں بھی غذا دی ہے۔ غذا منہ کے راستہ نہیں دی بلکہ ناف کے ذریعہ دی۔ اس وجہ سے کہ منہ سے زبان سے کلمہ پڑھتا تھا۔

(۱۱) اولاد کا کیا رب رازق نہیں ہے اولاد کا فکر تم کیوں کرتے ہو۔ ایک بزرگ مرنے لگے۔ ان کا تین برس کا ایک فرزند تھا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ فرزند کے لئے کیا کہتے ہو۔ جواب دیا ان کا مالک میں نہیں ہوں۔ ان کا مالک اللہ ہے۔ وہی ان کا رازق ہے۔ رب کی رزاقیت پر ایمان ہے تو پھر فکر کس کا ہے۔

ہ ناداں آنچناں روزی رساند
کہ دانا اندر آں حیراں بماند

بشر مثلکم

آج کل کہا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم جیسے بشر ہیں۔ ان لوگوں نے حضورؐ کی ذات

پاک کو ظاہر پر قیاس کرلیا۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وتراھم ینظرون الیک وھم لا یبصرون پ ۹ آخری رکوع اعراف یعنی ظاہری آنکھوں سے تو وہ آپ کو دیکھتے ہیں۔ لیکن دل کی آنکھیں ان کی اندھی ہیں۔ وہ دل کی آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتے۔

ابو جہل اشد اندھا کہاں دیکھا محمدؐ کو
جو صدیقوں نے دیکھی ہے وہ صورت مصطفیٰ کی ہے

(۲) کافروں نے آپ کو ظاہری آنکھوں سے دیکھا اور اپنے اوپر قیاس کرکے آپ کو اپنا ہم مثل سمجھا اور یہ کہا وقالوا مال ھٰذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق پ ۱۸ سورہ فرقان کا پہلا رکوع ترجمہ کیا ہے اس رسول کے لئے جو کھاتا ہے کھانا۔ اور پھرتا ہے بازاروں میں۔ اس پر خدا تعالیٰ اپنے نبی کو مخاطب کرکے فرماتا ہے۔

انظر کیف ضربوا لک الامثال ترجمہ:۔ دیکھو یا رسول اللہؐ یہ کیسی کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں۔ ان کافروں نے اپنے پر قیاس کرکے آپؐ کو اپنے ہم مثل سمجھ رکھا ہے۔ کافروں کے اس کہنے پر بارگاہ الٰہی سے کیا حکم ہوتا ہے؟ خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں فضلوا یعنی جنہوں نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اپنے مثل سمجھ لیا وہ ہمیشہ قیامت تک گمراہ ہوگئے آگے خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں فلا یستطیعون سبیلا یعنی ان کی راہ راست پر آنے کی ان سے استطاعت چھین لی گئی وہ توبہ کریں تو ان کی توبہ قبول نہیں وہ مرتد ہوگئے بشر مثلکم کے متعلق رسالے لکھنے والے اس آیت شریف کو غور سے پڑھ لیں۔ کافروں نے کہا۔

(ا) ماھٰذا الا بشر مثلکم یاکل مما تاکلون منہ ویشرب مما تشربون ، ۱۸ اس مومنون رکوع (۳)
نہیں ہے یہ مگر تم جیسا بشر۔ وہ کھاتا ہے جیسا تم کھاتے ہو۔ وہ پیتا ہے جیسا تم پیتے ہو۔

(ب) فقال الملؤا الذین کفروا من قومہ ماھٰذا الا بشر مثلکم پ ۱۸ اس مومنون رکوع ۲
ترجمہ:۔ کہا سرداروں نے جو کافر ہوئے تھے قوم اس کی سے نہیں ہے یہ مگر آدمی تمہارے جیسا

فقالوا ابشر یھدوننا
ترجمہ:۔ انہوں نے کہا کہ یہ بشر ہو کر ہم کو ہدایت کریں گے۔ توضیح

جنہوں نے پیغمبروں کی نسبت بشر کا لفظ استعمال کیا ان کے لئے آیت شریف فقالوا ابشر یھدوننا فکفروا میں کیا حکم ہوا؟ فرمایا فکفروا وہ کافر ہوگئے سارا قرآن شریف اول سے آخر تک پڑھ جاؤ۔ خدائے تعالیٰ نے کسی کے کفر کا فتویٰ نہیں دیا مگر ان کے بارے میں جنہوں نے پیغمبروں کی نسبت بشر کا لفظ

استعمال کیا۔ جتنے باطل فرقے ہیں وہ اس مضمون کو غور سے دل کی آنکھیں کھول کر پڑھیں اور اپنے عقائد باطلہ سے توبہ کریں از سر نو اسلام میں داخل ہوں۔

وما علینا الا البلاغ المبین۔

اس وقت کافروں نے پیغمبروں کی نسبت بشر کا لفظ کہا تھا افسوس ہے کہ اب مسلمانوں نے کہنا شروع کیا ہے۔

(۳) قرآن شریف پارہ ۲۲ س احزاب کا رکوع (۴)

یا نساء النبی لستن کاحد من النساء یعنی خدائے تعالیٰ امہات المومنین کو خطاب کرکے فرماتے ہیں۔

اے حضرتؐ کے ازواج مطہرات۔ نہیں ہو تم مثل کسی عورت کی عورتوں میں سے۔ کیا فرماتے ہیں؟ دنیا کی کوئی عورت تمہاری مثل نہیں۔ اور تم دنیا کی کسی عورت کی مثل نہیں اس کے کیا معنی؟ کیا وہ عورتوں کی مثل نہیں ہیں اور دنیا کی عورتیں ان کی مثل نہیں ہیں۔ پھر خدائے تعالیٰ فرمار ہے ہیں۔ اس بارہ میں مفسرین لکھتے ہیں کہ امہات المومنین کی نسبت آپ کی طرف ہوگئی۔ اس لئے دنیا کی کوئی عورت امہات المومنین کی مثل نہیں اور امہات المومنین دنیا کی کسی عورت کی مثل نہیں۔ اس آیت شریف کے کیا معنی ہوئے؟ یہ کہ جس چیز کی نسبت آپؐ کی ذات پاک کی طرف ہو جائے وہ بھی دوسروں کی مثل نہیں ہو سکتی۔ چہ جائیکہ آپؐ کی ذات پاک دوسروں کی مثل ہو۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

(۵) خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں کنتم خیر امۃ پارہ ۴ ربع اول ۳ رکوع۔ جتنے پیغمبر گزرے یعنی ایک لاکھ چوبیس ہزار ان سب پیغمبروں کی کم و بیش امتیں تھیں مگر تم سب سے بہتر ہو۔ کون فرماتا ہے؟ خدائے تعالیٰ جب خدائے تعالیٰ کے فرمانے کے مطابق حضرتؐ کے غلام سارے پیغمبروں کی امت سے بہتر و افضل و اعلیٰ ہوتے ہیں تو کیا وہ رحمۃ للعالمین سب سے اعلیٰ و اشرف نہ ہوں گے۔ امم سابقہ کے لوگوں کی عمریں ہزار ہزار برس کی تھیں وہ ہزار برس تک عبادت کرتے رہتے تھے۔ ان کی عمریں اور عبادتیں زیادہ مگر خیر امہ کا خطاب و مرتبہ ہم کو بخشا گیا۔ کیوں؟ اس لئے کہ ہماری نسبت آپ کی ذات پاک سے ہوگئی ہے۔

بارہا گفتندی گویند و گفتن واجب است
[illegible]
نے خدا گویم ترا نے حق بہ شکل آدمی

[illegible] توئی ہم بندہ را مولا توئی

حضرتؐ رب کے بندے اور باقی سب کے مولیٰ۔

کاش بشر مثلکم کی رٹ لگانے والے بھولے سے ہی اس آیت شریف کو پڑھ لیں۔ انشاء اللہ ان کی تشفی ہو جائے گی: یا ایھا النبی انا ارسلنک شاھداً ومبشراً ونذیراً وداعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیراً پ ۲۲س احزاب رکوع (۶)

اس آیت شریف میں خدائے تعالیٰ نے حضرت کو سات خطابوں سے سرفراز فرمایا ہے۔ پہلے نبی پھر رسول۔ پھر شاہد پھر مبشر پھر نذیر پھر داعی الی اللہ پھر سراج منیرا۔ آپ کے ہم مثل ہونے کے مدعی جو لوگ ہیں، ان سے پوچھتا ہوں کہ ان کو ان میں سے کونسا خطاب بخشا گیا اگر کوئی خطاب ان میں سے نہیں بخشا گیا تو مدعیان مثلیت حضرت کے مثل کس طرح ہو سکتے ہیں۔

(۶) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی۔ پ ۳ س رکوع ۱۳ خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فرما دیجئے ان لوگوں سے جو دعوے کرتے ہیں خدائے تعالیٰ کی ذات کی محبت کا اگر وہ دعویٰ کرتے ہیں تو اس کا طریقہ ہم بتاتے ہیں وہ یہ کہ خدائے تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے مثلاً حضرت آدمؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ اس وقت جس پیغمبر کے پیچھے لگ کر بارگاہ الٰہی میں پہنچ جانا تھا پہنچ جاتے تھے یا رسول اللہ ان کو فرما دیجئے کہ وہ دروازے تو سب بند ہو گئے صرف ایک میرا دروازہ کھلا ہے جو قیامت تک کھلا رہے گا اب اگر تم بارگاہ الٰہی میں پہنچنا چاہتے ہو تو میرے پیچھے لگ کر چلے آؤ۔ اتباع کے معنی ہیں قدم بہ قدم چلنا۔ کسی کے پیچھے لگ کر چلنا۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ تم میری تابعداری کرو گے تو خدا تم کو اپنا محبوب بنا لے گا۔ تمہارے سارے گناہ بخش دے گا۔ اس کی ذات بڑی غفور الرحیم ہے کیا مدعیان مثلیت کی اتباع بھی وہی نتیجہ پیدا کرے گی جس کا اوپر ذکر ہے۔

(۷) وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین۔ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ہم نے یا رسول اللہ کیا مسلمان کیا کافر کیا جن اور دوسرے عوام سب کے لئے آپ کی ذات کو رحمت بنا کر دنیا میں بھیجا ہے۔ اگر رحمت نہیں تو پھر ہم مثل ہونے کا دعویٰ کیا۔

(۸) قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی پارہ ۱۶ آخری سورہ کہف۔

خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں یا حضرتؐ آپ فرما دیجئے کہ میں تم جیسا بشر ہوں مگر میری طرف وحی آتی ہے۔ بے سمجھوں نے بشر مثلکم کو لے لیا یوحی الی کو چھوڑ دیا پنجاب میں ایک شخص تھا نماز نہیں پڑھتا تھا ایک بزرگ نے اس سے کہا تو نماز کیوں نہیں پڑھتا قیامت کے دن [illegible] سے پہلے پرسش [illegible] ہوگی تم اور کافر میں فرق ظاہری صرف نماز ہی کا ہے تو اس شخص نے کہا کیا تو نے قرآن

میں نہیں پڑھا لا تقربوا الصلوٰۃ بزرگ نے فرمایا اس کے آگے پڑھ۔ اس شخص نے جواب دیا سارا قرآن تیرے باپ کو ہی یاد ہوگا اور اس پر تیرے باپ نے ہی عمل کیا ہوگا مجھے تو عمل کے لئے لا تقربوا الصلوٰۃ ہی کافی ہے اسی طرح بے سمجھوں نے بشر مثلکم کو لے لیا یوحی الی کو چھوڑ دیا۔

(۹) قرآن شریف میں ستر جگہ اپنے نام کے ساتھ خدائے تعالیٰ نے آپؐ کو یاد فرمایا ہے اور ستر جگہ اپنا نام پھر حضرتؐ کا نام فرمایا ہے۔ مدعیان مثلیت کا نام ایک جگہ بھی نہیں۔ وہ ثابت کریں کہ ان کو کس جگہ خدائے تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے۔ ایک ہی جگہ ثابت کریں مگر ثابت نہ کریں تو حضرت کے مثل کیسے ہو سکتے ہیں۔

احادیث شریف

(۱۰) صحیح بخاری شریف لست کاحد کم۔ ترجمہ میں تم میں سے کسی کی مثل نہیں ہوں۔

(۱۱) صحیح بخاری شریف ایکم مثلی کون ہو تم میں سے جو میری مثل ہو۔

(۱۲) ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی ترجمہ میں اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں وہی مجھے کھلاتے ہیں پلاتے ہیں۔ میری قوت تمہارے اس کھانے پینے پر نہیں ہے جیسے جبرئیل کی قوت کھانے پر نہ تھی۔

قوت جبرائیل از مطبخ نہ بود
بود از دیدار خلاق وجود

(۱۳) انما انا قاسم اللہ یعطی صحیح بخاری شریف میں وارد ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور میں تمام مخلوق میں تقسیم کرتا ہوں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو تمام خزانوں کی کنجیاں عطا فرما دی ہیں اور حضرتؐ تقسیم فرماتے ہیں۔ حضرتؐ کے ہاتھوں میں ساری مخلوق کا رزق اور تربیت ظاہر و باطن ہے۔

(۱۴) جو دیوانے آپ کے ہم مثل ہونے کے مدعی ہیں وہ دیکھیں صحیح ترمذی شریف کہ حضور سراپا نور جس گلی و بازار سے گزر جاتے وہ گلی بازار معطر ہو جاتے۔ ایک صحابی فرماتے ہیں کہ جب کبھی ہم آپ کی تلاش میں جاتے تو کسی سے یہ نہ پوچھتے کہ آپ کدھر تشریف لے گئے خوشبو کی ہوا کے [illegible]

[illegible] کے جسم سے تو بغل گند کی اتنی بدبو آتی ہے کہ اگر وہ نماز با جماعت میں کھڑے ہوں تو دوسروں کو نماز پڑھنی مشکل ہوتی ہے پھر آپ کیسے ہم جیسے بشر ہو سکتے ہیں۔

(۱۵) صحیح بخاری میں ہے ایک دن آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا کہ تم لوگ صف میں کھڑے ہوتے ہو اپنے پیر برابر نہیں رکھتے فرمایا کہ تم یہ خیال نہ کرنا کہ میں آگے ہی دیکھتا ہوں میں جیسا آگے سے دیکھتا ہوں ویسا پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ فرمایا کہ جب صف میں کھڑے ہوا کرو۔ تو جسم ایک دوسرے کے ساتھ لگا رہے پیر برابر کر کے کھڑے رہا کرو۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ جیسے آپ سامنے سے دیکھتے تھے ویسے پیچھے سے بھی دیکھتے تھے۔ ہم تو پیچھے سے نہیں دیکھ سکتے۔ پھر آپ کی ہم مثل کیسے ہو سکتے ہیں۔

(۱۶) قرآن شریف سورہ یوسف میں وارد ہے۔ مصر کی عورتوں نے حضرت یوسفؑ کو دیکھا تو ان کے ہاتھ میں سنترے اور چھریاں تھیں، انہوں نے کاٹنے تھے سنترے اور کاٹ ڈالے اپنے ہاتھ۔ وقطعن ایدیھن یعنی زنان مصر یوسف کو دیکھتے ہی بے خود ہو گئیں۔ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں زنان مصر اگر میرے یوسف کو دیکھ لیتیں تو اپنے جگر کاٹ ڈالتیں۔

(۱۷) حدیث شریف میں آیا ہے۔ ہزارہا آدمیوں کا مجمع ہوتا۔ آپ سب سے اونچے بلند و بالا نظر آتے۔ حالانکہ آپ کا قد مبارک موزوں و متوسط تھا۔

(۱۸) مدینہ منورہ میں ایک عورت رسولؐ پاک کے پاس آئی اور عرض کیا یا رسول اللہؐ میری لڑکی کی شادی ہے میں غریب ہونے کی وجہ سے عطر نہیں خرید سکتی۔ حضرتؐ نے اپنے پسینہ مبارک کے چند قطرے اس کو عنایت فرمائے۔ اور دولہن کو لگانے کی اجازت عطا فرمائی۔ صاحب مواہب لدینہ لکھتے ہیں کہ اس لڑکی کی نسل سے (جو ترکوں میں موجود ہے) اب تک خوشبو آ رہی ہے۔

(۱۹) رسولؐ پاک پر ابر کا سایہ رہا کرتا تھا اور جسم اطہر پر کبھی نہیں بیٹھتی تھی اور حضرتؐ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر گرتا لوگ اس پر قدم رکھتے بے ادبی ہوتی۔ اس لئے رب نے اٹھالیا۔ وہ قیامت کے دن گناہ گاروں پر پڑے گا حضرت نور ہیں نور کا سایہ نہیں پڑتا۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ ہماری آنکھوں کا نور اس سایہ سے بنایا گیا ہے۔

(۲۰) اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ جو شخص کسی چیز کی نسبت یہ کہہ دے کہ میری یہ چیز ایسی ہے جیسی حضرتؐ کی تھی یا یہ چیز میری ان کی مثل ہے اتنا لفظ کہہ دینے سے وہ شخص بے ایمان کافر ہو گیا [illegible] نہ ہوں گے تو جو لوگ آنحضرت کو اپنے جیسا قیاس کر کے ان کے ہم مثل بنتے ہیں ان کا کیا درجہ ہو گا۔

(۲۱) حضرت امام اعظمؒ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا محمدؐ ہم جیسے بشر ہیں یا نہیں۔

جواب میں امام صاحب نے فرمایا محمد بشر لا کالبشر بل ھو یاقوت فی الحجر۔

حضرت نے فرمایا میرا ظاہر تمہاری طرح ہے مگر مجھ میں اور تم میں فرق یہ ہے کہ میرے پاس وحی آتی ہے تمہارے پاس وحی نہیں آتی۔

(۲۲) بڑے بڑے کاملین ہم مثل ہونا چھوڑ کر اپنے لئے یہ کہتے ہیں کہ۔

نسبت خود بسگت کردم وبس منفعلم زانکہ نسبت سگ کوئے توشد بے ادبی

حضرت قدسیؒ فرماتے ہیں کہ میں بڑا نادم ہوں بڑا شرمندہ ہوں کہ میں نے اپنی نسبت آپ کے دربار کے کتے کے ساتھ کی تھی۔ کجا آپؐ کا دربار اور کجا یہ گنہ گار حضورؐ کے دربار کے کتے کی نسبت اپنی طرف کرتے ہوئے کاملین شرمندہ ہوتے ہیں حضرتؐ کے ہم مثل ہونے کا دعویٰ ان سے کیا ہو سکے گا۔

ع۔ بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

ع۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک

(۲۴) میں کہتا ہوں کہ ساری دنیا میں مشرق سے مغرب تک چلے جاؤ ایک کی شکل دوسرے کی شکل سے ایک کا رنگ دوسرے کے رنگ سے غرض ہر چیز ایک دوسرے کی مثل نہیں ہے تو حضرتؐ کس طرح ہم جیسے بشر ہو سکتے ہیں۔

(۲۵) ہم میں اور حضرت کی ذات پاک میں از روئے شریعت ۲۷ درجے کا فرق حسب صراحت ذیل ہے۔

سب سے پہلا درجہ بشر کا ہے اس کے اوپر مومن کا۔ مومن کے اوپر ابرار کا اس کے اوپر اخیار کا پھر مخلصین، صالحین، شہداء، متقین، مقربین، اولیاء اللہ، اوتاد، ابدال، نجبا، نقبا، قطب، غوث، تبع تابعی، تابعی، صحابی، اصحاب بدر، خلفاء راشدین، صدیق اکبر، نبی، رسول، اولوالعزم، مصطفیٰ، رحمتہ للعالمین، انسان زیادہ سے زیادہ اس زمانہ میں غوث کے درجہ تک پہنچ سکتا ہے مگر تبع تابعی کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا کیونکہ وہ تو دروازہ ہی بند ہو گیا اس کے اوپر کے درجوں تک ہم ہرگز ہرگز نہیں پہنچ سکتے تو پھر حضرت ہم جیسے بشر کیسے ہو سکتے ہیں۔

(۲۶) حضرت کا نام لے کر بچے کا نام رکھتے ہیں۔ "محمد" پھر اس نام کی اہانت کے طور پر بچہ کا نام [illegible] نام محمدؐ تھا اور جن کا مزار لاہور میں صبح بازار میں موجود ہے) حضرت ایاز بھی کھڑے تھے۔ عرض کی

[illegible] نہیں پکارا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ جب سے [illegible]
آپؐ کا نام مبارک کبھی بے وضو زبان پر نہیں لایا۔ اس وقت وضو نہیں تھا۔ اس لئے تیرے بیٹے کا نام لے کر اس وجہ سے نہیں بلایا کہ اس میں حضرت کا نام داخل تھا۔

لاہور میں نور محمد ایک شخص کا بیٹا تھا۔ اس کا باپ زندہ تھا۔ باپ نے اپنے بیٹے کو نور محمد کہہ کر پکارا۔ نور محمد کا بھی ایک بیٹا تھا اس نے اپنے باپ کو نور محمد کہہ کر پکارا۔ تو لوگوں نے کہا کہ باپ کا نام لے کر پکارنا حرام زادوں کا کام ہوا کرتا ہے۔ پس سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کو حق ہے کہ وہ رسول پاک کو جو چاہے کہہ لے لیکن بندوں کو شرم کرنا چاہئے ایک طرف تو امتی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور دوسری طرف ان پر حملے کرتے ہیں۔ ان کی اہانت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۲۸) حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک الوہیت میں ہیں اور حضرت وحدہ لا شریک عبودیت میں ہیں نہ تو اس کا کوئی ثانی نہ ان کا کوئی ثانی۔

(۲۹) آقا اور غلام کبھی برابر نہیں ہوسکتے جتنی مخلوقات ہیں وہ سب آپ کی غلام اور آپ سب کے آقا۔ لولاک لما خلقت الافلاک لولاک لما خلقت الدنیا جو کچھ ہوا اسی رحمت للعالمین کا طفیل ہے۔ ایک مرتبہ فقیر مدینہ منورہ میں حاضر تھا۔ اس وقت اونٹ کی سواری تھی۔ ترکوں کی سلطنت تھی۔ مدینہ منورہ سے رخصت ہو کر چلا آیا۔ دوسرے دن قافلہ میں ایک شخص بمبئی کا رہنے والا میرا رفیق تھا۔ اس نے مجھ کو کہا کہ میرا حال آپ کو معلوم ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کہ میرا نام سیٹھ محمد حسین ہے۔ بمبئی کا قاضی محلّہ جدید کا رہنے والا ہوں۔ میری لکڑی کی دوکان ہے۔ مجھے جذام کی بیماری ہوگئی تھی۔ بمبئی کے تمام ڈاکٹر اور یونانی طبیب ویدک سے علاج کرایا۔ سب نے جواب دے دیا پھر پونہ میں جا کر وہاں کے ڈاکٹر اور حکیموں سے علاج کرواتا رہا۔ کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اس وقت تک میرا بیس ہزار روپیہ خرچ ہوگیا۔ سب نے جواب دیدیا۔ ان سے مایوس ہو کر بلکہ اپنی زندگی سے مایوس ہو کر مدینہ منورہ دربار نبوی میں حاضر ہوا۔ پرسوں مغرب کی نماز کے بعد مواجہ شریف حضورؐ میں کھڑے ہو کر رو رہا تھا اور یہ عرض کر رہا تھا کہ حضورؐ دنیا کے ڈاکٹروں اور حکیموں نے تو جواب دے دیا کہ تیری بیماری کا کوئی علاج نہیں۔ اب رحمت للعالمین کے دربار میں حاضر ہوگیا ہوں یہ کہہ کر میں زار زار رو رہا تھا آنکھیں بند تھیں جب دعا مانگ کر آنکھیں کھولیں تو میرا بدن آئینہ کی طرح بالکل صحیح و سالم تھا۔

(۳۰) امرتسر کا غلام شیخ نامی بوڑھا آدمی دیوانہ ہوگیا۔ تن بدن کی کوئی ہوش نہ تھی۔ اسی حالت میں وہ مدینہ شریف حاضر ہوا۔ [illegible] حضرت کی جناب میں حاضر ہوا اور ادھر [illegible] جاتی رہی بالکل

تندرست ہو کر بوڑھا آدمی تھا امرتسر واپس آگیا اور مدت [illegible]

(۳۱) ایک دفعہ کا واقعہ ہے فقیر مدینہ منورہ میں حاضر ہوا میں نے مولوی ضیاء الدین صاحب کو جن کے مکان میں فقیر کا بستر ہے اور ہمیشہ ٹھہرا کرتا ہے۔ کہا کہ کوئی حجام بلاؤ انہوں نے بہت اعلیٰ ہندوستانی کاریگر حجام کو بلایا۔ جب وہ چلا گیا تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ اس کا حال آپ کو معلوم ہے میں نے کہا نہیں انہوں نے کہا جہاز میں یہ شخص پہلے نوکر تھا وہاں بڑی معقول تنخواہ پاتا تھا۔ وہاں سے نوکری چھوڑ کر مدینہ منورہ آگیا جو پیسہ روپیہ اس کے پاس تھا خرچ کرتا رہا جب روپیہ ختم ہوگیا تو حضرت کی جناب میں مغرب کی نماز کے بعد جا کر رونا شروع کردیا کہ یا حضرت جو کچھ اپنے ہمراہ لایا تھا وہ خرچ ہوگیا اب مانگنے کی عادت نہیں۔ بہت دیر تک روتا رہا اور یہ عرض کیا کہ اب رحمت للعالمین کے دربار میں حاضر ہوگیا ہوں۔ اس رونے کی حالت میں اس کی آنکھیں بند ہوگئیں اور وہ بے خودی کی حالت میں تھا۔ اس کو معلوم ہوا کہ کسی نے اس کے کیسہ میں کوئی چیز ڈالی ہے وہاں سے عرض کرکے باہر نکل آیا کیسہ میں ہاتھ ڈالا تو اس میں تیس پونڈ تھے۔ وہ کھلے دل سے خرچ کرتا رہا اور نیز لوگوں کی حجامت بنانا شروع کردیا یہاں تک کہ وہ مالدار بن گیا۔ فقیر دوسرے سال حاضر ہوا تو مولوی صاحب نے پھر اسی حجام کو بلایا اس نے مجھے کہا کہ اب میں مالدار بن گیا ہوں۔ مکان بھی اپنا خرید لیا ہے رب نے نیک بیوی بھی بخشی ہے۔ ایک فرزند بھی عطا فرمایا ہے الحمد للہ۔

(۳۲) ایک مرتبہ سید ہاشم صاحب جو بہت بزرگ اور ضعیف العمر پنجاب کے مزور اور اہل بیت کے روضہ منورہ کے مجاور تھے فقیر کے مکان پر تشریف لائے اور فرمایا کہ مکہ شریف والوں کی عادت ہے جب آتے ہیں تو واپسی پر پہلی منزل حضرت امیر حمزہؓ کے مزار شریف پر قیام کرتے ہیں۔ ایک شخص سیدھا سادھا تھا عبدالرحمان نام۔ اس نے اپنے رفیقوں سے پوچھا۔ میں بہت دیر یہاں پہنچ گیا ہوں تم نے اتنی دیر کیوں لگائی تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم کو رحمۃ للعالمین کے دربار سے برات مل رہی تھی اس کے حاصل کرنے میں ہم کو دیر ہوگئی۔ اس نے جب سنا اسی وقت دوڑتا ہوا پھر مدینہ شریف پہنچا۔ مدینہ شریف وہاں سے تین میل ہے۔ حضرتؐ کی جناب میں حاضر ہو کر زار زار رونا شروع کردیا کہ حضرتؐ میرے ساتھیوں کو تو برات مل گئی اور میں محروم رہ گیا بہت دیر تک روتا رہا اسی حالت میں اس کو معلوم ہوا کہ اس کے کیسہ میں کسی شخص نے چھوٹا سا کاغذ ڈال دیا ہے۔ رونے کے بعد باہر نکلا کیسہ سے کاغذ نکال کر پڑھا تو اس میں لکھا تھا۔

ھذا براءۃ من النار لعبد الرحمان۔

"عبد الرحمان کو دوزخ کی آگ سے نجات ہے" وہ پھر دوڑتا ہوا قافلہ میں پہنچا اور اپنے ساتھیوں کو جا کر کہا کہ میں بھی برات لے آیا ہوں۔ انہوں نے جب پڑھا تو سارے متعجب اور حیران ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے تو تیرے ساتھ مذاق کیا تھا ہم کو کوئی برات نہیں ملی اور تیرے نصیب تجھ کو برات مل گئی۔ یہ تیری خوش قسمتی ہے۔

(۳۳) بشر مثلکم کی رٹ لگانے والوں کی گستاخی بے ادبی انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ وہ اس مضمون کو جس میں مشتے نمونہ از خروارے، چند آیات شریفہ قرآنی اور احادیث شریفہ نبوی عقائد اور روایات و واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ اگر غور سے اور دل کی آنکھیں کھول کر پڑھیں تو انشاء اللہ تعالیٰ یقین ہے کہ وہ اپنے عقائد باطلہ سے توبہ کر کے صحیح راستہ پر پڑ کر اپنے تئیں اسلام کی فیوض و برکات سے معمور پائیں گے اور اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ان پر رہے گا۔

یہ بیان جو عین ایمان ہے حضور سے محبت کرنے والوں کے لئے رحمت ثابت ہوگا۔ دشمنان رسول جن کے دلوں میں آپ کی عداوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے ان کو یہ ایمان کی دولت کیسے نصیب ہو سکتی ہے۔

خدارا انتظار حمد مانیست
محمد چشم برراہ ثنانیست
خدا مداح شان مصطفیٰ بس
محمد حامد حمد خدا بس

علم غیب

(۱) عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول۔ پ ۲۹ س جن رکوع (۲)
ہم کسی پر علم غیب ظاہر نہیں کرتے مگر جس کو ہم پسند کر لیتے ہیں رسولوں میں سے علم غیب مخلوق کی نسبت بولا جاتا ہے۔ خدائے تعالیٰ کے نزدیک غیب کوئی چیز نہیں۔ سب مشاہدہ ہے۔

(۲) چوتھا پارہ بعد نصف رکوع ۸ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء

[illegible] پسند کرتا ہے اپنے پیغمبروں میں سے جس کو چاہے۔

(۴) [illegible] فرمایا کرتے تھے وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم [illegible]

(۵)
میں تمہارے گھروں میں کوٹھریوں میں کیا چیز ہے۔ وہ سب تم کو بتا دیتا ہوں۔ یہ بھی بتا دیتا ہوں جو کچھ رات کو تم نے کھایا۔

(۴) آیت شریف سورہ یوسف ۱۳ پارہ پہلا ربع ۴ رکوع حضرت یوسف نے فرمایا بھائیوں کو اذھبو بقمیصی ھذا فالقوہ علی وجہ ابی یات بصیرا واتونی باھلکم اجمعین۔ یہ میرا کرتہ لے جاؤ میرے حضرت والد صاحب صلوات اللہ علیہ نابینا ہو گئے ہیں۔ ان کے چہرہ پر ڈال دینا ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی پھر تم سب مل کر سارے اہل و عیال میرے پاس آجانا۔

حضرت یوسف کا یہ فرمانا کہ میرے کرتہ کو حضرت یعقوب کے چہرہ پر ڈال دینا۔ وہ بینا ہو جائیں گے۔ یہ علم غیب تھا یا نہیں۔ نہیں تو کیا تھا۔ ادھر جب قافلہ چلا تو حضرت یعقوب نے فرمایا انی لاجد ریح یوسف مجھے آج حضرت یوسف کی خوشبو آتی ہے۔ منکرین جب خدائے تعالیٰ کے فرمان کو بھی نہیں مانتے تو دوسرے واقعات کیسے مانیں گے۔ اس سے ثابت ہوا کہ وہ قرآن شریف کو نہیں مانتے اور نہ قرآن شریف پر ان کا ایمان ہے۔ اگر مانتے تو یہ ساری آیات شریف قرآن شریف کی ہیں پھر انکار کیوں کرتے ہیں۔ فقیر کے نزدیک منکرین کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے بلکہ ان کے عقیدہ کے جو عالم ہیں۔ ان کی زبان پر ان کا ایمان ہے وہ بغیر آیت شریف حدیث شریف کے کہہ دیں کہ ایسا ہے ایسا ہے تو مان لیتے ہیں۔ ہم اگر سارا قرآن شریف سناتے ہیں تو بھی نہیں مانتے۔

(۵) حضرت آدمؑ کے حال میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کو قیامت تک جتنے ہونے والے تھے سب کے نام سکھا دیئے۔ فرشتوں سے حضرت آدمؑ کا علم بڑھا ہوا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ حضرت آدمؑ کا علم زیادہ ہے یا حضرتؐ کا۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

قال اللہ تعالیٰ علمک مالم تکن تعلم۔ میں نے سکھا دیا آپؐ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔

(۶) یا ایھا النبی انا ارسلنک شاھدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا (پ ۲۲ سورہ احزاب رکوع ۶) اس آیت شریف میں اللہ تعالیٰ نے حضرت کو سات خطابوں سے مخاطب فرمایا ہے۔
[illegible] ۳۱۳ رسول معنی نبیؐ۔ عربی زبان میں لغت [illegible]

نکال کر دیکھو غیب کی خبریں ... کے ہیں۔ خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یا ... یعنی
غیب کے خبر دینے والے تحقیق ہم نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا۔

شاہدا کے معنی عربی میں ہیں گواہ۔ گواہ وہ شخص ہوتا ہے جس نے موقع پر اپنی آنکھوں سے واقعہ دیکھا ہو۔ عدالتوں میں ہر روز گواہ پیش ہوتے ہیں۔ حاکم گواہ سے پوچھتا ہے کہ تو نے کیا دیکھا۔ اگر وہ کہہ دے کہ میں نے دیکھا کہ میرے سامنے مار رہا تھا۔ حاکم کہتا ہے کہ اس گواہ کو قائم رکھو۔ اگر گواہ کہہ دے کہ میں نے دیکھا نہیں سنا تھا تو حاکم کہتا ہے کہ جاؤ تمہاری گواہی کوئی چیز نہیں۔ گواہی وہ معتبر ہوتی ہے جو گواہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہو۔ سنی ہوئی گواہی کا اعتبار نہیں کیا جاتا اگر حضرت ہمارے حالات کو دیکھ نہیں رہے ہیں تو گواہی کس بات کی دیں گے۔ حضورؐ نہ صرف اس دنیا میں تشریف لانے کے بعد سے مخلوقات کے حالات کے گواہ ہیں بلکہ اس سے قبل کے زمانہ کے بھی حضرت ملک الموت ساری دنیا کی مخلوقات کو دیکھ رہے ہیں اور ہر ایک کے سانس کا حساب کرتے ہیں۔ ہر ایک آدمی کو ایک دن رات میں چوبیس ہزار سانس آتا ہے وہ تو سب دیکھ رہے ہیں اور سورج ساری دنیا کی مخلوقات کو ایک وقت میں دیکھ رہا ہے۔ اس کا بھی کوئی انکار نہیں کرتا مگر آپ کے دیکھنے کا انکار کیا جاتا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ سورج کا نور زیادہ ہے یا حضرتؐ کا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اول ما خلق اللہ نوری و خلق الخلق من نوری۔ پہلے جو چیز رب نے پیدا کی وہ میرا نور تھا۔ باقی ساری مخلوق میرے نور سے پیدا کی۔ سورج کو آپ کے نور سے کیا نسبت۔ سورج کا نور آپ کے نور کے سامنے ایک ذرہ کی حیثیت کا بھی نہیں۔ جب سورج دنیا کے ذرہ ذرہ کو دیکھ رہا ہے تو حضرتؐ کا ان ذرات کو دیکھنا کونسا مشکل ہے۔ حضورؐ سراجا منیرا ہیں آپ کا چراغ قیامت تک روشن رہے گا۔ اس لئے حضورؐ کو اب بھی علم غیب ہے۔

(۷) حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ محدث دہلوی اپنی تفسیر عزیزی میں (پارہ ۲ رکوع ۱) ویکون الرسول علیکم شہیدا۔ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت اپنے نور نبوت کے ساتھ ہر امتی کے حالات اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے ہتھیلی پر ایک رائی کا دانہ۔

(۸) وما ھو علی الغیب بضنین۔ پارہ ۳۰ رکوع ۳ ربع ۴ ہمارا رسول غیب میں بخل کرنے والا نہیں۔

(نوٹ) اس آیت شریف کی تفسیر میں مولوی شبیر احمد صاحب دیوبندی نے حاشیہ میں حسب ذیل تشریح لکھی ہے۔

"یہ پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے یا اللہ کے اسماء و ... احوال سے یا

... سے اور ان چیزوں کے ...

(۹) صحیح بخاری میں ہے۔ ایک شخص کا اونٹ گم ہوا۔ حضرتؐ کی جناب میں مسجد نبوی میں آہ وزاری کرنے لگا۔ حضرت نے فرمایا کہ پہاڑی کے پرے تیرا اونٹ ہے۔ مسجد نبوی میں بیٹھ کر فرمایا۔ وہ شخص وہاں پہنچا تو اس کا اونٹ وہاں موجود تھا۔ آپ نے اس کا پتہ بھی بتا دیا تھا کہ فلاں درخت کے پاس ہے وہ شخص اپنا اونٹ لے آیا۔

(۱۰) حضرتؐ نے فرمایا ماکان ومایکون (جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا) کا علم مجھ کو ہے۔

(۱۱) صحیح بخاری میں ہے۔ مدینہ منورہ کی مسجد نبویؐ میں حضرت عمرؓ خطبہ جمعہ فرما رہے تھے۔ ذرا ٹھہرے اور فرمایا یا ساریہ الجبل تین مرتبہ با آواز بلند فرمایا۔ جتنے لوگ بیٹھے تھے سب حیران رہ گئے کجا خطبہ اور کجا ساریہؓ اس وقت حضرت ساریہؓ مدینہ شریف سے (۳۰۰ میل) سے زیادہ فاصلے پر تھے پورے تین مہینے کے بعد ملک نہاوند سے جہاں کافروں کے ساتھ لڑائی تھی ایک قاصد آیا اور خبر دی کہ کافروں کے ساتھ جنگ ہو رہی تھی پیچھے پہاڑ تھا آگے لڑائی ہو رہی تھی۔ اہل اسلام کا لشکر پہاڑ کے نزدیک تھا کافر ذرا دور تھے کافروں نے اپنی فوج کا ایک دستہ پہاڑ کے ادھر سے بھیج دیا کہ پیچھے جاؤ۔ پہاڑ سے نیچے اتر کر میدان میں آکر ایک طرف تم ہو گے ایک طرف ہم۔ مسلمان درمیان میں آجائیں گے ہم ان کو فنا کر دیں گے۔ حضرت ساریہؓ تو اپنی لڑائی کے کام میں مشغول تھے ان کو اس واقعہ کی خبر نہیں۔ مگر حضرت عمرؓ نے مدینہ منورہ کی مسجد میں خطبہ پڑھتے ہوئے ان کافروں کو پہاڑ سے نیچے اترتے ہوئے دیکھ لیا اور حضرت ساریہؓ کو ڈانٹ کر بڑے جوش سے تین مرتبہ فرمایا پہاڑی کی طرف دیکھو۔ حضرت ساریہؓ نے پہاڑ کی طرف دیکھا تو اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ جاؤ پہاڑ کی طرف۔ جب ان کا لشکر پہاڑ کی طرف گیا تو کافر پیچھے ہٹ گئے حضرت ساریہؓ کے لشکر نے کافروں پر حملہ کر کے ان کو شکست دی اور فتح یاب ہوا۔ اس حدیث شریف کے بیان کرنے سے غرض یہ ہے کہ حضرت عمرؓ تین سو میل سے زیادہ فاصلے سے کافروں کے لشکر کو دیکھ سکتے ہیں تو حضرتؐ کا کیا درجہ ہوگا۔

(۱۲) حضرت پیران پیر فرماتے ہیں میں ساری دنیا کے شہروں کو اس طرح دیکھ رہا ہوں۔ جیسے ہتھیلی پر رائی کا ایک دانہ۔ دیکھو قرآن شریف ان رحمتی وسعت کل شی میری رحمت نے ہر ایک چیز کو گھیر لیا ہے ان رحمت اللہ قریب من المحسنین۔

(۱۳) حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے اپنی تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب کی خدمت میں مہمان حاضر ہوا کرتے۔ باورچی نے عرض کی کہ حضرت ... زیادہ

آجاتے ہیں [illegible] کھانا تھوڑا ہوتا ہے آپ مجھے فرمادیا کریں۔ جتنے مہمان آیا کریں [illegible] تیار کروں۔ حضرت خواجہ صاحب کے پاس بلی بیٹھی ہوئی تھی۔ فرمایا کہ اس بلی سے پوچھ لیا کرو باورچی بلی سے پوچھ لیا کرتا۔ جتنے مہمان آنے والے ہوتے اتنی مرتبہ بلی میاؤں میاؤں کہتی۔ باورچی اتنے آدمیوں کا کھانا تیار کرلیتا۔ ایک مرتبہ بلی نے تین مرتبہ آوازیں دیں۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ تین مہمان آئیں گے جب دستر خوان بچھایا گیا تو مہمان چار بیٹھ گئے باورچی نے حضرت خواجہ صاحبؒ سے عرض کی کہ آج بلی نے غلطی کی۔ اس نے تین آدمی کہے تھے بیٹھ گئے چار حضرت خواجہؒ نے بلی کو کہا کہ باورچی تیری شکایت کرتا ہے تو نے اتنی غلطی کیوں کی پاس ہی مسافر کھا رہے تھے بلی دوڑ کر گئی ایک مسافر کے کپڑے کو پہلے ہاتھ کے نیچے سے کھینچتی تھی پھر کپڑے کو منہ ڈال کر کھینچا تو وہ اٹھ کھڑا ہوگیا اس مسافر نے کہا کہ بلی سچی ہے۔ میں مہمان نہ تھا میں تو کافر تھا۔ یہاں آگیا تھا میں کسی بندہ خدا کی تلاش میں تھا۔ یہاں آکر میں نے دیکھا کہ بلیوں کو بھی علم غیب ہے میں سچے دل سے کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہوتا ہوں اس حکایت سے یہ ثابت ہوا کہ منکرین علم غیب حضرتؐ کی ذات پاک کی نسبت انکار کرتے ہیں۔ حضرت کے غلاموں کے غلاموں کی حیوان بلی جو کہ آپ کی خدمت میں رہتی تھی اس کو بھی علم غیب تھا تو بتا دیا کرتی تھی کہ آج اتنے مہمان آئیں گے۔ منکرین علم غیب اس حکایت کو ذرا غور سے پڑھیں اور عقائد باطلہ سے توبہ کرکے زمرہ اہل اسلام میں شامل ہوجائیں۔

(۱۴) فقیر اپنے چند چشم دید واقعات سے بھی علم غیب کے متعلق بیان کرتا ہے شاید کوئی سعید ازلی ان واقعات کو پڑھ کر اپنے ایمان کو کامل کرلے۔ ان واقعات کو پڑھ کر ایک شخص کا ایمان بھی بچ گیا تو میری نجات کے لئے کافی و بس ہے۔

فقیر اپنے حضرت پیرو مرشد کے ہمراہ امرتسر سے روانہ ہوکر موضع ڈریان والا تحصیل ریہ ضلع سیالکوٹ میں پہنچا۔ ولی داد خان نامی ایک شخص کے گھر چھ لڑکیاں ہیں لڑکا کوئی نہیں۔ حافظ مہردین صاحب نامی نے عرض کی کہ ولی داد خان کے گھر میں چھ لڑکیاں ہیں لڑکا کوئی نہیں۔ دعا فرمایئے۔ دوسرے سال آپ تشریف لائے پھر اسی جگہ رات کو شب باش ہوئے اس کے گھر میں حافظ مہردین نے عرض کی کہ حضرت لڑکا کوئی نہیں۔ فقیر بھی تھا آپ نے فرمایا کہ لڑکا نہیں ہوا جواب دیا نہیں فرمایا۔ گڑ منگواؤ۔ گڑ پر قرآن شریف دم کر کے ولی داد خان صاحب مرحوم کو دیا اور فرمایا کہ یہ اپنی عورت کو کھلادے۔ اب تیرے گھر لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کا نام محمد شریف رکھنا۔ سارے مجمع کے سامنے علی الاعلان فرمایا [illegible] کو اٹھا کر لایا

اور عرض کی کہ حضرت محمد شریف حاضر ہے۔ اس وقت محمد شریف تین مہینے کا تھا آپ نے بڑی مہربانی فرمائی اس کو پڑھ کے دم کیا۔

ابھی بچہ پیدا ہوا نہیں ماں کے رحم میں بھی اس کا نطفہ نہیں گیا آپ پہلے ہی علیٰ روس الاشہاد کھلم کھلا فرمارہے ہیں کہ بیٹا ہوگا۔ اس کا نام محمد شریف رکھنا۔ یہ علم غیب نہیں تھا۔ تو اس کا نام کیا ہوگا۔

ایک اور واقعہ پیر کی موجودگی میں موضع نویں کے ضلع گوجرانوالہ میں میاں حسن دین نے عرض کی کہ میرے گھر لڑکا کوئی نہیں۔ دعا فرمایئے۔ آپ نے دعا فرمائی حسن دین رب تیرے گھر لڑکا دے گا اس کا نام محمد شریف رکھنا پورے نو مہینہ کے بعد وہ لڑکا پیدا ہوا۔ اس کا نام محمد شریف رکھا یہ علم غیب نہیں تھا تو کیا تھا یہ تو غلامان غلام کا علم غیب ہے۔

فقیر کے بڑے بھائی صاحب سید نجابت علی شاہؒ کے پاس مولوی امام دین صاحب ایڈیٹر رسالہ انوار الصوفیہ کی بیوی آئیں۔ ایک عورت نے عرض کی حضرت مولوی کے گھر میں اولاد نہیں ہے ان کی بیوی حاضر ہوئی ہے ان کو حمل ہے دعا فرمایئے کہ لڑکا پیدا ہو۔ سب کے سامنے فرمایا کہ لڑکا تو نہیں لڑکی پیدا ہوگی۔ اس کے بعد کچھ نہیں ہوگا چنانچہ اس حمل میں لڑکی پیدا ہوئی اس کے بعد پچیس (۲۵) برس ہوئے مولوی صاحب کے گھر میں کچھ نہیں ہوا منکرین اب کیا کہیں گے۔

(۱۷) ایک دفعہ فقیر کے بھائی سفر مدینہ منورہ میں تھے۔ میرے بھائی صاحب جو قافلہ کے ہمراہ تھے شہر سے باہر نکل کر شب باش ہوئے اونٹوں کے قافلہ میں۔ انہوں نے پچھلی رات سحری کا وقت تھا ایک آدمی کو میرے بلانے کے لئے کہ میں حرم شریف نبویؐ میں اصحاب صفہ کے چبوترے پر حضرت آغا خلیل صاحب کے پاس تھا بھیج دیا کہ جلدی آؤ قافلہ کے اونٹ لدے جارہے ہیں میں نے حضرت آغا صاحب سے عرض کی کہ مجھ کو اجازت دیں میں جاتا ہوں آپ نے فرمایا کہ تم ٹھہرو امام شافعیؒ کی جماعت کے ساتھ صبح کی نماز پڑھ کر جانا (اس وقت ترکوں کا زمانہ تھا) تھوڑی دیر نہیں گزری تھی کہ بھائی صاحبؒ نے دوسرے آدمی کو بھیجا کہ جلدی آؤ قافلے کے اونٹ لدے جارہے ہیں میں نے حضرت آغا صاحب سے عرض کی حضرت اب تو دوسرا آدمی بھی آگیا قافلہ چلا گیا تو میں اکیلا کیسے جاؤں گا تو حضرت آغا صاحب نے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں تمہارا قافلہ ظہر کی نماز پڑھ کے جائے گا وہ جو دو آدمی بلانے کے واسطے آئے تھے وہ دونوں کھڑے تھے اور میں اور آغا صاحب بیٹھے [illegible] کہتے ہیں کہ اونٹ لدے جارہے ہیں آپ کہتے ہیں ظہر کی نماز پڑھ کے قافلہ جائے گا۔ حضرت آغا صاحب نے جواب دیا اگر

یہ بھوت [illegible] بھوت نہیں بولتا تمہارا قافلہ ظہر کی نماز پڑھ کے جائے گا ان کے فرمانے کی تعمیل کر کے امام شافعیؒ کی جماعت کے ساتھ نماز پڑھ کر قافلہ میں پہنچ گیا کئی ہزار اونٹ شامی ' رومی ' ترکی ' تاتاری چلے گئے ہمارے پنجابیوں کے پچاس اونٹ تھے وہ بیٹھے ہوئے تھے میں کبھی تو قافلہ سالار کے پیچھے کبھی مطوف کے پیچھے اور کبھی مزور کے پیچھے پھرتا تھا اور کہتا تھا کہ جلدی چلو جلدی چلو۔ اونٹ والے بدو کبھی گھاس خریدنے چلے جائیں کبھی دانہ خریدنے کو کبھی حاجیوں سے کرایہ کے پیسے وصول کر کے آپس میں تقسیم کرتے تھے اسی حالت میں ظہر کا وقت آگیا ظہر کی نماز پڑھی جب آخر کا سلام میرے منہ میں تھا تو بدوؤں نے کہا حی حی چلو چلو اس وقت مجھے یاد آگیا کہ آغا صاحب نے کہا تھا کہ تمہارا قافلہ ظہر کی نماز کے بعد جائے گا تو وہ سچا نکلا۔

(۱۸) اس کے دوسرے سال پھر مدینہ منورہ میں حاضر ہوا تھا۔ اس وقت ایک رات وہاں ٹھہرا کرتا تھا مگر اب دو راتیں ہو گئیں۔ میں نے پچھلی رات حضرت آغا صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ قافلہ پرسوں سے باہر نکل گیا وہ چلا جائے گا مجھے جانے دو ' فرمایا میں بات کہوں میں نے عرض کی فرمایئے فرمایا کہ آئندہ رات بھی تم ادھر ٹھہرو گے۔ اس پر میں نے کہا کہ پچھلے سال آپ نے جو فرمایا تھا کہ تمہارا قافلہ ظہر کی نماز پڑھ کر چلے گا میں نے اس پر یقین نہیں کیا تھا مگر جو لفظ آپ کی زبان سے نکلے تھے وہ حرف بحرف سچے نکلے۔ اس پر آغا صاحب بڑے ہنسے کہ میری بات پر یقین نہیں کیا تھا میں نے کہا اس وقت تو یقین نہیں کیا آج یقین کر لیتا ہوں۔ چنانچہ قافلہ رات وہاں ٹھہرا رہا اور میں حضرت آغا صاحب کی خدمت میں حاضر رہا۔ یہ علم غیب نہیں تھا تو کیا تھا۔ حضرت آغا صاحب اس وقت بقید حیات تھے اس کے بعد میں مدینہ منورہ میں ہر سال حاضر ہوتا رہا۔ مجھے چلنے کے وقت آغا صاحب فرماتے کہ تو آئندہ سال بھی آئے گا۔ میں نے کہا نہ تو میرے پاس جسمانی طاقت ہے نہ مالی طاقت ہے کیسے آسکوں گا فرمایا ضرور آئے گا ان کے فرمانے کے مطابق دوسرے سال رب مجھے لے جاتا رہا۔ وہاں حاضری کا شرف نصیب ہوتا رہا۔

(۱۹) حضرت مولوی احمد رضا خان صاحب کے دادا پیر صاحب مارہرہ شریف یو۔ پی میں تشریف فرما تھے۔ ایک شخص نے عرض کی کہ حضرت بارہ برس گزر گئے میری بیوی کو گم ہوئے اس کا کوئی پتہ نشان نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ درویشوں کے پاس جائے تو خالی ہاتھ نہ جانا چاہئے تو خالی ہاتھ کیوں آیا ہے۔ آپ نے اس کو اپنی چادر مبارک دی اور ایک آنہ کے پیسے دیئے۔ فرمایا جاؤ ایک آنہ کے پھول لے آؤ۔ وہ باغ سے پھول خرید کر واپس آرہا تھا۔ اس باغ کے اندر ایک حوض تھا۔ دیکھا تو اس حوض کے کنارے اس شخص کی عورت ننگی مادر زاد بیٹھی ہے۔ یہ وہی چادر جو حضرت

صاحب نے دی تھی اس کو اڑھا کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہاں آکر پوچھا کہ تو کہاں سے آئی اس نے کہا کہ میں بخارے شریف میں تھی آج ایک شخص کے ساتھ میرا نکاح کرنا چاہتے تھے مجھے غسل کے لئے بٹھایا ہوا تھا میں غسل کر رہی تھی۔ اتنے میں یہ بزرگ آگئے اور چادر اڑھا کر لائے یہ غلامان غلام کے علم غیب کا حال ہے حضورؐ کے علم غیب کا کیا حال ہوگا۔

ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

صحیح بخاری شریف میں وارد ہے کہ ہر قبر میں منکر نکیر سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے اور اس نبی کے بارے میں تو کیا کہتا ہے تیرا دین کیا ہے اس سے ثابت ہوا کہ ہر قبر میں رسول پاک تشریف لاتے ہیں۔ نیز حدیث شریف میں ہے کہ ہفتہ میں دو بار ہر امتی کا اعمال نامہ رسول پاک کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے معلوم ہوا کہ تمام دنیا میں نوے کروڑ مسلمان ہیں ایک ہی وقت میں نوے کروڑ اعمال ناموں کو دیکھ لینا آخر کیا بات ہے۔

(۲۱) حضرت شمسؒ تبریزؒ اپنے دیوان میں فرماتے ہیں۔

در شعاع آفتاب معرفت
ذرہ لاف عیب دانی میکند

آفتاب معرفت کی شعاع میں جب ذرہ لاف غیب دانی کرتا ہے تو حضورؐ کی ذات پاک کی (جس سے کائنات کا ظہور ہوا ہے) غیب دانی کس پائے کی ہوگی سمجھ لو۔

شفاعت

(۱) اس زمانے میں بعض لوگ جو دشمن رسولؐ ہیں ہر بات میں کوئی نہ کوئی نقص یا آپؐ کی کسر شان تراش کر لوگوں کے دلوں سے آپ کی محبت و عزت و قدر گھٹانے میں دن رات لگے رہتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ ورفعنا لک ذکرک (سورہ الم نشرح) آپ کے ذکر کو ہم نے بلند کیا۔ کسی بازار میں چلے جاؤ جس طرف سے فونوگراف کی آواز آئے گی وہ نعت رسول اللہ ہی ہوگی۔ "ورفعنا لک ذکرک" کی تفسیر ہو رہی ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ کوئی گھر یا کوئی چھپر دنیا میں ایسا نہیں رہے گا جس میں ایک مرتبہ نہ پکارا جائے گا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اگر میرے اس کلام میں شک ہو [illegible] آنکھوں سے دیکھ کر اس کی تصدیق کر لو۔ مگر جو دشمن رسولؐ ہیں جن کو نعت شریف سننے سے انکار ہے وہ آپ کی نعت شریف کیوں سنیں کے [illegible]

[illegible] جا ٹھہرے"۔ دشمنان رسول یہ شعر بھی یاد کرلیں۔

سکہ نام محمد نہ مٹا پر نہ مٹا
مٹ گئے آپ ہی جتنے تھے مٹانے والے

شفاعت کے مسئلے کا اس زمانے میں انکار کیا جاتا ہے دیکھو قرآن شریف پ ۱۵ میں نبی اسرائیل رکوع۔

ومن اللیل فتھجد بہ نافلۃ لک عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا۔ خدائے تعالے فرماتا ہے کہ رات کو اٹھکر یا رسول اللہ آپ تہجد کی نماز پڑھا کریں جو آپ پر فرض کی گئی ہے خدائے تعالیٰ آپ کو مقام محمود نصیب فرمادیں"۔ یہ دشمنان رسول انکار کریں اور یہ کہیں کہ وہ شفاعت نہیں کریں گے۔

تیرے مقام کا تو خدا ہی کو علم ہے
جنت تو ہے جگہ ترے ادنیٰ غلام کی

آپ کا مقام محمود وہی مقام ہے جس پر آپ تشریف فرما ہو کر شفاعت کریں گے خدائے تعالیٰ دسویں پارہ کے آخر میں فرماتے ہیں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم فامطر علینا حجارۃ من السماء اوئتنا بعذاب الیم۔ خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں یاد کرو یا رسول جب کافروں نے یہ دعا مانگی تھی کہ یا اللہ پاک ہم پر پتھر برسا یا کوئی سخت عذاب بھیج دے۔ پندرہ دن گزر گئے کوئی عذاب نازل نہیں ہوا کافرہنسے مسخریاں کرتے کہ آپ سچے ہوتے تو ہم پر پتھر کیوں نہ برسائے جاتے۔ آپ نے سنا تو ہماری بارگاہ میں دعا کی کہ یا اللہ کیا میں ترا محبوب نہیں پھر کیا وجہ کہ کافروں نے اپنے منہ سے مراد مانگی میں نے تو بددعا نہیں کی تھی۔ پندرہ دن گزر گئے ان پر پتھر نہیں برسائے گئے اب وہ ٹھٹھے مسخریاں کرتے ہیں اسی وقت جبرائیل آئے اور ہمارا یہ ارشاد آپ کو پہنچایا وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم ہم ہرگز ان کو عذاب نہیں کریں گے کیونکہ آپ ان میں تشریف فرما ہیں آپ کو ہم نے فرمایا وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین رحمۃ للعالمین کے ہوتے ہوئے کیسے عذاب کریں گے خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں کافر بھی اگر عذاب سے بچے ہوئے ہیں تو یا رسول اللہ آپ کے طفیل سے۔ ورنہ ان کو پتھر برسا کر برباد کردیتے۔ دنیا سے ان کا نام مٹادیتے۔ آپ کی موجودگی میں کافروں پر عذاب نہیں [illegible]

اگر در خانہ کس است یک حرف بس است

(۳) پارہ ۳ ربع ۴ رکوع ۳ پہلی آیت شریف قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی۔ خدائے تعالیٰ جل شانہ کے ساتھ محبت ہے تو کیا کرو میرا اتباع کرو میرے پیچھے پیچھے چلو ہر بات میں میری نقل کرو میری تابع داری کروگے تو نتیجہ کیا ہوگا خدائے تعالیٰ تم کو اپنا محبوب بنالیں گے اور پچھلے سارے گناہ بخش دیں گے رب کی ذات غفور رحیم ہے۔

جب صرف آپ کی تابع داری کرنے سے خدائے تعالیٰ اپنا محبوب بنالیتا ہے تو حدیث شریف میں آیا ہے کہ خدائے تعالیٰ فرمائیں گے اشفع یعنی شفاعت کرو تشفع یعنی شفاعت قبول کی جائے گی۔

میرے گاؤں کے پاس ایک دشمن رسول آیا۔ نماز جمعہ پڑھانے کے بعد منبر پر چڑھ گیا اور یہ لفظ کہے کہ لوگ کہتے ہیں قیامت کے دن حضرت اپنے غلاموں کی شفاعت کریں گے۔ جب وہ اپنے ماں باپ کی شفاعت نہیں کرسکتے تو دوسروں کی کیسے کرسکتے ہیں۔ اس کے بعد کچھ اور بکتا رہا۔ جونہی وہ اپنی بکواس ختم کرچکا تو اس جگہ چودھری فقیر محمد صاحب (خدائے تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جنت نصیب کرے) بیٹھے ہوئے تھے۔ عالم تو نہ تھے مگر درویشوں کے صحبت یافتہ تھے۔ نماز کے بعد چودھری صاحب نے لوگوں کو کہا کہ بیٹھے رہو اس مولوی سے پوچھا کہ یہ حافظ قرآن جو ہیں ان کا کچھ درجہ ہے یا مرتبہ یا ان کو کوئی ثواب ہے یا نہیں؟ تو وہ مولوی کہنے لگا کہ حافظوں کا بڑا درجہ ہے حافظ وہ ہوگا جس کے سینہ میں کلام پاک ہوگا اس کو دوزخ کی آگ نہیں جلائے گی۔ قرآن شریف حفظ نہیں ہوسکتا جب تک کہ حضرت کا دست مبارک اس کے سینہ پر نہ پھرے۔ پھر کہا کہ قیامت کے دن بعض لوگ ایسے ہوں گے کہ تختوں پر بیٹھے ہوں گے زمین پر نہیں بلکہ ہوا پر ان کے تخت اڑتے ہوں گے ان تختوں پر جو بیٹھے ہوں گے ان کے سروں پر تاج ہوں گے ان کی روشنی سورج سے بھی زیادہ ہوگی۔ لوگ فرشتوں سے پوچھیں گے کہ یہ کون لوگ ہیں فرشتے جواب دیں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے بیٹوں نے دنیا میں قرآن شریف حفظ کیا تھا۔ تب چودھری صاحب نے کہا کہ ان کے ماں باپ کو یہ درجہ ان کے اپنے عملوں کے طفیل ملے گا یا بیٹوں کے طفیل۔ تو مولوی کی زبان سے نکل گیا بیٹوں کے طفیل۔ اتنا سن کر چودھری صاحب نے کہا کہ مولوی صاحب ایک حافظ قرآن کے طفیل تو ان کے والدین کو یہ درجے ملیں گے جو آپ نے بیان کئے جو لولاک کے مالک ہیں ان کو کتنے درجے ملیں گے ان کی کیا شان ہوگی۔ مولوی کا تو منہ کالا ہوگیا۔ مولوی نے سر نیچے ڈال لیا۔ [illegible] ہے۔ اسی وقت نکل جا۔ وہ (۲۰) من چاول باسمتی کے جو ہر سال مولوی کو دیا کرتا تھا وہ بھی بند کردیا

۔ یہ درجے اور مرتبے تو بغیر شفاعت کے ہیں۔ جب آپ شفاعت کریں گے تو کیا ہوگا دیکھو قرآن شریف سورہ النساء پارہ ۵ رکوع ۸۹ وما ارسلنک من رسول الا لیطاع باذن باللہ ولوانہم اذظلموآ انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفرلہم الرسول لوجد واللہ توابا رحیما۔ شفاعت کا ثبوت جتنا اس آیت شریف سے ثابت ہے اتنا کسی سے بھی نہیں۔ خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں کسی رسول کو ہم نے نہیں بھیجا مگر اس واسطے کہ اس رسول کی فرماں برداری کرائی جائے اور اگر انہوں نے گناہ کیے ہیں تو وہ آپ کے پاس آجائیں (مدینہ منورہ میں) اور ہماری بارگاہ میں اپنے گناہوں کی معافی طلب کریں اور حضرت بھی ان کی سفارش کریں کہ یا اللہ پاک یہ میرا غلام ہے انہوں نے رب کی ذات کو پالیا۔

سب کچھ ملا جو مل گئی اس در کی حاضری
گو ملک و مال و خویش و وطن سے جدا ہوا
قابل تھا نار کے مجھے جنت ہوئی نصیب
اس در کی حاضری سے تو قسمت بدل گئی

اس دربار کی حاضری سے جہنمی جنتی بن جاتے ہیں رب کی ذات کو پالیتے ہیں سارا قرآن شریف پڑھو کسی جگہ خدائے تعالیٰ نے نہیں فرمایا یہ کام کریں تو رب کی ذات کو پالیں گے مگر اس آیت شریف میں فرمایا کہ جو آپ کے پاس مدینہ شریف میں جا کر حاضر ہو گیا اور بخشش مانگی اور آپ نے اس کی سفارش کی تو اس نے رب کی ذات کو پالیا باقی رہے توابا رحیما۔ یہ وصف ہے رب کی ذات کو پالیا تو کس حالت میں۔ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا۔ اور جس نے رب کی ذات کو پالیا اس کے لئے باقی ہی کیا رہا۔

(۵) ولا ینفع شفاعت الشافعین (سورہ مدثر) شفاعت کرنے والوں کی شفاعت ان کو کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ لوگ شفاعت رسول کریم کے منکر ہیں۔ جب کہ اس آیت شریف سے نہ صرف حضرت کا شفاعت کرنا ثابت ہے بلکہ شافعین جمع کا صیغہ ہے۔ اس میں دوسرے شفاعت کرنے والے بھی ثابت ہوتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے سوائے اور بہت سارے شفاعت کریں گے۔ دیکھو حدیث شریف۔ تمام مومن اپنے متعلقین اپنے دوستوں کی شفاعت کریں گے۔

(۶) الذین یحملون العرش ومن حولہ یسبحون بحمد ربہم ویستغفرون الذین آمنوا۔ خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں۔ فرشتے جنھوں نے عرش معلیٰ کو اٹھایا ہوا ہے اور جو اس کے گرد اگرد ہیں وہ کیا کرتے ہیں؟ ایک تو رب کی حمد تسبیح پڑھتے ہیں۔ دوسرے جو ایماندار ہیں جو پڑھتے ہیں لا آلہ الا اللہ محمد

رسول اللہ ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں کہ۔ یا اللہ تعالیٰ ان کے گناہ بخش دے گناہ ہم کریں اور دعائے مغفرت ہمارے لئے فرشتے مانگیں۔ یہاں سمجھنے کی بات ہے کہ فرشتے کن کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں مومنوں کے لئے نہ کہ موحدوں کے لئے ان کے لئے دعائے مغفرت کریں گے جو پڑھیں گے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صرف لا الہ الا اللہ پڑھنے والوں کے لئے فرشتے دعائے مغفرت نہیں کرتے۔ آپ کے نام کا کلمہ شریف پڑھنے والوں کے لئے خود بخود فرشتے دعائے مغفرت کر رہے ہیں اور فرشتوں کی دعا رد نہیں جاتی وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ جب فرشتے خدائے تعالیٰ کے فرمان کے مطابق مومنوں کے لئے دعا کر رہے ہیں تو آپ کے شفاعت کرنے پر ان کے غلاموں کی مغفرت خدائے تعالیٰ کیا نہ فرمائیں گے۔ اگر در خانہ کس است یک حرف بس است

(۷) ساری دنیا میں یہ قاعدہ ہے کہ کسی مجرم کی سفارش کسی حاکم کے پاس وہی شخص کر سکتا ہے جس کا اس حاکم کے ساتھ کوئی تعلق ہو۔ دوسرے اس حاکم کے دل میں سفارش کرنے والے کی کوئی وقعت و عزت ہو تو وہ اس کی بات پر عمل کر کے سفارش قبول کرے گا۔ اگر کوئی غیر یا نا آشنا کسی مجرم کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کرنا تو ایک طرف رہا۔ حاکم اس کی بات کو سننا تک بھی نہیں۔ سفارش کرنے والا بھی اسی وقت سفارش کرتا ہے جب اس کو یقین ہو جائے کہ میری سفارش منظور ہو گی۔ اگر سفارش کرنے والے کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ حاکم میری بات سنے گا بھی نہیں تو وہ سفارش کیوں کرے گا یہی معنی ہیں۔

من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ ۔ کے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تک ہماری اجازت نہ ہو گی کوئی شخص ہمارے پاس کسی کی سفارش یا شفاعت کر نہیں سکتا۔ خدائے تعالیٰ کی جناب میں اس کی اذن کے بغیر کوئی کسی شخص کی سفارش یا شفاعت نہیں کر سکتا خدائے تعالیٰ شفاعت کرنے کی اس کو اجازت دیں گے جس کی سفارش یا شفاعت آپ کو منظور ہو۔ اگر منظور نہ کرنی ہو تو اجازت ہی کیوں دیں گے۔ ایک حدیث شریف بھی مجھے یاد آگئی۔ قیامت کے دن ساری مخلوق اکٹھی ہو کر حضرت آدمؑ کی خدمت میں جائے گی کہ آپ ہمارے باپ ہیں بارگاہ الٰہی میں ہماری سفارش کرو۔ حضرت آدمؑ فرمائیں گے کہ مجھے حکم ہوا تھا کہ اس درخت کا دانہ نہ کھانا میں نے غلطی سے کھالیا تھا اس لئے میں معذور ہوں تمہاری سفارش نہیں کر سکتا۔ مخلوق پھر حضرت نوحؑ کی خدمت میں جائے گی پھر حضرت ابراہیمؑ پھر حضرت موسیٰؑ پھر حضرت عیسیٰ کے پاس جائے گی تو سارے پیغمبر صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کہیں گے کہ تم اگر اپنی سفارش چاہتے ہو تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو شفیع عاصیاں ہیں ان کے پاس جا کر عرض کرو ان سب کی

ہیں۔ جب ساری مخلوق حضرت کی جناب میں حاضر ہوگی آپ ان سب کی سفارش فرمادیں گے۔

(۸) ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ۔ خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں سورہ والضحیٰ میں کہ یا رسول اللہ ہم آپ کو عنقریب اتنا عطا فرمائیں گے کہ آپ راضی ہوجائیں۔ خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں اتنی رحمت اتنا فضل کریں گے کہ آپ راضی ہوجاہیں گے آپ کی رضا ہم کو منظور ہے جب یہ آیت شریف نازل ہوئی تو صحیح بخاری شریف کی حدیث شریف ہے کہ آپ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے تو فرمادیا کہ مجھے راضی کرلیں گے فرمایا واللہ لا ارضیٰ ولوکان واحد من امتی فی النار قسم کھا کر فرمایا قسم ہے اللہ کی میں کبھی راضی ہونے کا نہیں اگر میرا غلام ایک بھی دوزخ میں رہ جائے۔ میرا نام لیوا اور پھر دوزخ میں جائے جب خدائے تعالیٰ نے بغیر آپ کی شفاعت سفارش کے یہ فرمایا ہے کہ یا رسول اللہ ہم آپ کو راضی کرلیں گے اور آپ قسم کھا کر فرمارہے ہیں کہ آپ کو راضی کرنا ہمارا کام ہے تو شفاعت اب کہ ہر رضا مقدم رکھی گئی ہے تو اس کے سامنے شفاعت کوئی چیز نہیں۔

اچھے ان کے ہیں تو اے کیف برے کس کے ہیں
اپنی امت ہے محمد کو پیاری ساری

(۹) عزیزم شیخ غلام علی نقشبندی گورداسپوری کا شعر ہے کہ

بھلے برے سبھی جاتے ہیں رحم تو دیکھو
نکالتے نہیں بدکو بھی وہ مدینہ سے

(۱۰) صحیح بخاری کی حدیث شریف ہے ھم ترزقون و ھم تمطرون۔ آپ فرماتے ہیں کہ تمہارے اندر وہ اللہ کے مقبول و برگزیدہ نیک بندے ہیں جن کے طفیل سے تم کو رزق دیا جاتا ہے۔ جن کے طفیل تم زندگی بسر کررہے ہو۔ جن کی برکت سے تمہارے لئے بارش ہوتی ہے۔ اس حدیث شریف کے کیا معنی۔ آپ فرماتے ہیں اگر وہ نیک بندے نہ ہوں تو نہ تم زندہ رہ سکو۔ نہ تم کو رزق مل سکے۔ نہ تم بود و باش کر سکو۔ اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی حل ہوگیا کہ جو لوگ بندگان خدا پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ لوگ طفیلی ہیں۔ محنت مزدوری کمائی دوسرے لوگ کریں اور پیران بیٹھے بٹھائے کھالیتے ہیں معترضین کا اعتراض بالکل غلط ہے اور لچر ہے۔ پیران عظام لوگوں کے طفیلی نہیں۔ بلکہ باقی ساری مخلوق پیران عظام کے طفیل کھا رہی ہیں۔ ان ہی کے طفیل سے بارشیں ہوتی ہیں۔ ان ہی کے طفیل سے رزق دیا جارہا ہے۔ ان ہی کے طفیل سے رزق دیا جارہا ہے۔ ان ہی کے طفیل سے یہ زندہ رہتے ہیں۔ دیکھو قرآن شریف وما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم خدائے تعالیٰ

فرماتے ہیں [illegible] کافر بچے ہوئے ہیں تو آپؐ کے طفیل [illegible]

(۱) حضرت صلے اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے۔ کن کی؟ اپنے غلاموں کی جو منکر شفاعت یا حضورؐ کی اہانت کرنے والے یا کسر شان کرنے والے ہوں۔ ان کی شفاعت نہ فرمائیں گے۔

اند کے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیا راست

فی الواقع حضرت اپنے غلاموں کی شفاعت فرمائیں گے۔ نہ کہ دشمنوں کی۔

تعظیم اہل بیت

(۱) والذین امنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم وما التنھم من عملھم من شیء ط۔
پ ۲۷ س طور
رکوع ۱۔ جو لوگ ایمان لے آئے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی تابع داری کی۔ ان کے باپ دادا کے قدم بہ قدم چلتے رہے۔ اپنے آباؤ اجداد کا اتباع کرتے رہے۔ یعنی باپ دادا اگر اولڈ فیشن تھے تو یہ بھی اولڈ فیشن رہے۔ اپنے باپ دادا کے پرانے رسم و رواج کو نہیں چھوڑا بلکہ اپنا جدی ورثہ جو اسلام ہے اس کو نہیں چھوڑا تو قیامت کے دن ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیں گے یعنی جس درجہ میں ان کے آباؤ اجداد ہوں گے اس درجہ میں ان کی اولاد بھی ہوگی۔ وما علینا الا البلاغ اس آیت شریف سے ثابت ہوا کہ جس درجہ میں قیامت کے دن حضرت تشریف فرما ہوں گے اسی درجہ میں آپ کی اولاد بھی ہوگی۔

تیرے مقام کا تو خدا ہی کو علم ہے
جنت تو ہے جگہ ترے ادنیٰ غلام کی

(۲) النبی اولی بالمومنین من انفسھم۔ قرآن شریف پ ۲۱ سورہ احزاب کا پہلا رکوع۔ جو مومن ہیں وہ اپنی جانوں سے بھی اولیٰ حضرت کی ذات پاک کو سمجھتے ہیں۔ اس آیت شریف کے فرمان کے مطابق جب تک مومن حضرت کی ذات پاک کو اپنی جان سے عزیز نہ سمجھے گا وہ مومن کہلانے کا مستحق نہیں۔

بجز حب محمد کامل ایمان ہو نہیں سکتا
[illegible] نہیں سکتا

(۳) قرآن شریف فلا انصاب بینہم یوم القیمۃ سورہ مومنون کا آخری رکوع۔ خدائے تعالیٰ فرمائے ہیں قیامت کے دن تمہارے نسب کا لحاظ نہیں کیا جائے گا یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ کس کا بیٹا ہے۔ کس نسل سے ہے۔ اس کی تفسیر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل سبب ونسب ینقطع الا سببی ونسبی قیامت کے دن ہر رشتہ ناتہ نسب قطع ہو جائیں گے۔ فرمایا مگر میرے رشتہ ناتہ اور میرے نسب کا لحاظ خدائے تعالیٰ قیامت کے دن بھی کرے گا۔ اس حدیث شریف سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب اور آپ کے رشتہ ناتہ والوں کی قدر و منزلت ثابت ہو گئی۔ جس جس شخص پر آپ کا نام پاک آجائے گا اس نام کے طفیل یا برکت سے اس کو خدائے تعالیٰ بخش دیں گے اور جس نام میں آپ کا نام پاک آجائے گا اس کو خدائے تعالیٰ بخش دیں گے تو کیا آپکے نسب یا رشتہ ناتے والے کو نہ بخشیں گے؟ اگر در خانہ کس است یک حرف بس است اس حدیث شریف سے ثابت ہو گیا کہ سید آل رسول کو اگرچہ وہ گناہ گار بھی ہو اور اس کے عمل قابل بخشش نہ ہوں تو اس سید آل رسول کی پھر بھی بخشش ہو جائے گی آپ کی ذات پاک کے نسب کے طفیل سے۔

۴) پ ۳۰ سورہ والشمس و ضحٰھا میں خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں حضرت صالح کی اونٹنی کو ان کی قوم نے مار ڈالا۔ ان کے مارنے پر خدائے تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل فرمایا۔ دیکھو آیت شریف فدمدم علیہم ربہم بذنبہم فسوٰھا ولا یخاف عقبٰھا صرف اونٹنی کے قتل کرنے پر اس قوم کو نیست و نابود کر دیا۔ اس کا نام و نشان نہیں چھوڑا جو سید الانبیاء سید الرسل کی اولاد کو قتل کرے گا یا ان سے بے ادبی یا گستاخی کرے گا تو سمجھ رکھیں ان کا کیا حشر ہو گا بلکہ مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ ظالم اگر اونٹنی کے بچے کو رہنے دیتے تو پھر بھی عذاب سے محفوظ رہتے جو قاتلان حضرت حسینؑ کو مسلمان سمجھتے ہیں وہ اس آیت شریف کو بھی پڑھیں۔

۵) سلام علیٰ الیاسین قرآن شریف پ ۲۳ سورہ (صفت) رکوع۔ (۴) بعضے مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ ال آل کا مخفف ہے الیاسین کا مطلب آل یاسین ہے۔ مطلب یہ کہ خدائے تعالیٰ آپ کی آل پر سلام بھیجتا ہے یاسین حضرت کا خطاب ہے جس کو خدائے تعالیٰ فرمادیں اس کے درجہ یا مرتبہ کو کون پہنچ سکتا ہے اس سے بڑھ کر سیدوں کا درجہ کیا ہو گا کہ خدائے تعالیٰ ان کو سلام بھیجتا ہے۔

(۶) قل ما اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ پ ۲۵ سورہ شوریٰ رکوع ۳۔ یا رسول اللہ کہدو میں تم سے اجرت نہیں مانگتا ہاں ایک اجرت مانگتا ہوں کہ میرے اہل بیت کے ساتھ محبت رکھو

(۷) ... الذین آمنوا

پ ۲۴ سورہ مومن رکوع (۱) خدائے تعالیٰ فرما... عرش معلیٰ کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے گرداگرد ہیں وہ کیا کرتے ہیں ایک تو رب کی تسبیح پڑھتے ہیں دوسرے مومنوں کے واسطے دعا مانگتے ہیں کہ اللہ پاک ان کے گناہ معاف کر دے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے طفیل عرش معلے کے فرشتے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے واسطے دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ ان کے غلاموں کو معاف کر دے بخش دے۔ ان کی خطا معاف کر دے۔ چنانچہ اسی آیت شریف کے ترجمہ میں مولوی محمد قاسم صاحب "نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے اپنے ایک قصیدہ میں ایک شعر لکھا ہے۔

تیرے طفیل سے اتنی تو ہو گئی تخفیف
بشر گناہ کرے اور ملائک استغفار

دوسرا شعر

کرم کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

اب اس دوسرے شعر کے مولوی محمد قاسم کے لکھنے پر غیر اللہ سے مدد مانگنے پر جو چاہو فتویٰ لگالو یہ تمہارا کام ہے شعر دکھانا میرا کام۔

(۸) حضرت کی ذات پاک کے طفیل سے کافروں کو نجات مل رہی ہے تو کیا ان کی اولاد کی بخشش نہ ہو گی۔

آج کل غلط العام مشہور ہے کہ قیامت کے دن ہماری نجات عملوں پر ہو گی کسی وسیلہ یا ذریعہ یا کسی کے طفیل سے نہیں ہو گی۔ یہ بالکل غلط ہے اور یار لوگوں کی اڑائی ہوئی بات ہے دیکھو قرآن شریف خدائے تعالیٰ کیا فرماتے ہیں۔

واذ قالوا اللہم ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم پ ۹ سورہ انفعال خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یاد کرو یا رسول اللہ جب کافروں نے ہم سے سوال کیا تھا اور یہ بات کہی تھی کہ یا اللہ پاک کہ اگر تیرا کلام پاک یا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سچ تیری طرف سے ہیں تو ہم مان لیں گے بشرطیکہ ہم پر پتھروں کا مینہ برسا یعنی بجائے پانی کے قطروں کے ہمارے اوپر ... مان لیں گے اس کے بغیر ہم نہیں مانتے۔

اس آیت شریف کی تفسیر میں مفسرین لکھتے ہیں کہ کافروں کو یہ بد دعا مانگتے ہوئے پندرہ دن گزر گئے کوئی عذاب نہ آیا۔ کافر بڑے خوش ہوئے ٹھٹھے مسخریاں کرتے اور یہ کہتے تھے کہ اگر آپ صلے اللہ علیہ وسلم سچے پیغمبر ہوتے تو ہمارے اوپر پتھر نہ برستے۔ جب آپ کو ان کا ٹھٹھا کرنا مسخری کرنا اور خوشیاں کرنے کا حال معلوم ہوا تو آپ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ اے مولے کیا میں محبوب نہیں ہوں۔ تیرا رسول نہیں ہوں۔ کافروں نے اپنے منہ سے مراد مانگی تھی میں نے تو ان کے حق میں بد دعا نہیں کی تھی پندرہ دن گزر گئے ان کے حق میں کوئی عذاب نہیں نازل ہوا۔ نہ ان کے اوپر پتھر برسے اب وہ مسخریاں کرتے اور ٹھٹھے کرتے ہیں۔ تو اسی وقت جبرئیل تشریف لائے اور یہ آیت شریف نازل ہوئی وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم پ ۹ سورہ انفعال رکوع (۴) خدائے تعالیٰ کبھی عذاب نہیں کریں گے ان کو حالانکہ آپ ان میں تشریف فرما ہیں۔ آپ کی موجودگی میں عذاب وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین پ ۱۷ سورہ انبیا آخری رکوع رحمۃ اللعالمین کے ہوتے ہوئے عذاب کیسے بھیج دیں گے اجتماع ضدین تو محال ہے۔ عذاب تو اس جگہ پر ہوگا جس جگہ رحمت نہ ہوگی اور جس جگہ رحمت ہوگی وہاں عذاب نہ ہوگا اس آیت شریف سے کیا ثابت ہوا کافر بھی بچے ہوئے ہیں تو رحمۃ للعالمین کے طفیل یا برکت سے بچے ہوئے ہیں جب ان کی برکت سے خدائے تعالیٰ کافروں کو عذاب نہیں کرتا ہے تو ان کی اولاد پر کیسے عذاب کرے گا۔

(۹) انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ پ س۔ رکوع

اہل بیت کے گناہ فرشتے لکھتے ہی نہیں۔ حضرت محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ ان کا فعل گناہ کی شکل میں ہوتا ہے۔ مگر فرشتے لکھتے نہیں۔

(۱۰) انی تارک فیکم الثقلین (حدیث)

میں تمہارے اندر دو چیزیں بہت بھاری قیمتی اور بے مثل چھوڑ چلا ہوں (۱) کلام اللہ (۲) اپنے اہل بیت۔ اگر تم ان دونوں کو مضبوط کرکے پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ لن تضلو ابدی۔ ہرگز میرے پیچھے گمراہ نہ ہوگے۔

(۱۱) دیکھو صحیح بخاری کی حدیث لایومن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ وولدہ ونفسہ والناس اجمعین کوئی شخص تم میں سے ایمان دار ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ جب تک میری ذات کے ساتھ اتنی محبت نہ کرے کہ مجھ کو پیارا سمجھے۔ اپنے اپنے باپ سے اپنے بیٹے سے اپنی جان سے ساری دنیا کی مخلوقات سے اگر کوئی شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے اپنے کسی محبوب یا کسی معشوق [illegible] محبت کرتا ہے تو ہم اس کو مومن کامل نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ

اپنے محبوب کی محبت حضرت ؐ کی ذات پاک کی محبت سے زیادہ رکھتا ہے حالانکہ آپ نے فرمایا ہے کہ والناس اجمعین جتنی مخلوقات دنیا میں ہیں ان سب سے بڑھ کر میری ذات کے ساتھ محبت رہے تو وہ مومن کامل کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔

(۱۲) حدیث صحیح بخاری مثل اھل بیتی کسفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا غرق اوھلک

میری اہل بیت کا حال ایسا ہے جیسا حضرت نوحؑ کی کشتی جو اس میں سوار ہو گیا وہ بچ رہا جو پیچھے رہ گیا وہ غرق ہو گیا یا ہلاک ہو گیا۔

(۱۳) الحسن والحسین سید اشباب اھل الجنۃ۔ حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ قیامت کے دن جنتی لوگوں کے سردار ہوں گے جب وہ سارے جنتی لوگوں کے سردار ہوں گے تو کیا ان کی اولاد سردار نہ ہوگی۔ حر یعنی شریف کا بیٹا حر یعنی شریف ہوتا ہے۔ خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں جس درجہ میں حضرت قیامت کے دن تشریف فرما ہوں گے اسی درجہ میں آپ کی اولاد یعنی سیدوں کو بھی رکھا جائے گا۔ یعنی جس اعلیٰ مقام جنت میں آپ ہوں گے آپ کی اولاد بھی اسی درجہ میں ہوگی۔

(۱۴) جو لوگ غیر قوم ہو کر سید زادی کے ساتھ نکاح کر لیتے ہیں وہ اپنے آپ کو کس طرح مسلمان کہہ سکتے ہیں اور ہر نماز میں اللھم صل علے محمد وعلے آل محمد پڑھتے ہیں اگر یہ نہ پڑھیں تو نماز ہی نہیں ہوتی اور رات کو سید زادیوں پر سواری کرتے ہیں۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور اہانت بے ادبی گستاخی اہل بیت کی ہو سکتی ہے حالانکہ ساری فقہ کی کتابوں میں کھلم کھلا سید زادی کا نکاح غیر سید سے بالکل ناجائز ہے۔ اہل فتویٰ کے نزدیک بھی یہ نکاح ناجائز ہے العرب بعضھم کفو بعض۔ عرب ہی عربوں کے کفو ہو سکتے ہیں عجمی عرب کا کفو نہیں ہو سکتا۔ فتوے کے اعتبار سے ثابت ہوا کہ سید زادی کا نکاح کسی دوسری قوم کے ساتھ جائز نہیں ہو سکتا۔

(۱۵) حضرت امام شافعیؒ پڑھا رہے تھے۔ سامنے ایک کوٹھے کے اوپر بچے کھیل رہے تھے۔ آپ کبھی بیٹھتے تھے کبھی اٹھتے تھے۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا ایک صاحب زادے سیدان میں کھیل رہے ہیں جب وہ میرے سامنے آجاتے ہیں تو میں تعظیم لئے کھڑا ہو جاتا ہوں۔

(۱۶) امام شافعی فرماتے ہیں۔

لوکان رفض حب ال محمد

فلیشھد الثقلان انی رافضی

اگر اہل بیت کی محبت رفض ہے تو جن اور انس سارے گواہ رہیں کہ میں پکا رافضی ہوں۔ جو

لوگ ہر باب میں امام شافعی کے مقلد بنتے ہیں وہ ان کے اس شعر کو بھی پڑھ کر ان کے مقلد بننے کے مدعی بنیں۔ اپنی آنکھیں کھولیں اور اہل بیت کی عداوت چھوڑ کر ان کی محبت اختیار کریں۔

(۱۷) سید عملوں سے سید نہیں بن جاتا بلکہ وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہی سید ہوتا ہے قطب اور غوث پر اس کی تعظیم فرض ہے۔ جو اس کی تعظیم نہ کرے وہ قطب اور غوث نہیں رہ سکتا۔

(۱۸) سید فی الحقیقت سید ہوں یا نہ ہوں ان کی تعظیم فرض ہے۔ نام آتے ہی تعظیم فرض ہو گئی۔ سید کی نسبت تحقیق کی ضرورت نہیں تحقیق کرنا اچھا کام نہیں بلکہ بے ایمانی ہے۔ تحقیق کرنے والے سے پوچھا جائے کہ اپنے باپ کا نطفہ ہونے کا اس کے پاس کیا ثبوت ہے۔ کسی کے متعلق ہرگز بدگمانی نہ کرنی چاہیے۔

(۱۹) تعظیم کے مسئلے کی نسبت جب یہ ثابت ہوا کہ جس طرح مسلمانوں پر حضرتؐ کی تعظیم و ادب فرض ہے۔ ویسے ہی آپ کے اہل بیت کی تعظیم واجب و فرض ہے اگر کوئی آپ کے اہل بیت کی تعظیم و ادب نہیں کرتا وہ مومن نہیں رہ سکتا اگرچہ وہ نمازیں پڑھے۔ روزے رکھے مگر شرع میں وہ مومن نہیں کہلا سکتا۔

(۲۰) غوث قطب وغیرہ سب حضرت کی آل پر درود بھیجتے ہیں۔ یہ درجہ سوائے آل محمدؐ کے اور کسی کو نصیب نہیں۔ اس لئے وہ واجب التعظیم ہیں۔

(۲۱) ایک مرتبہ ایک اخبار والے نے لکھا تھا کہ ساری دنیا میں (۹۰) کروڑ مسلمان ہیں۔ وہ نوے کروڑ پانچوں وقت نماز میں کیا پڑھتے ہیں اللّٰھم صلی علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد۔ ایک سید زادے حیدر آباد میں سوئے ہوئے ہیں۔ نوے کروڑ مسلمان (ساری دنیا کے مسلمان) پانچوں وقت ان کے لئے دعا مانگتے ہیں کہ یا اللہ پاک آپ کی ذات پاک پر بھی رحمت کر۔ آپ کی آل پر بھی رحمت کر۔ کیا یہ درجہ اور مرتبہ سوائے آل رسول کے کسی دوسرے شخص کو نصیب ہو سکتا ہے اگر وہ ساری دنیا کی دولت بھی خرچ کرے۔ یہ درجہ اس کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ مثلیت کا دعویٰ کرنے والے بھی ذرا اس مضمون کو غور سے پڑھیں اور مثلیت اور بشر مثلکم کے عقیدے سے توبہ کر کے حلقہ اسلام میں داخل ہوں۔

(۲۲) حضرت کی تعظیم جس طرح اہل اسلام پر فرض ہے جو آپ کی آل کی تعظیم نہیں کرتا۔ وہ حضرت کی تعظیم کر ہی نہیں سکتا۔ جو لوگ حضرت کے ہم مثل ہونے کے مدعی ہیں۔ وہ ان کی آل کی تعظیم [illegible] آپ کی

ذات پاک کی محبت نہیں یا وہ ان کی تعظیم نہیں [illegible] کی آل اطہر کی تعظیم وہ شخص کرے گا جس میں ادب و محبت ہو۔ اس ادب و محبت کا نام ایمان ہے۔ دیکھو قرآن شریف النبی اولی بالمومنین من انفسھم

(۲۳) کوئٹہ میں شیر علی نامی قالین فروش تھا۔ اس کی دوکان پر ایک انگریز پولٹیکل ایجنٹ آیا اور ایک قالین خرید لیا۔ خریدنے کے بعد شیر علی نے اس انگریز سے کہا کہ یہ قالین امیر دوست محمد خان والئی کابل جو عبدالرحمان خان کا دادا تھا اس کے نیچے بچھانے کا ہے۔ ان دنوں فرانس میں ایک نمائش تھی۔ اس انگریز نے قالین فرانس کو بھیجا اور اس کے ساتھ ایک چٹھی بھی لکھی۔ جس میں لکھا تھا کہ یہ قالین امیر دوست محمد خان والئی کابل کے نیچے بچھایا جاتا تھا۔ فرانس والوں نے اس انگریز کو لکھا کہ آپ نے امیر دوست محمد خان کا قالین ہماری نمائش میں بھیج کر نمائش کی اور ہماری عزت بڑھائی۔ یہ قالین شکریہ کے ساتھ قبول کیا جاتا ہے اور پانچ سو روپیہ بطور انعام کے بھیجے جاتے ہیں۔ امریکہ سے کوئی سوداگر نمائش دیکھنے آیا تھا۔ اس نے پچیس ہزار کا خرید لیا۔ امریکہ میں اس سوداگر سے عجائب گھر میں رکھنے کے لئے پچاس ہزار روپیہ میں وہ قالین خرید لیا گیا۔ وہ قالین دس روپے کا بھی نہیں تھا۔ اس پر ایک امیر کا نام آجانے سے کافروں نے پچاس ہزار کا خرید لیا۔ کسی نے تحقیق نہیں کی کہ امیر دوست محمد خان کا ہے یا نہیں۔ آج کل مسلمانوں کا یہ کام ہو گیا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہہ دے کہ یہ تبرک حضرتؐ کا ہے تو اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کا کیا ثبوت ہے کہ حضرتؐ کا ہی ہے۔ ان سے یہ پوچھو کہ تمہارا اپنے باپ کے نطفہ سے ہونے کا کیا ثبوت ہے۔ پہلے تم اس کا ثبوت پیش کرو تو ہم تبرکات کا ثبوت پیش کریں گے۔

(۲۴) میں ایک دفعہ بمبئی میں تھا۔ حضرت مخدوم علی متقی کا وہاں مزار شریف ہے۔ مہائم شریف میں ۱۲ ربیع الاول کو ہر سال ایک مرتبہ حضرت کے موئے مبارک کی وہاں زیارت کرائی جاتی ہے۔ فقیر بھی ۱۲ ربیع الاول کو وہاں موجود تھا۔ نورانی سیٹھؒ نے مجھ سے پوچھا کہ اس کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ موئے مبارک سچا آپ کا ہے۔ میں نے کہا کہ جب آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ "آپ کا موئے مبارک" موئے مبارک کی نسبت آپؐ کی طرف کرتے ہیں پھر مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں۔ جب موئے مبارک کی نسبت حضرتؐ سے ہو گئی تو یہ سمجھنا چاہیے کہ موئے مبارک حضرتؐ کا ہی ہے۔ پس تعظیم فرض ہو گئی۔

عاشقاں را چہ کار با تحقیق
[illegible]

ہم تو اس نام مبارک پر قربان ہیں۔ کوئی شخص کافروں کے گھر میں پیدا ہوا۔ ساری عمر کفر کرتا رہا۔ آخر عمر میں اس نے سچے دل سے ایک مرتبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیا تو صرف ایک مرتبہ اس کی زبان پر آپؐ کا نام پاک آنے سے ساری عمر کے کفر ساری عمر کے شرک اور ساری عمر کے گناہ بخشے گئے اور محمدی کہلانے کا مستحق ہو گیا۔

(۲۵) آج کل دشمنان رسول یہ کہتے ہیں کہ محمدی کہلانے سے بھی مشرک ہو جاتا ہے کیونکہ اس کی نسبت غیر اللہ کی طرف ہو جاتی ہے۔ ایمان کا نام شرک رکھ دیا ہے۔ کیا ان کی نسبت ان کے باپ کی طرف کرنے سے وہ مشرک نہیں بن جاتے۔ ان کا باپ بھی غیر اللہ ہے۔ حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت کے زمانہ تک جتنے پیغمبر گزرے سب کی کم و بیش امتیں تھیں اور ان سب کی نسبت ان کی طرف کی جاتی تھی۔ مثلاً حضرت عیسیٰ کی امت عیسائی کہلاتی تھی اور کہلاتی ہے۔ حضرت موسیٰ کی امت یہودی کہلاتی تھی اور کہلاتی ہے علیٰ ہٰذا القیاس تمام دنیا کی مخلوقات ہم کو یعنی مسلمانوں کو محمدیؐ کے لقب سے ہی پکارتی ہیں۔ خدائی کوئی نہیں کہتا۔ حالانکہ دنیا میں جتنی مخلوقات ہیں خدائے تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ ان کو خدائی کوئی نہیں کہتا بلکہ وہ جس نبی کی امت ہوتے ہیں اس نبی کی طرف ان کی نسبت کی جاتی ہے اور اسی نام سے ان کو پکارا جاتا ہے۔

نیک ہیں یا بد ہیں ہم اب تو انہی کے ہو چکے
جا پڑیں گے ان کے در پر جن کے کہلاتے ہیں ہم

ہم پیدا ہوئے محمدی۔ دنیا میں تمام عمر محمدی کہلاتے رہے اور مرنے کے وقت بھی اس کے فضل و کرم سے یقین رکھتے ہیں کہ محمدیؐ ہو کر مریں گے اور مرنے کے بعد بھی مسلمانوں کی قبر میں دفن ہوں گے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ محمدیؐ کہلانے سے مشرک ہو جاتے ہیں۔ مر جانے کے بعد مسلمانوں کی قبروں کو کیوں پلید کرتے ہیں۔ چوڑھے چماروں کی قبروں یا عیسائیوں کی قبر میں جا کر کیوں دفن نہیں ہوتے۔ انہوں نے تو یہاں تک بھی کہا ہے کہ غلام محمدؐ کہلانے اور غلام محمدؐ نام رکھنے سے کافر ہو جاتا ہے اگر وہ آپؐ کی غلامی سے انکار کرتے ہیں تو پھر شیطان کے غلام بنیں گے؟

(۲۶) سید کا نام آ جانے سے مسلمانوں پر اس کی تعظیم واجب ہو گئی۔

فی الجملہ نسبتے بہ تو کافی بود مرا
بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است

ہمارا تو اس نام کو سلام ہے۔ جس پر آپؐ کا نام پاک آ گیا۔ ہمارے نزدیک اس کی تعظیم فرض

ہو گئی۔

عاشقاں را چہ کار با تحقیق
ہر کجا نام اوست قربا نیم

(۲۷) ایمان محبت کا نام ہے۔ حضرت کے ساتھ جتنی محبت ہو گی اتنا ہی ایمان کامل ہو گا۔ مسلمانوں کے پاس دولت بڑھ گئی۔ علم بڑھ گیا۔ دنیاوی عزت بڑھ گئی مگر وہ جس کے بڑھانے کا حکم تھا وہ کم ہو گئی اور کم ہوتی ہی جا رہی ہے آج کل جو زمانے کی رفتار ہے یہ گمراہ کن فرقے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے دن رات مشغول رہتے ہیں۔ پس جان لو کہ جس کے دل میں حضرتؐ کی محبت اور آپ کی آل کی محبت ہے وہ جنتی ہے اور اگر کسی کے دل میں آنحضرت اور ان کی آل کی عداوت ہے اور ان کی کسر شان یا بے ادبی کرتا ہے تو وہ یقیناً جہنمی ہے۔ جو حضرتؐ کے غلام ہیں ہم ان کے غلام ہیں۔ جو ان کا نہیں وہ ہمارا نہیں وہ کیسا ہی قریبی رشتہ دار ہو ہمارا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ جب ان کا حضرت کی ذات پاک سے تعلق نہ رہے تو ہمارا ان کے ساتھ کیسے تعلق رہ سکتا ہے۔

ضرورت مرشد

(۱) جو لوگ مرشد کی ضرورت کا انکار کرتے ہیں۔ ان کو حضرتؐ کی رسالت کا بھی انکار کرنا پڑے گا۔ اگر پیر کی ضرورت نہیں تھی تو خدائے تعالیٰ کو پیغمبروں کے بھیجنے کی ضرورت کیا تھی۔ کیا خدائے تعالیٰ براہ راست ہدایت نہیں کر سکتا۔

(۲) خدائے تعالیٰ خود فرماتے ہیں۔ ہر قوم کے لئے ہم نے ہدایت کرنے والا بھیج دیا تاکہ وہ اس کو راہ حق کی راہ نمائی کرے۔ کیا وہ خود بخود ہدایت نہیں کر سکتا تھا۔

(۳) خدائے تعالیٰ نے الحمد شریف میں اھدنا الصراط المستقیم○ صراط مستقیم کی ہم کو ہدایت فرما۔ جب ہدایت کو حاصل کرنا فرض ہو گیا۔ تو جس کے ذریعے سے ہدایت حاصل ہو گی اس کا حاصل کرنا فرض نہ ہو گا۔

مصرعہ: علم ہدایت ز ہدایہ مجو۔

ہدایت تو ہادی کے سکھلانے سے نصیب ہو گی۔ نہ کہ کتابیں پڑھنے سے

(۴) [illegible]

ایک شخص [illegible] نے سوال کیا کہ کیا پیر کی ضرورت ہے۔ مولوی [illegible] فرمایا کہ ہاں پیر کی ہر مسلمان کے لئے ضرورت ہے۔ زرین خان نے عرض کیا کہ حضرت کیا آپ کو بھی ضرورت ہے۔ آپ کو تو دینی دنیاوی سارے علم رب نے دیئے ہیں۔ فرمایا مجھے بھی ضرورت ہے۔ فرمایا جس کام کو ہم خود بخود نہیں کرسکتے۔ ماں باپ استاد حضرت پیرو مرشدؒ کے فرمانے کی برکت سے جب تک اس کام کو محبت اور شوق سے نہ کرلیں ہم کو آرام نہیں آتا۔ ان کے فرمانے کی عجب تاثیر ہوتی ہے۔ وہ بات ایک دفعہ فرمادیں۔ ان کے ایک دفعہ فرمانے سے ساری عمر انسان اس کام پر پابند رہتا ہے اور ہمیشہ اس پر عمل کرتا ہے۔

جو کچھ کہ ملا ملا کرم سے تیرے
جو کچھ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

(۵) ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ فقیر مکہ شریف میں حاضر ہوا تھا تو پہلی ملاقات میں پہلی حاضری میں میرے استاد حضرت مولانا مولوی عبدالحق صاحبؒ محدث نے مجھے ایک حدیث شریف کی (حدیث مصافحہ) کی اجازت دی پانی دم کرکے پی کر مجھ کو پلایا اور کھجوریں پڑھ کر کھلائیں۔ محدثین کے نزدیک اس کو حدیث اسودین کہتے ہیں۔ حدیث مصافحہ۔

من صافحنی او صافح من صافحنی الیٰ یوم القیمۃ۔ دخل الجنۃ۔

"آپ نے فرمایا جس نے میرے ساتھ مصافحہ کیا یا اس شخص کے ساتھ کیا جس نے میرے ساتھ کیا تھا۔ قیامت تک وہ جنت میں داخل ہوگا۔" اس حدیث شریف کا مطلب کیا ہے؟ فرماتے ہیں جس نے میرے ساتھ مصافحہ کیا وہ جنت میں جائے گا۔ اس کو جنت نصیب ہوگی۔ جس کو میرے ساتھ مصافحہ کرنا نصیب نہ ہوا وہ اس کے ساتھ مصافحہ کرے جس نے میرے ساتھ پہلے مصافحہ کیا تھا۔ اسی طرح قیامت تک جو مصافحہ کرتے جائیں گے۔ خواہ درمیان میں کتنے ہی ہاتھ آجائیں وہ مصافحہ ان کے ساتھ نہیں بلکہ حضرت کی ذات پاک کے ساتھ ہوگا۔ وہ سب جنت میں داخل ہوں گے۔ یعنی جس نے بلاواسطہ آپ سے مصافحہ کیا وہ بھی جنتی اور جس نے بالواسطہ قیامت تک آپ سے مصافحہ کیا وہ بھی جنتی مثلاً حضرتؐ کے ساتھ مصافحہ کیا حضرت صدیق اکبرؓ نے ان کے ساتھ مصافحہ کیا۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے ان کے ساتھ مصافحہ کیا حضرت امام قاسم نے ان کے ساتھ مصافحہ کیا حضرت امام جعفر صادق نے ان کے ساتھ مصافحہ کیا حضرت بایزید بسطامیؒ نے ان کے ساتھ مصافحہ [illegible] کرتے جائیں وہ

[illegible] جائیں گے کیونکہ وہ نور محمدی [illegible] ہو کر ان کے دلوں کو بھی نور ایمان سے منور کردے گا۔ اس کی ظاہر مثال ہمارے پاس موجود ہے کسی ہسپتال میں چلے جاؤ۔ اس میں بیماروں کو بجلی لگاتے ہیں وہاں بجلی کا آلہ موجود ہے۔ تم اس بجلی کو ہاتھ میں پکڑلو۔ سارے جسم میں رونگٹے رونگٹے پر فوراً بجلی اثر کرے گی۔ جس کے ہاتھ میں بجلی کی کڑیاں ہیں اس کے جسم میں بجلی اثر کرے ہی گی اگر اس کے ساتھ دوسرے آدمی نے ہاتھ لگادیا دوسرے کے ساتھ تیسرے اور تیسرے کے ساتھ چوتھے نے اور اسی طرح اگر لاکھ آدمی بھی ایک دوسرے کے ساتھ ہاتھ لگاتے جائیں سے ان سب میں وہی تاثیر بجلی کی پیدا ہوگی۔ جو لاکھوں کے علیحدہ علیحدہ بجلی کے ہاتھ لگانے سے پیدا ہوتی اگر کسی کو اس کلام میں شک ہو تو فقیر اس کے دکھلانے کو تیار ہے۔ اس مادی بجلی کا جو دو چیزوں کی رگڑ سے پیدا ہوتی ہے کوئی انکار نہیں کرتا۔ اس خدائی بجلی نور محمدی کی بجلی کا انکار کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس میں تاثیر نہیں۔ یعنی اس مادی بجلی کی تاثیر کا کوئی انکار نہیں کرتا۔ اس خدائی بجلی نور محمدی کی بجلی روحانی کی تاثیر کا انکار کیا جاتا ہے اور پھر کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ سراج دین ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

ایک زنجیر کا ایک ایک ٹکڑا دوسرے سے ملا ہوا ہوتا ہے۔ خواہ وہ زنجیر کتنی ہی لمبی ہو۔ ایک سرے سے اس کو ہلاؤ تو اس کے آخر تک جس قدر کڑیاں ہیں سب میں حرکت پیدا ہوگی۔

مسئلہ : محدثین کی اصطلاح میں جس حدیث کے راوی تھوڑے ہوں گے۔ اس حدیث کا زیادہ اعتبار کرتے ہیں مگر صوفیائے کرام کے نزدیک معاملہ بالکل برعکس ہے۔ ادھر جتنے ہاتھ بڑھتے جائیں گے اور جتنی دور چلے جائیں گے اس کا اعتبار زیادہ کیونکہ متبرک اور نورانی ہاتھوں کی بجلی بھی اس میں اثر کرتی جائے گی۔ تو جو شخص پیران عظام کے سلسلے میں ان کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر فیضان الٰہی یا نور محمدی یا روحانی بجلی حاصل کرنی چاہے اور اس نور محمدی سے اپنے قلب کو نورانی بنانا چاہتا ہے وہ کسی کامل کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے قلب سیاہ کو روشن کرسکتا ہے۔

(۶) بیمار کو طبیب یا حکیم یا ڈاکٹر کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک ڈاکٹر یا حکیم آواز دیتا پھرے کہ آؤ علاج کرالو تو گیا' اس دیوانے کے پاس کوئی جائے گا۔ کوئی نہیں جائے گا۔ بیمار کا فرض ہے کہ وہ طبیب یا ڈاکٹر کے پاس جاکر بے زاری سے عاجزی سے ان کی خدمت میں عرض کرے بیماری کا علاج کرو۔ یہ تو ظاہری بیماریوں کا حال ہے اور روحانی بیماریوں کا حال تو اس سے کئی درجہ بڑھا ہوا ہے۔ ظاہری بیماریوں میں تو کئی کئی مہینہ ظاہری طبیبوں کے زیر علاج رہتے ہیں۔ روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ نے ظاہری بیماریوں کے [illegible] لاکھوں حکیم ڈاکٹر وید ہر ملک میں پیدا کردئے ہیں۔ باقی بیماریوں

پیدا کیں تو کیا ان کے علاج کے لئے کوئی حکیم یا ڈاکٹر نہیں پیدا کیا؟ جو ظاہری جسمانی بیماریوں کا علاج کرے اس کو حکیم یا ڈاکٹر یا وید کہتے ہیں اور جو باطنی بیماری کا علاج کرے۔ اس کو مرشد ہادی یا پیر کہتے ہیں۔ جسمانی طبیبوں وغیرہ کی ضرورت کو مانا جاتا ہے اور باطنی طبیبوں یا ڈاکٹروں کی ضرورت سے انکار کیا جاتا ہے۔

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

بارگاہ الٰہی میں پہنچنے کے دو راستے ہیں۔ پہلا شریعت دوسرا طریقت۔ دونوں برحق۔ دونوں نور علے نور۔ فرق اتنا ہے کہ شریعت کا راستہ بڑا لمبا اور دراز ہے۔ طریقت کا راستہ بڑا قریب اور نزدیک شریعت کیا ہے نماز پڑھنا۔ روزہ رکھنا۔ حج کرنا۔ زکوۃ دینا۔ توحید و رسالت پر ایمان لانا۔

(۷) ایک شخص کسی شخص کے پاس گیا۔ اس نے اس کو ایک جوڑی بیلوں کی دیدی اور زمین دیدی۔ وہ شخص اس میں سال بھر تک ہل چلاتا رہا۔ محنت کرتا رہا۔ دن رات اسی فکر میں رہا۔ فصل پختہ ہو جانے پر فصل کو کاٹ کر دانہ بھوسہ سے علیحدہ کیا۔ پھر دانوں کو صاف کر کے چکی لا کر اس میں آٹا پیسا۔ کہیں سے توے کی تلاش کی۔ لکڑیاں جمع کریں۔ چولہا بنایا۔ یہ سب محنت کر کے روٹی پکائی اور کھائی۔ یہ شریعت ہے اور جس کو پکی پکائی روٹی دیدی گئی یہ طریقت ہے۔

(۸) ایک شخص نے مکہ شریف جانے کا ارادہ کیا۔ بمبئی پہنچا۔ جا کر دیکھا تو وہاں سمندر تھا۔ اس نے تیر کر جانے کی کوشش کی۔ سمندر کے کنارہ پر ہاتھ پیر ہلا رہا تھا۔ کسی نے اس سے پوچھا کہ یہ کیا کر رہا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ تیرنا سیکھ رہا ہوں۔ کیوں؟ اس نے کہا کہ مکہ شریف جانا ہے۔ جب تیرنا سیکھ جاؤں گا تو یہاں سے تیر کر وہاں پہنچ جاؤں گا۔ اس نے کہا تو دیوانہ ہے کبھی سمندر کو بھی کسی نے تیر کر آج تک عبور کیا ہے۔ جدہ شریف یہاں سے بائیس سو میل دور ہے اتنی دور ہاتھوں سے تیر کر تو کب پہنچے گا ایک مگرمچھ آئے گا تجھے لقمہ کر لے گا یا ایک دریائی موج آئے گی تجھے غرق کر دے گی۔ تیرے بازوؤں میں رب نے اتنی طاقت نہیں بخشی کہ تیر کر اتنی دور جا سکے۔ زیادہ سے زیادہ تو ایک میل دو میل تیر سکتا ہے۔ دو ہزار میل تیر کر جانا محال ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے پہنچنا ضرور ہے کیا کروں۔ اس نے کہا کہ اگر پہنچنا چاہتا ہے تو کسی آگ بوٹ والے کے پاس جا۔ وہ بمبئی کی مغل کمپنی کے دفتر میں چلا گیا۔ ٹکٹ خریدا۔ آگ بوٹ میں بیٹھ گیا۔ آگ بوٹ والے نے اس کے ساتھ دو ہزار آدمی بٹھالے۔ آٹھویں دن جدہ شریف پہنچ کر اس کو اتار کر جاؤ۔ اپنے

بازوؤں کی طاقت سے وہاں پہنچنا شریعت ہے۔ آگ بوٹ میں بیٹھ کر پہنچنا طریقت ہے۔

(۹) ایک چیونٹی نے ارادہ کیا کہ میں خانہ کعبہ شریف پہنچوں۔ دو ہزار سال تک چلتی رہی۔ پھر بھی نہیں پہنچی اور نہ کبھی پہنچ سکتی تھی۔ چونکہ اس کی طلب صادق تھی۔ ایک کبوتر آیا۔ دانہ کھانے کے لئے زمین پر بیٹھا۔ وہاں وہ چیونٹی موجود تھی۔ اس کے پیر پر بیٹھ گئی۔ کبوتر اڑا اور خود بھی خانہ کعبہ شریف پہنچا اور چیونٹی کو پہنچا دیا۔ چیونٹی کا اپنے قدموں سے چل کر پہنچنا تو شریعت ہے اور کبوتر کے پاؤں پر بیٹھ کر پہنچنا طریقت ہے۔

مور مسکیں ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد
پنجہ بر پائے کبوتر زد وناگاہ رسید

(۱۰) لاہور کے قلعہ میں حضرت عالمگیر بادشاہ قلعہ کی دوسری چھت پر بیٹھے ہوئے تھے اور اس وقت لاہور کے علماء کو اپنے دربار میں بلایا ہوا تھا۔ بادشاہ نے سوال کیا کہ رب کی بارگاہ میں پہنچنے کا کونسا طریقہ ہے۔ مولوی صاحبان نے گردن نیچے ڈال لی۔ کیا بتاتے۔ ادھر ادھر دیکھا ایک صوفی صاحب دریائے راوی کی طرف سے آ رہے تھے۔ مولوی صاحبؒ نے کہا کہ اس کا جواب وہ بزرگ دیں گے۔ بادشاہ نے کمند اندازوں کو حکم دیا کہ اوپر سے کمند کو لٹکا کر وہ بزرگ جب قلعہ کے نزدیک پہنچیں تو اس میں بٹھا کر ان کو کھینچ لیں۔ نوکروں نے ایسا ہی کیا کہ جب قلعہ کی دیوار کے نیچے پہنچے تو ان کو اٹھا کر اوپر پہنچا دیا گیا۔ صوفی صاحب نے جواب دیا کہ بارگاہ الٰہی میں پہنچنے کا یہی طریقہ ہے جس کو آپ نے استعمال کیا۔ بادشاہ نے پوچھا کیسے؟ صوفی صاحب نے جواب دیا کہ بادشاہ سلامت اگر میں آپ سے ملاقات کرنا چاہتا تو آپ کے قلعہ کی سات ڈیوڑھیاں پہلے ان سات ڈیوڑھی والوں سے یارانہ پیدا کرتا۔ ان کے ساتھ آشنائی پیدا کرتا۔ سالہا سال گزر جاتے پھر بھی باریابی نصیب ہوتی یا نہیں۔ اب آپ کا دل چاہا تو بغیر محنت کوشش کے اپنے نوکروں کو حکم دیا۔ انہوں نے نیچے سے کھینچ لیا۔ آپ کی مجلس میں بٹھا دیا۔ قلعے کے دروازہ میں داخل ہو کر ساتوں ڈیوڑھیوں کا طے کرنا۔ ہر ایک ڈیوڑھی والے کے ساتھ آشنائی پیدا کرنا اور ساتوں ڈیوڑھیوں کو اس طرح سے طے کر کے بادشاہ کے دربار میں پہنچنا شریعت ہے اور بادشاہ اگر خود کھینچ لے کمندگروں کے ذریعے سے تو اس کا نام طریقت ہے۔

مصرعہ: اگر در خانہ کس است یک حرف بس است

(۱۱) ایک مسجد میں دو طالب علم جھگڑ رہے تھے۔ ایک نے کہا کہ استاد کی کیا ضرورت ہے۔ دوسرے

نے کہا کہ پیر کی کیا ضرورت ہے۔ تیسرے نے کہا کہ باپ کی کیا ضرورت ہے فی الواقع جو شخص یہ کہتا ہے کہ باپ کی کیا ضرورت ہے۔ اس کو پیر کی کیا ضرورت ہے اگر باپ نہ ہو تو بیٹا کہاں سے پیدا ہو گا اگر استاد نہ ہو تو شاگرد کہاں سے پڑھے گا اگر پیر نہ ہو تو مرید کا تزکیہ نفس و تصفیہ قلب کیسے ہو گا۔

جس طرح بغیر باپ کے بیٹا نہیں پیدا ہو سکتا ویسے ہی بغیر پیر کے مرید بھی نہیں ہو سکتا۔ باپ اگر بیٹے کے جسم کی پرورش کرتا ہے تو پیر اس کی روح کی پرورش کرتا ہے۔

اند کے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیا راست

(۱۲) دنیا میں جو شخص آیا وہ اکیلا رہ کر زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ اس کو اس زندگی بسر کرنے کے واسطے بیسیوں آدمیوں کی ضرورت ہے۔ مثلاً دنیا میں پیدا ہو کر ماں کی ضرورت ہے۔ جو اس کو دودھ پلائے تاکہ وہ زندہ رہے۔ ایک دن ماں اگر دودھ نہ پلائے تو بچہ زندہ نہ رہے۔ پھر جب اس کو دانت نکلے وہ تین سال کا ہوا تو اس کو کھانے پینے کی ضرورت ہوئی۔ یہ بچہ خود تو غلہ دانہ پیدا نہیں کر سکتا۔ نہ روٹی پکا سکتا ہے۔ ہر ایک چیز کے مہیا کرنے کے واسطے اس کو دوسرے انسان کی ضرورت ہوگی۔ اس کے بعد کپڑا پہننے کی ضرورت ہوگی۔ تو جلاہے کی ضرورت ہوگی۔ پھر درزی کی ضرورت ہوگی۔ حجام کی ضرورت ہوگی۔ باورچی کی ضرورت ہوگی۔ بھنگی کی ضرورت ہوگی۔ علم پڑھنا چاہے تو استاد کی ضرورت ہوگی۔ ان ساری ضرورتوں کو تو مانتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ اگر ضرورت نہیں تو پیر کی ضرورت نہیں۔

(۱۳) ہدایت کے محکمہ کے افسر اعلیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ضلالت کے محکمہ کا افسر اعلیٰ شیطان ہے۔ ہدایت حاصل کرنا ہر مومن کا فرض ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم جس کے ذریعے ہدایت ملے گی اس کا حاصل کرنا بدرجہ اول فرض ہے۔ وہی پیر ہے۔

(۱۴) اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لئے پیغمبروں کو بھیجا ہے۔ جتنے پیغمبر گزرے سب ہادی تھے۔ انک لتھدی الی الصراط المستقیم "البتہ آپ ہدایت کرتے ہیں سیدھے راستے کی طرف" اگر یہ کہا جائے کہ پیغمبر ہدایت نہیں کرتے اور دلیل میں انک لا تھدی من احببت (ہدایت نہیں کر سکتے اس کو جس کے ساتھ محبت کرتے ہیں) لائیں تو یہ درست نہ ہو گا۔ اس وجہ سے کہ پیغمبر ہدایت کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ وہ ہدایت کریں گے ان کا کام ہدایت کرنے کا ہے۔ البتہ ہدایت سے مستفیض کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے [illegible] ہادی کے [illegible] کی راہ بتانے والے کے کہتے ہیں۔ راہ بتانا دو قسم کا ہے۔

ایک یہ کہ اپنے مقام پر ہی رہ کر راہ بتادے [illegible] کہ نہ صرف راہ بتائے بلکہ منزل مقصود تک پہنچاوے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ راہ بتانا پیغمبروں کا کام ہے۔ منزل مقصود تک پہنچانا ہمارا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات بھی ہادی اور پیغمبران صلوٰت اللہ علیہم اجمعین کی ذات بھی ہادی۔ اب نبوت ختم ہوگئی۔ اس لئے اب ہدایت کا کام پیران کبار کا ہے

(۱۵) یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیل اللہ لعلکم تفلحون ○ ط پارہ (۶) ۳ ربع ۲ رکوع وسیلہ کے معنی اس آیت شریف میں پیر کے ہیں۔ بعضوں نے نیک عمل اور بعضوں نے تقوے کے کئے ہیں اور بعضوں نے قرآن شریف۔ مگر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب" محدث دہلوی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ یہ چاروں معنی نہیں ہو سکتے۔ اس وجہ سے کہ لفظ آمنوا میں قرآن شریف اور حضرت کی ذات پاک شامل ہے بغیر اس کے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا۔ اتقوا میں نیک عمل شامل ہیں۔ اس وجہ سے کہ بغیر تقویٰ کے نیک عمل ہو نہیں سکتا۔ پس وسیلہ کے معنی سوائے پیر کی ذات کے اور نہیں ہو سکتے۔ وابتغوا الیہ الوسیلۃ کے معنی پیر کی ذات کو تلاش کرنا ہے۔

(۱۶) یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم (۱۹) پارہ س شعرا رکوع (۵)

جتنے دل ہیں سب بیمار ہیں۔ قلب سلیم بنانے والی پیر کی ذات ہے۔

(۱۷) کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون پارہ ۳۰ س التطفیف دلوں کا زنگار دور کرنے والی پیر کی ذات ہے۔

(۱۸) ثم قست قلوبکم (تمہارے دل پتھروں سے زیادہ سخت ہو گئے) پارہ رکوع (۵) ایسے سخت دلوں کو نرم کرنے والی پیر کی ذات ہے۔

(۱۹) دل کی بیماریاں (۴) ہیں۔ حدیث نفس۔ خطرات۔ انتقاش، صور محسوسات (الف) حدیث نفس شیخ چلی کا قصہ نماز میں انڈے بچے نکالنے کا۔

(ب) خطرات چار قسم کے ہیں۔ رحمانی، نفسانی، شیطانی، ملکانی۔

(ج) انتقاش صور محسوسات۔ کسی دیکھی ہوئی چیز کا نماز میں خیال آجانا۔ جب تک یہ بیماریاں دل میں موجود ہیں۔ نماز قبول نہیں ہوتی ان بیماریوں کا علاج کرنے والا پیر ہی ہے۔ من صلی رکعتین وجبت لہ الجنۃ جو شخص خشوع و خضوع کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرے اس کے لئے جنت لازم ہو [illegible] الوضوء [illegible]

[illegible] یتلو علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ پ ۲۸
س۔ جمعہ رکوع (۱) ہم نے ان پڑھوں میں ایک رسول بھیجا تاکہ ہماری آیات پڑھ کر سنائے اور معنی سمجھائے اور دلوں کو پاک کرے۔ پڑھ کر سنانا سکھانا۔ معنی سمجھانا۔ ظاہری علماء کا کام ہے۔ دلوں کو پاک کرنے اور حکمت بتانے کا کام پیران عظام کا جس کا اپنا دل پاک نہیں وہ دوسروں کے دلوں کو کیا پاک کرسکتا ہے۔

(۲۱) پیر کی توجہ روحانی بجلی ہے۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔

بے عنایات حق و خاصان حق
گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

(۲۲) ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰہ ید اللّٰہ فوق ایدیہم پارہ ۲۶ سورہ فتح پہلا رکوع بیعت کس کو کہتے ہیں۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کے معاہدہ کو بیعت کہتے ہیں۔ مرشد کے ہاتھ پر ہاتھ رکھنے سے بجلی کا اثر نمودار ہوجاتا ہے۔

(۲۳) حضرت انس بن مالکؓ دس برس آپؐ کی خدمت میں رہے۔ اس دس برس میں آپ پر کسی ایک دفعہ بھی حضور ناراض نہیں ہوئے۔ کہتے ہیں ایک دفعہ آپؐ کے پاس مہمان آگئے۔ دسترخوان منگوایا وہ میلا تھا۔ تنور میں ڈلوایا۔ پھر نکلوایا۔ وہ صاف اجلا تھا۔ آگ کی خاصیت کپڑے کو جلانے کی ہے۔ نہ کہ صاف کرنے کی۔ مہمان نے حیران ہوکر دریافت کیا۔ فرمایا کہ دسترخوان سے حضورؐ نے ہاتھ صاف کیا تھا۔ اس کی تاثیر سے اس کپڑے کو آگ نے نہیں جلایا۔ جس کپڑے کو حضرتؐ کا ہاتھ لگ جائے اس کو آگ نہیں جلاسکتی تو جسم انسان سے حضورؐ کا ہاتھ لگ جائے اس کو آگ کیسے جلا سکے گی۔ پہلے یہ بیان ہوچکا ہے کہ آخری پیر میں بھی وہی تاثیر ہوگی جو حضرتؐ کی ہے۔

(۲۴) حضرت سے بیعت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک بلاواسطہ۔ یہ صورت صحابہ کرامؓ کے نصیب میں، تھی کہ حضورؐ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کرتے تھے۔ دوسرے بالواسطہ۔ یہ صورت ہم لوگوں کے لئے ہے کہ سلسلہ بہ سلسلہ ہمارے ہاتھ حضورؐ تک پہنچتے ہیں۔

(۲۵) یاایہا الذین آمنوا اتقوا اللّٰہ وکونوا مع الصادقین
(۱۱) پارہ۔ س توبہ رکوع ۱۵
اس کا مطلب [illegible] صادقین کے [illegible] قسم کا ہے۔
(۱) بدن کے ساتھ یہ ناممکن ہے (۲) دل کے ساتھ رہنا۔ اس کا نام تصور۔ رابطہ۔ بیعت ہے۔

بدعقیدہ لوگ اس کو شرک کہتے ہیں۔
حضرت یوسفؑ کے حال میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لولا برھان ربی ۱۲ پارہ ۴ ربع۔ برہان رب کیا ہے۔ حضرت یعقوب کا درمیان میں آنا۔ وہ یہ کہ مائی زلیخا نے حجرہ میں یوسفؑ کو بلایا۔ دروازہ بند کیا اس وقت حضرت یعقوبؑ سامنے آگئے اور فرمایا کہ بیٹا پیغمبر یہ کام نہیں کرتے۔ اس پر حضرت یوسفؑ دوڑے اور کمرہ سے بھاگ نکلے آگے جو کچھ ہوا وہ عام ہے۔ جس کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے۔ تصور ہی تھا کہ حضرت یعقوبؑ سامنے آگئے۔

(۲۶) ۱۹۔ پارہ پہلا ربع ۳۔ رکوع الا من تاب و آمن و عمل عملا صالحا واولئک یبدل اللّٰہ سیاتہم حسنات وکان اللّٰہ غفورا رحیما۔ جو لوگ توبہ کریں ایمان لائیں نیکی کریں ہم ان کے گناہوں کو نیکیوں سے تبدیل کرتے ہیں۔ پس پیر کے پاس جانے سے گناہ نیکی سے بدل جاتے ہیں۔ یعنی نیکی کی توفیق اور ایمان پیر کے پاس جانے سے ملتا ہے۔

(۲۷) مرید ہونے سے اور پیر کے پاس جانے سے جاں کنی، قبر، پل صراط، قیامت کے عذاب سے بچ جائے گا (دیکھو تفسیر محمدی حافظ محمد صاحبؒ)

(۲۸) پیر اور مرید کا رشتہ قدیم کا ہے اور ازل میں جن روحوں کی ملاقات ہوئی۔ دنیا میں بھی ملاقات ومحبت ہوگی۔ من یھد اللّٰہ فھو المھتد ومن یضلل فلن تجدلہ ولیا مرشدا۔ (پ۵ س کف)۔ رکوع ۲

(۲۹) رشتے ناتے دو قسم کے ہیں (۱) رحم کے ناتے۔ یہ مرنے کے بعد ٹوٹ جائیں گے (۲) روح کے ناتے یعنی پیر مرید کا ناتہ یہ روز ازل سے قیامت تک باقی رہے گا۔

(۳۰) بے پیروں کو نجات نہیں جس کا پیر نہیں اس کا پیر شیطان مشہور بات ہے۔

(۳۱) کوئی بھی انبیاء کا ورثہ نہیں پاسکتا۔ جب تک کہ وہ مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دے۔

(۳۲) محبت رسولؐ پیدا نہیں ہوسکتی جب تک پیر کے ساتھ محبت نہ ہو

پہلے عشق پیر ہے اور بعدہ عشق رسول ﷺ بعدہ ہے عشق حق اس قاعدے کو تو نہ بھول۔

(۳۳) ایمان محبت رسول کا نام ہے۔ اگر ایمان حاصل کرنا ہے تو کسی محبت رکھنے والے سے محبت رکھو۔ یہ محبت رکھنے والے ہی پیر ہوتے ہیں۔

(۳۴) اگر اللہ سے محبت رکھنا ہو تو حضرتؐ کی ذات پاک سے محبت رکھو۔

حدیث شریف [illegible]

قرآن شریف فاجو نی یحببکم اللہ پ ۳ آل عمران رکوع ۳

(۳۵) مائی صاحبہ روٹی پکا رہی تھیں۔ حضرت نے بھی دو روٹیاں لگائیں مگر وہ نہ پکیں۔ مائی صاحبہ کی روٹی پکی۔ پیغمبروں کا ہاتھ جس کو لگ جائے وہ قیامت تک نہ جلے گا۔ ع

اے دل ترسندہ ازنارو عذاب
باچناں دست و دہاں کن اقتراب
چوں جما دے راچنیں تشریف داد
جان عاشق راچہا خواہد کشاد

(۳۶) بردر پیرے برو ہر صبح و شام
تاترا حاصل شود مقصد تمام

مردوں کو ایصال ثواب

(۱) کہا جاتا ہے کہ مرنے کے بعد مردے کو ثواب نہیں پہنچتا۔ حال یہ ہے کہ روح نہیں مرتی۔ جب روح نہیں مرتی تو اس کو ثواب کیوں نہیں پہنچتا۔

(۲)(ا) دیکھو پارہ ۲۸ پہلا ربع ۴ رکوع قرآن شریف۔

ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان

(ب) ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب ۝ پ ۱۳ سورہ ابرار۔

اگر زندوں کا پڑھا ہوا مردوں کو نہیں پہنچتا تو یہ دعائیں اللہ تعالیٰ نے کیوں سکھائی ہیں۔

(۳) جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد مردے کو ثواب نہیں پہنچتا۔ تو وہ مردے کی جنازے کی نماز کیوں پڑھتے ہیں۔ زندہ کی ہی پڑھ لیا کریں۔

(ج) مدینہ منورہ میں ایک صحابی تھے۔ حضرت سعدؓ نام تھا۔ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی کہ میری ماں مرگئی ہے۔ کوئی کام بتایئے کہ اس کا ثواب میری ماں کو پہنچے۔ فرمایا کنواں بنوا دو یہ نیت کر کے کہ اس کا ثواب تیری ماں کو پہنچتا رہے اگر مردے کو ثواب نہیں پہنچتا تو آپ نے سعدؓ کو کیوں ایسا حکم دیا۔

(د) سیالکوٹ میں ایک شخص تھا۔ اس کی ماں مرگئی۔ جس کا یہ اعتقاد تھا کہ مردے کو ثواب نہیں

پہنچتا [illegible] ان اس کے گھر پر گیا اور کہا کہ [illegible] کہ تمہاری والدہ صاحبہ فوت ہو گئیں۔ صبر کرو۔ ان کے واسطے دعائے مغفرت کرو۔ اس جانے والے نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی شروع کی اور الحمد شریف پڑھنا شروع کیا۔ جس کی ماں مرگئی تھی اس نے کہا کہ یہ بدعت ہے۔ مردے کے لئے دعا مانگنا بدعت ہے۔ اس کا کہیں ثبوت نہیں۔ مردوں کو ثواب نہیں پہنچتا۔ اس نے دعا کے لئے ہاتھ نہیں اٹھائے۔ اس نے بھی اس کی بات سن کر ہاتھ نیچے کر لئے اور اس کی ماں کو گالیاں دینی شروع کیں۔ دو تین گالیاں نکالیں وہ کہنے لگا کہ خبردار زبان سنبھال کر بول۔ میری ماں کو گالی کیوں نکالتا ہے۔ تب اس شخص نے کہا کہ تیری ماں کو گالی تو پہنچ گئی قبر میں مگر قرآن شریف کا ثواب نہیں پہنچتا

(۵) جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مردوں کو ثواب نہیں پہنچتا۔ شاید کبھی وہ قرآن شریف بھی پڑھ لیتے۔ تو ان کو اس مسئلے کی حقیقت معلوم ہو جاتی۔ خدائے تعالیٰ نے بارہا قرآن شریف میں دعا سکھائی کہ تم اپنے مردہ بھائیوں کے لئے، ماں باپ کے لئے، مومنوں کے لئے دعا کیا کرو کہ یا اللہ پاک ان کو بخش دے اگر زندوں کی دعائیں مومنوں کے لئے مفید نہیں تھیں تو یہ دعائیں ہم کو کیوں سکھائیں۔ دیکھو قرآن شریف پارہ ۲۸ پہلا ربع ۴ رکوع ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان۔ اس سے ثابت ہوا کہ مردوں کو ثواب پہنچتا ہے۔

(۶) ایک شخص مرگیا اس پر حج فرض تھا۔ وہ ادا نہیں کر سکا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے وارث ایک شخص کو اس کی آمد و رفت کا خرچ کرایہ دے کر مکہ شریف بھیجیں۔ یہی شخص میقات میں پہنچ کر اس مردہ کی طرف سے احرام باندھ کر اس کی طرف سے حج بدل ادا کرے تو اس مردہ کے ذمہ سے وہ فرض ساقط ہو گیا۔ حضرت ملا علی قاریؒ نے ایک حدیث لکھی ہے۔ حدیث شریف یہ ہے۔ جب حضرت ابراہیمؓ صاحب زادہ حضورؐ نے انتقال فرمایا۔ تو ان کی وفات کے بعد ایک صحابی کھجوریں لے آئے۔ دوسرے کھیر دودھ کی لائے۔ دونوں چیزوں کو سامنے رکھ کر آنحضرتؐ نے قرآن شریف پڑھ کر صاحب زادہ صاحب کی روح مبارک کو بخشا۔ جب آنحضرت نے کھانا سامنے رکھ کر بذات خود مردے کے لئے ایصال ثواب کیا ہے۔ تو منکرین کو گریبان میں منہ ڈال کر نادم ہونا چاہئے اور اپنے باطل عقیدہ سے توبہ کر کے آئندہ کسی مسلمان کو ایصال ثواب سے امید ہے کہ منع نہ کریں۔

ع بر رسولاں بلاغ باشد و بس

(۷) المیت کالغریق [illegible] میت کی مثال ایسی ہے [illegible]

رہا ہے۔ وہ اپنے بچاؤ کے واسطے کوئی سہارا ڈھونڈتا ہے کہ میرے ہاتھ میں گھاس پھوس آجائے۔ تو میں اس کے سہارے بچ جاؤں۔ اسی طرح مردہ بھی سہارا ڈھونڈتا ہے کہ میرا وارث یا کوئی عزیز و اقارب مرنے کے بعد میری مدد کرے۔ تاکہ میں بھی اس کے سہارے سے عذاب سے بچ جاؤں۔ مثلاً اس کا کوئی عزیز اس کے لئے دعائے مغفرت کرے یا اس کی روح کو پڑھ کر بخشے یا کسی مسکین کو کھانا کھلا کر اس کا ثواب اس کی روح کو پہنچائے یا مردہ کو ثواب پہنچانے کی نیت سے نقد جنس کپڑے غلہ، دانہ وغیرہ خرچ کرے تو ان سب چیزوں کا ثواب اس مردے کو پہنچتا ہے۔

دیکھو حدیث شریف۔ صحیح حدیث میں وارد ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جس میت کے واسطے اس کے مرنے کے بعد درود شریف یا پچھتر ہزار مرتبہ کلمہ شریف پڑھ کر اس کی روح کو اس کا ثواب بخش دے تو اس مردے کے سارے گناہ خدائے تعالیٰ معاف کردے گا اگر مردہ کو ثواب نہیں پہنچتا تو یہ حدیث کیوں فرمائی۔

روایت ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ قبرستان تشریف لے گئے اور ایک مرتبہ الحمد شریف اور گیارہ مرتبہ قل شریف پڑھ کر اس کا ثواب اس مقبرے کے مردوں کو بخشا۔ آٹھ دن کے بعد پھر اس قبرستان میں آپ پہنچے تو اس کا ثواب اس قبرستان کے مردے آپس میں تقسیم کر رہے تھے۔

(۸) حضرت کا جنت البقیع میں تشریف لے جا کر دعائے مغفرت فرمانا حدیثوں سے ثابت ہے اور آپ کا اپنے چچا حضرت امیر حمزہؓ کے مزار شریف پر ۶ میل کا سفر کرکے جانا اور دعائے مغفرت کرنا۔ مزار شریف کی زیارت کرنا۔ حدیثوں سے ثابت ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ قبر کی زیارت کرنے سے آدمی قبر پرست ہو جاتا ہے۔ وہ ذرا اس حدیث شریف کو غور سے پڑھ لیں کیا حضرت بھی قبر پرست تھے۔

(۹) حضرت رسول پاکؐ جمعرات اور پیر کو قبور کی زیارت فرمایا کرتے تھے۔

(۱۰) ایک دفعہ رسول اکرمؐ نے جنت البقیع میں دو قبروں پر کھجور کی ڈالیاں لگائیں۔ لوگوں کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ ایک قبر والا پیشاب سے پاک نہیں رہتا تھا۔ دوسری قبر والا چغل خوری کیا کرتا تھا۔ اس لئے ان پر عذاب ہو رہا تھا۔ تخفیف۔ عذاب کے لئے کھجور کی ڈالی لگادی جب تک یہ ہری رہے گی عذاب میں تخفیف رہے گی۔ پس قبروں پر سبزی لگانا یا پھول ڈالنا عذاب کی تخفیف کے لئے جائز ہے۔

(۱۱) قبروں کی زیارت کرنا بھی عبادت ہے۔ اس سے موت کی یاد آجاتی ہے۔

(۱۲) جو لوگ بزرگوں کی زیارتوں کو جاتے ہیں اور [illegible] ہیں ان کے اعمال صالحہ ان بزرگوں کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور وہ اس سے کمال شادماں و خوش ہوتے ہیں۔

(۱۳) اہل قبور کے لئے مغفرت کی دعا مانگی جاتی ہے۔ تو وہ خوش ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے قبروں کی زیارت کو جا کر السلام علیکم یا اہل القبور یغفر اللّٰہ لنا ولکم انتم لنا سلف ونحن لکم تبع وانا ان شاء اللّٰہ بکم لاحقون ○ کہنے کا حکم ہے۔

(۱۴) اہل قبور آپس میں ملتے جلتے ہیں اور ایک دوسرے کے عزیز و قریب ملنے جلنے والوں کا حال دریافت کرتے ہیں۔

مرنے کے بعد قبر بنانا

(۱) مرنے کے بعد قبر بنانا جائز ہے۔ دیکھو قرآن شریف۔
الھکم التکاثر حتی زرتم المقابر۔ میں مقابر کا بھی ذکر موجود ہے زیارت کا لفظ بھی موجود ہے اگر قبر کا نام و نشان نہ ہوگا تو زیارت کس کی کریں گے۔ اس آیت شریف سے قبروں کا بنانا اور قبروں کی زیارت کرنا دونوں جائز ہے۔

(۲) ولا تصل علی احد منھم مات ابداً ولا تقم علی قبرہ۔ ۱۰ پارہ ۴ ربع ۳ رکوع۔
فرمایا خدائے تعالیٰ نے کہ کافروں میں سے کوئی شخص مر جائے تو یا رسول اللہ اس کی جنازہ کی نماز نہ پڑھنا اور کافر کی قبر پر جا کر کھڑے نہ ہونا۔ اس آیت شریف سے خدائے تعالیٰ کے حکم سے مسلمانوں کی جنازہ کی نماز پڑھنا اور ان کی قبروں پر ایصال ثواب کے لئے جا کر کھڑے ہونا قبروں کی زیارت کرنا ثابت ہوتا ہے اور قبروں کا بنانا بھی ثابت ہو گیا اگر قبر کا نام و نشان نہ ہوگا تو کس پر جا کر کھڑے ہوں گے اور کس پر فاتحہ پڑھ کر ثواب پہنچاویں گے۔

(۳) جو لوگ قبر پر گنبد بنانے کا انکار کرتے ہیں کاش وہ کبھی حدیث شریف بھی پڑھ لیتے ان کو یہ ثابت ہو جاتا کہ حضرتؐ نے جب دنیائے فانی سے رحلت فرمائی تو آپ کو آسمان کے نیچے دفن کیا گیا۔ یا اس حجرہ شریف میں جس میں آپ تشریف فرما تھے خواہ وہ کسی شکل میں بنا ہوا تھا اور اب تک اسی حجرہ میں تشریف فرما ہیں اور قیامت کے دن اسی میں سے تشریف فرما ہوں گے اسی حجرہ کی زیارت [illegible]

حجرہ شریف کی زمین جس میں آپ تشریف فرما ہیں اس کا مرتبہ اس کا درجہ کل روئے زمین اور خانہ کعبہ شریف بلکہ عرش معلیٰ سے بھی افضل ہے اس مسئلے کے ثبوت میں کسی فرقے والے کا بھی انکار نہیں ہے۔ اس کو سب مانتے ہیں۔ نجدی بھی اس مسئلے کو مانتے ہیں۔

جو لوگ قبریں بنانے کا انکار کرتے ہیں ان کو معلوم رہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ جب شام میں تشریف لے گئے تو وہاں سارے پیغمبروں کے روضہ مبارک موجود تھے۔ چنانچہ اب تک بھی اسی وقت کے بنے ہوئے موجود ہیں۔ خلیل الرحمان میں حضرت خلیل اللہ کا روضہ مبارک اب تک زیارت گاہ خلق ہے۔ حضرت سلیمانؑ کا روضہ مبارک بیت المقدس میں، حضرت یحییٰؑ کا دمشق میں، حضرت یوسفؑ کا حضرت یعقوبؑ کا کنعان میں، اگر روضوں کا بنانا منع تھا تو حضرت عمرؓ نے ان کو کیوں نہ نیست و نابود کر دیا۔ کیا ان سے بڑھ کر کوئی باغیرت مسلمان تھا۔ بلکہ ایک انگریز مورخ نے جس کا نام گبن ہے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے زمانے میں اپنے خلیفہ کو مصر میں بھیجا اس نے سوئس پہنچ کر آپ کی خدمت میں عرضی لکھی۔ اس میں لکھا ہوا تھا کہ اس شہر میں حضرت دانیال کا روضہ مبارک قدیم زمانہ کا اور بہت پرانا ہونے کے باعث قریب ہے شہید ہو جائے۔ اس کے لئے کیا حکم ہوتا ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے اپنے خلیفہ کو لکھا کہ اس روضہ مبارک کو سرکاری بیت المال سے از سر نو تعمیر کر دو۔ اب منکرین عمارت روضہ اس جگہ کیا کہیں گے۔ حضرت عمرؓ کی نسبت کیا فتویٰ دیں گے۔

۷) حضرت آدم سے لے کر ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر گزرے ان سب پیغمبروں کی امتوں کی قبریں بنتی رہیں۔ حضرت آدم کے وقت سے خدائے تعالیٰ کے حکم سے قبروں کا بننا شروع ہوا۔ چالیس برس کا واقعہ ہے کہ فقیر جنت المعلیٰ میں حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کی زیارت کے لئے مزار شریف پر گیا۔ گنبد مبارک کے دروازہ میں داخل ہونے لگا تو کیا دیکھا کہ اس کے اندر ایک بزرگ لیٹ کر اپنی داڑھی مبارک سے جھاڑو دے رہے ہیں۔ میں دروازہ میں کھڑا رہا وہ سارے روضہ مبارک کے اندر داڑھی سے جھاڑو دے کر دروازہ میں پہنچے۔ اٹھے۔ میں دروازہ میں کھڑا تھا مجھے فرمانے لگے کہ شاہ صاحب میں نے یہ لمبی داڑھی اس لئے رکھی ہے کہ آٹھویں دن جب حاضر ہوتا ہوں تو داڑھی سے جھاڑو دیتا ہوں۔ وہ بزرگ حضرت حافظ امام الدین صاحب سیالکوٹی نقشبندی تھے۔ بیس سال سے اپنا گھر بار بیوی بچوں کو چھوڑ کر مکہ شریف میں ہجرت کر کے تشریف فرما تھے اور [illegible] فقیر کا قیام ان کے حجرہ ہی میں ہوا کرتا تھا ایک دن فرمایا کہ میں مدینہ شریف جتنی مدت ٹھہرتا ہوں۔ ہر روز ایک قرآن

شریف ختم کرتا ہوں پھر فرمایا کہ بیس سال سے مکہ شریف میں بھی جوتا نہیں پہنا۔ کبھی سواری پر سوار نہیں ہوا۔ باوجود یہ کہ اسی سال سے زیادہ عمر تھی بہت ضعیف ہو گئے تھے پھر بھی حج کرنے کو پاپیادہ تشریف لے جایا کرتے۔

ماں باپ کی اطاعت

جو شخص وضو کر کے ماں باپ کی زیارت کرے ایک مرتبہ اس کے گناہ اگرچہ جسم کے بالوں کے برابر بھی ہوں بخشے جاویں گے۔ جسم پر تین کروڑ پچاس لاکھ بال ہوتے ہیں اور اتنی ہی نیکیاں ملیں گی۔ ایک صحابی نے عرض کیا کہ اگر میں دوسری مرتبہ ماں کا چہرہ دیکھ لوں تو کیا ہو گا۔ حضرت نے فرمایا کہ پھر اتنی ہی نیکیاں ملیں گی پھر عرض کیا کہ تیسری مرتبہ دیکھ لوں تو کیا ہو گا فرمایا کہ پھر اتنی ہی نیکیاں ملیں گی پھر عرض کی کہ چوتھی دفعہ دیکھ لوں تو کیا ہو گا ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں کچھ کمی نہیں ہے اس کے خزانوں سے جتنی دفعہ ماں کے چہرہ کو دیکھو گے اتنی دفعہ نیکیاں حاصل ہوتی رہیں گی۔

(۲) قرآن شریف میں ہے اَنِ اشْکُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْکَ ۲۱ سورہ لقمان۔ شکر کرو تم میرا اور اپنے والدین کا۔

(۳) ماں باپ زندہ ہوں تو ان کی قدم بوسی کرنی چاہئے اگر مر گئے ہوں تو ان کی قبروں کی زیارت کرنی چاہئے۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ قدم بوسی کرنے سے سجدہ ہو جاتا ہے وہ نادان ہیں انہوں نے سجدہ کے معنی ہی نہیں سمجھے۔ شریعت میں جو سجدہ ہے وہ کیسے ہوتا ہے؟ اس کے لئے شرط ہے کہ سجدہ میں آٹھ اعضا زمین پر برابر لگے رہیں یعنی دونوں پاؤں، دونوں زانو، دونوں ہاتھ، پیشانی، ناک، اگر ان میں سے ایک عضو بھی زمین کے ساتھ نہ لگے تو سجدہ نہیں ہوتا

یہ بھی شرط سجدہ شریعت کے لئے ہے کہ اعضا زمین سے لگیں اور اس کا رخ قبلہ کی طرف ہو اور نیت بھی سجدہ کی ہو قدم بوسی میں پیر تو البتہ زمین پر پہلے سے لگے رہتے ہیں باقی کوئی عضو زمین کے ساتھ نہیں لگتا۔ پھر سجدہ کیسے ہو گیا دیکھو مشکواۃ شریف کنا نقبل یدیہ و رجلیہ ہم حضرت کے ہاتھ اور پیر دونوں کو بوسہ دیا کرتے تھے۔ حدیث شریف الجنۃ تحت اقدام امہاتکم جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ حدیث شریف جو شخص یہ چاہتا ہے کہ بہشت کی دہلیز کو چومے تو وہ

[illegible]

(۴) جو شخص اس امر کا متمنی ہے کہ میرا رب مجھ سے راضی ہو اس کو لازم ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کو راضی رکھے اگر ماں باپ ناراض ہو گئے تو اس کو یقین کر لینا چاہئے کہ میرا رب بھی مجھ سے ناراض ہو گیا۔

(۵) ماں باپ اگر خفا ہوں تو اف بھی نہ کرو جس طرح مردہ غسال کے سامنے ہوتا ہے اسی طرح ماں باپ کے سامنے رہو۔

(۶) ماں باپ کا ہر حکم مانو بجز خلاف شرع احکام کے۔

یاد آئے گی تمہیں ان کی وفا ان کے بعد

(۷) ماں باپ مشرک بھی ہوں تو ان کی اطاعت کرو بشرطیکہ احکام شرع کے خلاف نہ ہو۔

(۸) ماں باپ کی دعا اولاد کے حق میں ضرور قبول ہوتی ہے ان کی بد دعا بھی ضائع نہیں جاتی۔

(۹) ماں باپ کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرو۔

(۱۰) ماں باپ کی بغیر اجازت حج بھی نہیں کر سکتے گھر میں ان کی زیارت کر لیا کرو۔

(۱۱) ماں کا حق باپ سے تین درجہ زیادہ ہے۔

(۱۲) جو شخص ماں باپ کی خدمت کریگا اس کی اولاد بھی اسکی خدمت کرے گی۔

(۱۳) ماں باپ اگر بیٹے کو عاق کر دیں تو اس کا روزہ نماز حج زکوٰۃ کوئی عمل قبول نہیں ہوتا ادھر بندہ ناراض ادھر رب بھی ناراض۔

(۱۴) دنیا میں کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اپنے سے بہتر حالت میں دیکھنا نہیں چاہتا سوائے ماں باپ کے لہٰذا والدین کا حق بھی اولاد کو اسی طرح ادا کرنا چاہئے۔

(۱۵) ماں باپ حقیقی رب ہیں اور اللہ تعالیٰ مجازی رب۔

(۱۶) خالق تو رب ہے مگر پیدا کرنے کا ذریعہ ماں باپ ہیں۔

(۱۷) پارہ (۱۵) رکوع (۳) پہلا ربع۔

وقضے ربك الاتعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا

۱۸) پارہ (۲۰) رکوع (۸)

ووصینا الانسان بوالدیہ احسانا

۱۹) پارہ (۲۶) ربع اول رکوع (۲)

[illegible]

۲۰) فقیر نے اطاعت والدین کی نسبت جو دیکھا اس میں سب سے اول [illegible] دوسرا درجہ افغانستان کا تیسرا کشمیر کا باقی اللہ اکبر

۲۱) کوئی شخص ماں باپ کا حق اطاعت ادا نہیں کر سکتا ایک شخص نے متواتر بارہ سال تک اپنی ماں کی خدمت کی وہ بیمار تھی کھانا بھی اس کو یہ اپنے ہاتھ سے کھلاتا رہا اور پیشاب پاخانہ بھی اپنے ہاتھ سے اٹھاتا رہا ایک دن اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ الحمد اللہ میں نے ان کی خدمت کا حق ادا کر دیا رات کو سو گیا خواب میں فرشتہ نے اس کو کہا دیوانے یہ تیرے دل میں کیا خیال پیدا ہوا اور جو تو نے کہا کہ میں نے ماں کا حق خدمت ادا کر دیا جب تو شیر خوار بچہ تھا سردی کی رات تھی ماں نے تجھ کو اپنے پہلو میں گرم بستر پر لٹایا تھا تم نے پیشاب کر دیا جس کی وجہ سے تمہارے سونے کی جگہ گیلی ہو گئی تھی ماں نے تم کو اپنی گرم جگہ پر لٹایا اور گیلی جگہ میں خود لیٹ گئی تیرا بارہ برس کا حق خدمت ماں کے اس ایک دفعہ کے عمل کے برابر نہیں ہو سکتا جس طرح بندہ رب کا حق ادا کرنے سے قاصر و عاجز ہے اسی طرح اولاد بھی ماں باپ کا حق ادا کرنے سے قاصر و عاجز ہے۔

(۲۳) حقیت میں ہم بچپن میں بے تکلفی کے ساتھ ماں باپ کے ہاتھوں میں پرورش پاتے ہیں۔ ان کا ادب یا ان کی تعظیم ہم کو کون سکھاتا ہے۔ ماں باپ نے تو سکھانا ہی نہیں تھا۔ سب سے پہلے ادب سکھانے والا استاد ہے۔ استاد کے بعد حضرت پیرو مرشد۔ جب بچہ ان دونوں کی خدمت میں حاضر نہ ہوا۔ تو تعظیم کا سبق کس سے پڑھے۔ شامت اعمال سے ہم ایسے زمانے میں پیدا کئے گئے ہیں کہ اس میں حقوق والدین سے بالکل نابلدیت ہوتی جاتی ہے۔ ہمارے پنجاب میں لندن سے پاس کر کے ایک ولایت کا باشندہ انگریز ڈپٹی کمشنری پر مقرر ہو کر آیا۔ وہ باپ کا اکلوتا بیٹا تھا۔ باپ بہت روپیہ خرچ کر کے بیٹے کو دیکھنے ولایت سے پنجاب آیا بیٹے سے ملا۔ مل کر ایک گھنٹہ بھی نہیں گزرا تھا کہ بیٹے نے کہا اے باپ میری کوٹھی میں تیرے رہنے کے لئے کمرہ خالی نہیں ہے۔ تو ہوٹل میں چلا جا۔ باپ کو اس کے کہنے سے کتنا صدمہ ہوا ہو گا۔ وہ دس ہزار میل کا سفر طے کر کے تکلیف برداشت کر کے روپیہ خرچ کر کے بیٹے سے ملنے آیا تو بیٹا کہتا ہے کہ میری کوٹھی میں تیرے لئے کمرہ خالی نہیں ہے تو ہوٹل میں جا کر ٹھہر۔ یہ ہے موجودہ زمانے کی تعلیم کا اثر۔

اللھم نجنا من ھذہ لاالمصائب

ہماری شامت اعمال سے ہندوستان میں بھی ایک ایسا فرقہ پیدا ہو گیا ہے جس نے بہ بانگ دہل [illegible] کرنے سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے۔

اللھم احفظنا من کل بلاء الدنیا وعذاب الاخرۃ

اللہ تعالیٰ ان کی مصاحبت سے ہم کو محفوظ رکھے آمین۔

(۲۳) ایسے بھی لوگ ہیں جو قرآن شریف کا ادب و تعظیم نہیں کرتے۔ قرآن شریف کو پشت کے پیچھے رکھتے ہیں بلکہ قرآن شریف نیچے رکھ کر خود اوپر بیٹھتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کی شان میں قرآن شریف میں آیا ہے فنبذوہ وراء ظھورھم جو لوگ قرآن شریف کا ادب و تعظیم نہیں کرتے وہ ماں باپ کا تعظیم و ادب کیا کریں گے۔

(۲۴) درحقیت ہم نے ماں باپ کی قدر ہی نہیں پہچانی کہ وہ کیا تھے۔ اس قصہ سے اس مسئلے کی حقیقت کھل جائے گی۔ جو مولانا روم نے مثنوی شریف میں لکھا ہے کہ زمینداروں کا قاعدہ ہے کہ رات کو وہ اپنے بیلوں کو کھیت میں چھوڑتے ہیں پچھلی رات کو جا کر ہل جوتتے ہیں۔ ایک زمیندار اپنے قاعدے کے مطابق اپنے دو بیلوں کو لے جا کر کھیت میں باندھ کر واپس آیا۔ رات اندھیری تھی۔ اس کے واپس آنے کے بعد ایک شیر کھیت میں آیا اور ایک بیل کو کھا لیا اور مست ہو کر بیٹھ رہا پچھلی رات اندھیرے میں زمیندار جب کھیت پر گیا اور ایک بیل کے کندھے پر جوا رکھا تو وہ کھڑا ہو گیا۔ دوسرا کھڑا نہیں ہوتا تھا۔ زمیندار نے اس کو غلطی سے بیل سمجھ کر دو تین ڈنڈے زور سے مارے 'ڈنڈے مارنا ہی تھا کہ شیر اتنی زور سے گرجا کہ زمیندار بیہوش ہو کر گر پڑا اور شیر جنگل میں چلا گیا۔ جب زمیندار کو ہوش آیا تو وہ بڑا پچھتایا اور کہنے لگا کہ میں شیر کو بیل سمجھ کر ڈنڈے مارتا رہا اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ وہ شیر ہے تو میں اس کے نزدیک ہی کیوں جاتا۔ اس واقعہ سے ساری حقیقت واضح ہو گئی کہ ہمارے ماں باپ درحقیقت شیر تھے اور ہم اس زمیندار کی طرح ان کو غلطی سے بیل سمجھ کر ڈنڈے مارتے رہے۔ ہم نے ان کی قدر نہ پہچانی کہ وہ کیا تھے۔

حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ جنت میں میرا ساتھی کون ہوگا ارشاد باری ہوا کہ فلاں شہر میں جو چار سو میل کے فاصلہ پر ہے جاؤ۔ اس کا پتہ بتا دیا۔ وہاں جا کر دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ شخص قصاب ہے۔ تفصیلی حالات کے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اس کی ماں نے اپنے بیٹے کی خدمت گزاری سے خوش ہو کر یہ دعا کی ہے کہ اللہ پاک میرے بیٹے کو حضرت موسیٰؑ کی رفاقت نصیب فرما۔ حضرت موسیٰؑ نے اس کی ماں کو بشارت دی کہ تیری دعا مستجاب ہوئی اور مجھے اس کی زیارت کا حکم ہوا۔

(۲۵) جو شخص یہ کہتا ہے کہ ماں کی قدم بوسی سے یا اس کے سامنے جھکنے سے مشرک ہو جاتا ہے۔ اس سے پوچھنا چاہئے کہ عورت کے پاس جانے کے وقت وہ جھکتا ہے یا کھڑا رہتا ہے اگر جھکتا ہے تو کیا یہ شرک نہیں ہوتا۔

(۲۶) کروڑ روپیہ خرج کرو مگر ماں نہیں مل سکتی۔ ... لوگ جن کے ماں باپ زندہ ہیں۔

(۲۷) سیالکوٹ کے ایک بزرگ تھے اقبال کے استاد۔ سو برس سے زیادہ عمر تھی۔ ایک میل کے قریب ان کے ماں باپ کی قبر تھی۔ ہر روز ان کی زیارت کرتے۔ ماں باپ کی قبر کی زیارت کرنا بھی عبادت ہے۔

(۲۸) آج کل قبر پر فاتحہ پڑھنے والے کو قبر پرست کہتے ہیں۔ پیر کے پاس جا کر بیٹھنے والے کو پیر پرست اپنی نسبت زن پرست نہیں کہتے۔

(۲۹) مدینہ منورہ میں کوئی شخص فوت ہو گیا۔ آپؐ قبرستان تشریف لے گئے۔ وہاں دیکھا کہ قبر والے کو عذاب ہو رہا ہے۔ ایک بوڑھی عورت آئی اور کہنے لگی کہ یہ قبر والا میرا نافرمان لڑکا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تو اس کی خطا معاف کر دے۔ کہا حضرت یہ مجھے تکلیف دیتا تھا۔ پھر فرمایا کہ معاف کر دے۔ پھر وہی کہا۔ پھر تیسری مرتبہ فرمایا پھر حضرت نے اس بوڑھی عورت کے دل کی طرف خیال کیا۔ اس نے اپنے لڑکے کے عذاب کو دیکھ کر عرض کیا کہ حضرت میں نے اس کو معاف کر دیا۔ رب نے عذاب دور کیا۔ خدائے تعالیٰ ہر شخص کو ماں باپ کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

کسی چیز پر غیر اللہ کا نام

سے وہ چیز حرام نہیں ہوتی

(۱) کہا جاتا ہے کہ کسی چیز پر اللہ کے بغیر کسی کا نام آجائے۔ تو وہ حرام ہو جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اللہ کے نام کے ساتھ کسی دوسرے کا نام آجائے تو شرک ہو جاتا ہے۔ میں ایک دفعہ حیدر آباد میں تھا۔ سنا کہ ایک شخص نے حضرت امام حسینؓ کی فاتحہ کر کے بریانی پکا کر لوگوں کو کھلائی اور پڑوسی کے مکان میں بھی کچھ کھانا تحفتہ بھیج دیا۔ پڑوسی مرد اس وقت گھر میں موجود نہ تھا اس کی عورت تھی کھانا لے لیا۔ جب مرد واپس گھر آیا تو مرد نے یہ سنتے ہی اس کھانے کو (جو عمدہ قسم کی بریانی تھی) ... غلاظت کی بہتی تھی اس میں لے جا کر پھینک دیا۔ نہ صرف پھینک دیا بلکہ جوتے سے اس کو روند ڈالا اور کہا کہ اس پر غیر اللہ کا نام آیا ہے ...

زیادہ پلید ہو ... یا اور کھانے کے لائق نہ رہا۔

(۲) اب اس بارے میں مسئلہ سناتا ہوں غور سے سنو۔ پنجاب میں میں ایک دن گھوڑے پر سوار کسی گاؤں پر جا رہا تھا۔ راستہ میں کھیت تھے ایک زمیندار نے کھیت میں سے آکر میرا گھوڑا روک کر کہا کہ مسئلہ سمجھاؤ۔ میں نے کہا کہ پوچھ لے۔ کہنے لگا رات ہمارے گاؤں میں ایک مولوی آیا۔ اس نے ساری رات ہماری نیند خراب کی اور یہی کہتا رہا کہ جس چیز پر غیر اللہ کا نام آئے وہ حرام ہو جاتی ہے۔ کیا یہ سچ ہے؟ میں نے کہا کہ یہ کھیت کس کا ہے؟ جس پر تم اور میں کھڑے ہیں۔ کہا کہ میرا ہے۔ اس کے ساتھ ایک بچہ بھی تھا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ بچہ کس کا ہے۔ کہنے لگا میرا ہے۔ اس کے ساتھ بیل بھی تھے۔ میں نے پوچھا۔ یہ بیل کس کے ہیں۔ جواب دیا کہ میرے ہیں۔ اس پر میں نے کہا کہ مولوی کے کہنے کے مطابق تیرا کھیت تجھ پر حرام ہو گیا اور تیرا بچہ بھی حرام کا ہوا اور تیرے بیل بھی تیرے لئے حرام ہو گئے۔ اس وجہ سے کہ ان پر تیرا نام آیا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ میں نے مسئلہ سمجھ لیا۔ میں نے اس سے کہا کہ اس سے آگے بھی سمجھ لے۔ اس مولوی سے میری طرف سے پوچھو کہ اس کی ماں پر کس کا نام پکارا جاتا تھا۔ رب کی جورو پکاری جاتی تھی یا اس کے باپ کی جورو۔ یاد رکھو کہ کوئی چیز کسی انسان پر حلال نہیں ہوتی جب تک اس چیز پر اللہ کے بغیر کسی اور کا نام نہ آئے۔ نکاح اسی غیر اللہ نام کے آنے کا نام ہے۔ ورنہ اگر کسی لڑکی کو اللہ کی بندی کہا جائے اور کسی کے نام سے اس کو مقید نہ کیا جائے تو وہ کسی پر حلال نہیں ہو سکتی۔ مسجدوں پر غیر اللہ کا نام پکارا جاتا ہے مثلاً ٹیپو خان کی مسجد پھر اس میں غیر اللہ کے نام کے بعد نماز کس طرح ادا کی جاتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے زمین کو بھی کسی نہ کسی کی ملکیت قرار دیا ہے۔ قرآن شریف۔ ان الارض للّٰہ یورثہا من یشاء من عبادہٖ یعنی زمین تو ہماری ہے جس کو چاہیں ہم اس کا وارث بنا دیتے ہیں ورنہ اگر اللہ کی زمین کہی جائے تو اس کا استعمال کسی کے لئے جائز نہیں ہوتا۔ اگر کہا جائے کہ فلاں کی زمین ہے اور فلاں کا باغ ہے اور فلاں کا گھر ہے تو اب اس میں غیر اللہ کے نام آجانے سے اس نام والے کو اور دوسرے لوگوں کو اس کی اجازت سے استعمال جائز ہوا۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ ستر جگہ رسول پاک کا ذکر فرمایا ہے تین چار جگہ تو میں بتا دیتا ہوں۔ (۱) وان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللّٰہ ورسولہ سود کے متعلق پارہ (۳) پہلا ربع (۳) رکوع

(۲) انھم کفروا باللّٰہ ورسولہ وماتوا وھم فاسقون ○ (۱۰) پارہ ربع (۴) رکوع (۳)

(۳) ولو انھم رضوا ما اٰتٰھم اللّٰہ ورسولہ ...

ایسی صورت میں ان لوگوں کے عقیدہ کے مطابق اللہ کے نام کے ساتھ کسی کا نام آجائے۔ تو وہ شرک ہو جاتا ہے۔ سارا قرآن شریف شرک سے بھرا ہوا ہے۔ نعوذ باللہ ○

فاتحہ وغیرہ کی تاریخ مقرر کرنا

کہا جاتا ہے کہ تاریخ مقرر کر کے فاتحہ وغیرہ کرنے سے معاملہ حرام ہوتا ہے۔ غور کیا جائے کہ ایسا کہنے والے کی ماں کی شادی کے وقت اس کے نکاح کے لئے تاریخ مقرر کی گئی تھی۔ یا بلا تاریخ گھر میں گھس گئے تھے۔ اگر تاریخ مقرر کرنے سے حرام ہو جاتا ہے تو اس کی ماں بھی اس کے باپ پر حرام ہو جاتی ہے۔

شریعت مطہرہ نے جتنے بھی احکام دیئے ہیں۔ سب میں تاریخ مقرر ہے بلا تاریخ کوئی چیز نہیں۔ مثلاً روزہ۔ حج وغیرہ۔

درود شریف کی فضیلت

(۱) درود شریف کے پڑھنے میں اور سلام کے بھیجنے میں عبادت ہے۔ ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے سے دس نیکیاں پڑھنے والے کے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔

(۲) خدائے تعالیٰ نے اپنے محبوب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا اپنے ذمہ لیا ہے۔ نہ صرف اپنے ذمہ بلکہ فرشتوں کو بھی یہ خدمت مقرر کی ہے۔ ان اللّٰہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ○

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ستر ہزار فرشتے ہر صبح ستر ہزار فرشتے ہر شام درود شریف پڑھتے ہیں۔

پردہ

دنیا کے بادشاہ کے قانون کو جو نہ مانے اس کو باغی قرار دیا جاتا ہے اور وہ قابل سزا ہوتا ہے۔

کا مجرم ہوگا کوئی دانہ ننگا نہیں پیدا فرمایا گیا۔ اس سے ہم کو سبق لینا مقصود ہے کہ پردہ ہونا چاہئے۔

وہ لوگ دیوث ہیں جو اپنی عورتوں جوان بیٹیوں کو پردہ میں نہیں رکھتے۔ دیوث کی نسبت حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کو جنت کی بو بھی نہیں آئے گی۔

ذکر

ایک شخص نے یہ کوشش کی کہ اس کے دل کو چین و آرام نصیب ہو۔ اس نے دیکھا کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار جارہا ہے۔ اس نے خیال کیا کہ گھوڑے پر سوار ہونے سے میرے دل کو آرام ملے گا۔ پس گھوڑا خرید لیا۔ پہلے تو صرف اس کو اپنی جان کی فکر تھی۔ اب گھوڑے کی جان کی۔ اس کے باندھنے کا۔ اس کے دانہ چارہ کا۔ یہ فکر بھی دامن گیر ہوگیا۔ اس نے کہا کہ میں سمجھا تھا کہ گھوڑا خریدا تھا آرام ملے گا۔ مگر اس میں اور زیادہ فکر پیدا ہوگیا۔ ایک شخص پالکی میں جارہا تھا اس شخص نے دیکھ کر پالکی خرید لی پہلے تو اس کو صرف اپنا فکر تھا اب پالکی اٹھانے والے آٹھ آدمیوں کا ان کے کھانے پینے کا رہائش کا فکر بھی دامن گیر ہوگیا۔ اس نے کہا کہ میں نے پالکی اس واسطے خریدلی تھی کہ دل کو آرام ملے گا۔ مگر میں اور زیادہ فکر میں مبتلا ہوا۔ پھر اس نے سوچا بادشاہی تخت پر بیٹھنے سے شاید دل کو آرام ملے گا۔ جس طرح ہوسکا کوشش کرکے بادشاہ کے تخت پر بیٹھا۔ ساری رعیت کے جتنے غم تھے سب اکیلے بادشاہ کی جان پر آگئے۔ آخر کو وہ ناامید ہوگیا۔ اور کہہ اٹھا کہ دنیا بے آرامی بے چینی۔ پریشانی اور آلام کا گھر ہے۔

ایں کمال آمد کہ با فرزند و زن
از ہمہ فرزند و زن فارغ بدن
دریں دنیا کسے بے غم نباشد
اگر باشد بنی آدم نباشد

آخر کو وہ شخص جو دل کے چین کا طالب تھا اور دنیا کو غموں اور فکروں کا گھر قرار دے چکا تھا اور دنیا میں رہ کر دل کا آرام نصیب ہونے سے بالکل ناامید ہوگیا تھا۔ اپنے مقام سے نکل گیا۔ چلتے چلتے [illegible] دل کو آرام رہا سکھ رہا۔ اس نے اس وقت یہ شعر پڑھا۔

نا سکھ گھوڑے پالکی نا سکھ چھترا [illegible]
یا سکھ ہرکی بھگت میں یا سکھ سنتامان

دل کو آرام اس وقت مل سکتا ہے یا تو خود ذکر کرے یا ذکر کرنے والوں کی صحبت میں جاکر بیٹھے۔ مثلاً ایک نابینا دھوپ میں جارہا ہو۔ سخت گرمی کی حالت میں ایک درخت آئے اور نابینا اس کے نیچے بیٹھ جائے مگر اس نابینا سے کوئی یہ نہ کہے کہ درخت ہے تو بھی اس کو معلوم ہوجائے گا کہ دھوپ کے مقابلہ میں اب آرام ہے۔ یہ ایک فطری بات ہے اسی طرح دل کو چین اسی وقت آئے گا جب اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھے یا خود ذکر کرے۔ ذکر کرنے والوں کے دل میں اللہ تعالیٰ دنیا اور دنیا والوں سے استغنا پیدا کرتا ہے۔

(۲) حضرت عالمگیرؒ نے اپنے تمام صوبیداروں کو حکم دیا کہ اپنے اپنے علاقوں میں کوئی کامل بزرگ ہو تو اس کی بادشاہ کو خبر پہنچانا۔ دریائے گنگا کے کنارے ایک بزرگ بیٹھے ہوئے تھے۔ یوپی کے صوبیدار نے بادشاہ کو اطلاع دی۔ حضرت عالمگیر نے اپنے وزیر سعد اللہ خان کو ساتھ لیا (جس نے پنجاب میں سنگ لرزان کی مسجد بنوائی ہے جو آج تک اس کی یادگار ہے) اور اس بزرگ کے پاس جانے کے لئے نکلے۔ جب قریب بزرگ کے پہنچے۔ بزرگ نے دور سے دیکھا کہ کوئی آرہے ہیں۔ بیٹھے تھے تو لیٹ گئے۔ بادشاہ اور وزیر بزرگ کے پاس جاکر کھڑے رہے۔ وزیر نے کہا کہ بادشاہ سلامت تشریف لائے۔ آپ نے سلام تک نہ کیا۔ بزرگ فرمانے لگے تو آدمی تو سمجھدار معلوم ہوتا ہے۔ مگر یہ بات تو نے سمجھ کی نہیں کی۔ باہر سے آنے والے پر فرض ہے کہ وہ سلام کرے نہ کہ لیٹے ہوئے پر سلام کرنا فرض ہے۔ سلام کرنا تم پر فرض تھا کہ تم باہر سے آئے تھے۔ غلطی تمہاری۔ اس کا ذمہ میرے اوپر لگاتے ہو۔ بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ فی الواقع غلطی ہوئی۔ معافی مانگ۔

آپ لیٹے ہوئے تھے۔ وزیر نے کہا کہ ٹانگیں کب سے لمبی کی ہیں فرمایا کہ جب سے ہاتھ کھینچ لئے۔ بادشاہ نے وزیر سے کہا پھر معافی مانگ۔ جب یہ آرہے تھے تو بزرگ کے پاس کتا تھا۔ وہ ان کو بھونکنے لگا۔ بزرگ نے کہا بھونکتا کیوں ہے۔ تیرے ہم جنس آئے ہیں۔ وزیر نے عرض کی کہ حضرت ہم آپ کی زیارت کو آئے۔ آپ نے ہم کو کتے سے تشبیہ دی۔ بزرگ نے فرمایا کہ تو اپنے مالک کا اتنا فرماں بردار نہیں۔ جتنا یہ کتا فرماں بردار ہے۔ یہ کتا ہر وقت میرے پاس رہتا ہے۔ بھوکا [illegible] تم تو اس طرح اپنے مالک کا حکم نہیں مانتے ہوئے پیاسا [illegible]

۔ پھر بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ معافی مانگ لے۔ عرض کی کہ حضرت میرے لائق کوئی خدمت ہو تو فرمائیں۔ کسی کا قرض آپ کے ذمہ ہو تو فرمائیں۔ ادا کردیا جائے گا۔ فرمایا کہ۔ میرے ذمہ نہ کسی کا قرض ہے اور نہ مجھے کوئی ضرورت ہے۔ بادشاہ اور وزیر سلام کرکے واپس چلے گئے۔ اور اپنے صوبیدار کو خط لکھا کہ جن بزرگوں کی تم نے تعریف کی تھی۔ ہم نے ان کو اس سے زیادہ پایا۔ جو کچھ تم نے لکھا ہے یہ ہے اللہ کا ذکر کرنے والوں کا اطمینان اور استغنا از مخلوق۔

(۳) جو لوگ اللہ کا ذکر کرنے والے ہوں ان کے اندر سے جو دھواں نکلے گا وہ اللہ کا نور ہے۔ نور کے اندر سے نور نکلے گا۔

(۴) اگر دس ذاکر ہوں۔ ایک غافل تو۔ ذاکر غافل کو بھی نورانی کردیں گے۔ اللہ کا ذکر کرنے والوں کی صحبت میں رہنے سے اطمینان ملے گا۔

(۵) ذکر کی دو قسمیں ہیں (۱) زبان سے (۲) دل سے

ایک وقت بھی اللہ کا لفظ زبان سے نکلا تو وہ زبان کا ذکر ہوا۔ دل سے ایک مرتبہ اللہ کو یاد کیا تو تین کروڑ پچاس لاکھ مرتبہ ذکر زبان کے برابر ہوگا۔ یہ دل کا ذکر ہے۔ سارے جسم کی رگیں تین کروڑ پچاس لاکھ ہیں۔ دل سے یہ سب ساری رگیں لگی ہوئی ہیں۔ ایک دفعہ دل سے اللہ کا نام لیا تو ساری رگیں بھی اللہ کا نام لیتی ہیں۔

(۶) جتنے ذکر ہیں سب سے اللہ کا ذکر بڑھ کر ہے۔

(۷) یاایھاالذین امنوا اذکرواللہ ذکراکثیرا۔ ذکر کثرت سے کرو۔ کثرت کی کوئی حد نہیں۔ اتنا ذکر کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ سمجھیں۔

(۸) اللہ کا ذکر کرنے والوں کی خلقت میں یہ حال ہے کہ کپڑا پہننے کو نہیں۔ جسم کو مٹی لگی ہوئی ہے۔ لوگوں کے دروازہ سے نکال دیا جاتا ہے۔ مگر اللہ کے پاس ان کا یہ حال ہے کہ ان کی زبان سے جو کچھ نکلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ وہی کرتا ہے۔

خاکساران جہاں را بحقارت منگر
توچہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

(۹) اللہ کا ذکر کرنے والا جس زمین پر بیٹھ جائے یا جس زمین پر گزر جائے وہ زمین فخر کرتی ہے کہ ہمارے اوپر ایک اللہ کا ذکر کرنے والا [illegible] جس جگہ نیکوں کا گزر ہو جائے وہاں قیامت تک رحمت آتی ہے۔ ظالموں کے پاس بیٹھنے کو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا۔

(۱۰) اس شخص کا دل جو اللہ کا ذکر کرتا [illegible]
حضرت ثابت النعمان ؒ نے اپنے زیارت کرنے والے سے فرمایا کہ جس وقت میں اللہ کے ذکر سے غافل ہوتا ہوں۔ اس وقت سارے جہان میں یہ مشہور ہوتا ہے کہ میں مرگیا۔

(۱۱) جتنی عبادتیں اور جتنے نیک کام ہیں ان سب میں بزرگ عبادت رب کی یاد ہے۔ شہادت سے بھی بڑھ کر رب کی یاد ہے۔

(۱۲) اطمینان ظاہر اور چیز ہے اور اطمینان قلب اور چیز۔ سچے دل سے کلمہ شریف پڑھ لیا اس کو مومن کہیں گے۔ مگر دل کو آرام نصیب ہوگا اللہ کے ذکر سے۔ بیوی۔ بچے۔ مال دولت۔ گھوڑا سازوسامان۔ گھر۔ کسی میں اطمینان نہیں۔ سوائے ذکر اللہ کے الابذکراللہ تطمئن القلوب۔ رب نے جتنی نعمتیں بخشی ہیں اپنے بندوں کو۔ ان ساری نعمتوں میں اطمینان قلب سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔

(۱۳) دریا میں کشتی پانی کے اوپر رہتی ہے جتنا پانی زیادہ ہوگا اتنا ہی کشتی کو آرام ملے گا۔ اگر وہی پانی کشتی میں آگیا تو کشتی ڈوب جائے گی۔ دل کشتی ہے۔ دنیا کے رنج و غم پانی۔ سب کی کشتی ڈوبی ہوئی ہے۔ مگر اللہ کے بندوں کی کشتی یعنی ذاکروں کی کشتی تیرتی ہوئی ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں ع
آب در کشتی ہلاک کشتی ست۔
لاتاسوعلےمافاتکم ولاتفرحوابمااتکم - یہ خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ع۔ اچھے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں۔
ع۔ نہ سودائے خودشان نہ پروائے کس۔

(۱۴) صوفیائے کرام نے جو مقرر کیا ہے وہ یہ ہے کہ چوبیس ہزار دم رات دن میں آتا ہے۔ ہر دم پر ذکر کیا جائے۔ جو دم غافل سو دم کافر۔ آنکھیں۔ کان۔ زبان۔ ہاتھ اپنے اپنے فرائض کے لئے۔ دل اپنے ذکر کے لئے اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ پس جو کام دل کا ہے وہی اس سے لینا چاہئے۔ اس پر کوئی خطرہ یا غم گزرنے نہ پائے۔

(۱۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص اللہ کی یاد سے غافل ہے۔ اس کے ساتھ ہم شیطان کو مقرر کردیتے ہیں۔ دیکھو قرآن شریف۔
ومن یعش عن ذکرالرحمٰن نقیض لہ شیطانا فھولہ قرین

چوں دلت بے یاد الہت بود
[illegible] بود

(۲) لکل شیء مصقلۃ ومصقلۃ القلب ذکر اللہ
دل کی صیقل کرنے کے لئے سوائے اللہ کے ذکر کے کوئی آلہ رب نے نہیں پیدا کیا۔

متفرق ارشادات

(۱) مکہ سے مدینہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں ہجرت فرمائی۔ وجہ یہ ہے کہ اگر آپ مکہ شریف میں ہی تشریف رکھتے تو اسی جگہ آپ کا مزار شریف بنایا جاتا۔ تو سارے اقوام کا اعتراض ہوتا کہ مسلمان اپنے پیغمبر کی قبر کو سجدہ کرتے ہیں۔ اس لئے حضرت کو مدینہ جانے کا حکم ہوا۔ تاکہ کوئی اعتراض کسی قوم کا عائد نہ ہو۔

(۲) وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم آپ کی ذات کو ہم نے رحمۃ اللعالمین بنایا ہے۔ اس لئے آپ کی وجہ سے کافروں کو بھی عذاب نہیں دیا جاتا۔ دنیا میں وہ بچے ہوئے ہیں آپ کی ذات ؐ کی وجہ سے بعض لوگوں نے اس آیت شریف کے یہ معنی کئے ہیں کہ جن میں آپ تشریف رکھتے ہیں۔ ان کو عذاب نہیں دیا جاتا۔ یہ غلط معنی ہیں۔

(۳) جن کے دل میں نور ایمان ہے ان کی پیشانیوں سے وہ نور ظاہر ہوتا ہے۔ جن کے دل سیاہ ہیں ان کی پیشانیوں سے وہی ظاہر ہوگا۔

(۴) وضو کا پانی جس جگہ لگے گا وہ دوزخ میں نہ جلے گا۔

(۵) قبلہ شریف کی تعظیم کے لئے نزدیک و دور والوں کے لئے یکساں حکم ہے۔

(۶) مسئلہ سناتے ہیں تو کہتے ہیں نااتفاقی پھیلاتے ہیں۔ حالانکہ ہم تو سب کو ایک کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تم کو ایمان بچانا ہو تو وہی پرانا دین قائم رکھو۔ جو اپنے باپ دادا کا دین ہے۔ آج کل ایمان کے ڈاکو بہت پیدا ہوگئے ہیں۔ ان سے بچو۔ ان کی صحبت میں مت جاؤ۔

طوبیٰ کی چھاؤں تجھ کو مبارک ہو زاہدا ہم کو تو اپنے سایہ دیوار سے غرض

(۷) ایک بزرگ تھے ان کے پاس پانچ سو روپیہ تھے۔ ایک دن ایک مولوی سے فرمایا کہ طاق میں ایک تھیلی ہے اس کو لاؤ۔ جب تھیلی لائی گئی تو فرمایا۔ کہ پانچ روپیہ رکھ لو۔ باقی مدرسہ میں لے جاکر دے دو۔ مولوی صاحب نے عرض کی کہ آپ کو پیسہ سے بڑی محبت تھی۔ یہ کیا معاملہ ہے۔ فرمایا کہ میں کل فلاں وقت مرنے والا ہوں۔ اس لئے چاہتا ہوں کہ محبت والی چیز کو اپنے ساتھ ہی لے جاؤں۔ یہاں نہ چھوڑوں۔ جب میں مرجاؤں تو ان پانچ روپیہ میں سے میری تجہیز و تکفین کرنا۔ مولوی

صاحب نے روپیہ مدرسہ میں دے آئے۔ اور دوسرے دن جب وقت مقررہ پر بزرگ کے پاس گئے تو معلوم ہوا کہ مردہ ہیں۔ حسب وصیت ان پانچ روپوں میں سے کفن دفن کا انتظام کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو روپیہ زندگی میں دیا گیا وہ آخرت کا توشہ ہوتا ہے۔ اور وہ ساتھ آتا ہے۔ جو روپیہ چھوڑ دیا اس کا ثواب نہیں ملتا۔ ہر چیز خرچ کرنے سے کم ہوتی ہے۔ مگر خدا کی راہ میں دینے اور خرچ کرنے سے وہ بڑھتی ہے۔ اس طرح خرچ کرنے سے اس کا ثواب دوگنا سے سات سو گنے تک ملتا ہے۔

(۸) ایک عیسائی پادری نے حضرت ؐ کا نام ادب سے نہیں لیا۔ ایک بھنگی تھا اس نے اس کو کہا ادب سے نام لے۔ اس پادری نے نہ مانا۔ بھنگی نے پادری کو لاٹھی سے مارا۔ وہ مرگیا۔ مقدمہ رجوع عدالت کیا گیا۔ جج نے تصفیہ کیا کہ پادری نے اشتعال دلایا۔ بھنگی کا قصور نہیں۔ وہ بری کردیا گیا۔ وہ بھنگی ہی ایماندار تھا۔ باقی سب بے ایمان۔ گو بھنگی میں عمل نہ تھا۔ لیکن اس میں محبت حضرت ؐ کی تھی۔

(۹) ایک تین برس کا بچہ اگر اس کو ماں کی گالی دی جائے تو وہ غصہ میں آتا ہے اور گالی دینے والے سے لڑنے لگتا ہے۔ بلکہ اس کو مارتا ہے۔ اس زمانہ کے مسلمان ہیں کہ ان میں اس تین برس کے بچہ کی اتنی سمجھ بھی نہیں ہے۔ ہر روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں ہوتی ہیں۔ جو ہمارے ماں باپ سے ہزار درجہ افضل ہیں۔ مگر ہم کو کبھی اس کا خیال تک نہیں آتا۔

(۱۰) درویشوں کے پاس خالی ہاتھ نہ جانا چاہیے۔

(۱۱) حکم ہے کہ قرآن شریف نیچے اور اس کے اوپر اس کی تفسیر رکھنی جائز نہیں۔

(۱۲) آدمی کو چاہیے کہ خود علم دین حاصل کرے۔ اگر یہ نہ ہوسکے تو اپنی اولاد کو دینی تعلیم دلائے۔ یہ بھی نہ ہوسکے تو علم دین حاصل کرنے والوں کی مدد کرے۔

(۱۳) کل جدید لذیذ دنیا کی ہر نئی چیز کو پسند کرسکتے ہو۔ لیکن دین وہی پرانا قدیم ہی اختیار کرو۔ جس کو تمہارے باپ دادا نے اختیار کیا تھا۔

(۱۴) جھوٹے نبی کی شناخت۔

(۱) کسی نبی کا نام مرکب نہیں ہوا۔ مفرد ہی رہا۔ مثلاً نوحؑ۔ عیسیٰؑ۔ موسیٰؑ۔ جس کا نام مرکب وہ جھوٹا نبی ہے۔

(۲) کسی نبی کا دنیا میں کوئی استاد نہ تھا۔ اگر کوئی دنیا کے استاد سے سبق سیکھ کر پیغمبری کا دعویٰ

(۳) ... نازل ہوتے ہی نبوت کا اعلان کر دیا۔ جو شخص سیڑھی
در سیڑھی مدارج طے کر کے آخر میں نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔

(۴) کسی پیغمبر نے عمر بھر میں جھوٹ نہیں کہا۔ جو شخص ایک دفعہ بھی جھوٹ بولے وہ جھوٹا نبی ہے۔

(۵) معراج شریف کی صبح کو ابو جہل نے صدیق اکبرؓ سے طعن کے طور پر کہا تھا اور واقعہ معراج کی تکذیب کی تھی لیکن حضرت ابو بکر صدیقؓ نے تصدیق فرمائی۔ اس لئے صدیق کہلائے۔ پس جو شخص معراج شریف کی تصدیق کرے وہ صدیق اکبرؓ کے پیروں میں سے ہے اور جو تکذیب کرے وہ ابو جہل کے۔

(۱۶) آج پیران عظام پر حملے ہوا کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان نیک بندوں کے طفیل میں دوسروں کو رزق ملتا ہے۔ اس لئے پیران عظام پر حملہ سے بچنا چاہئے۔

(۱۷) دعا کے دو پر ہیں (۱) اکل حلال۔ (۲) صدق مقال جو حلال سے کما کے کھائے اور سچ بولے اس کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

(۱۸) یاد رکھنے کا مسئلہ۔ ہل چلانا، روزہ۔ نماز۔ حج ہے۔ بیج ڈالنا۔ زکوۃ دینا ہے۔

(۱۹) سود حرام قطعی ہے اس میں بنکوں کا سود بھی شامل ہے۔ جو شخص سود لیتا ہے۔ اس کی نسبت حکم ہوا ہے کہ اس نے ستر مرتبہ ماں کے ساتھ زنا کیا۔ سود لینے والا خدا سے جھگڑتا ہے۔ جھگڑا کر کے کوئی کیا نتیجہ حاصل کرے گا۔ سود لینے والا خدا کے سامنے ایسا کھڑا رہے گا جیسے کہ آسیب زدہ یعنی لڑکھڑاتا ہوا۔ کبھی اس کو اطمینان حاصل نہ رہے گا۔

(۲۰) ایک عورت چار مردوں کو دوزخ میں لے جائے گی۔ باپ بڑا بھائی شوہر۔ بڑا بیٹا۔ کہ انہوں نے اس کو مسائل شرعی نہیں سکھائے۔

(۲۱) حدیث شریف کوڑھی سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے۔ بد عقیدہ لوگوں سے جسمانی روحانی دونوں طرح کا نقصان ہے۔ لہٰذا ان کی صحبت سے بچنا چاہئے۔ ورنہ ایمان سلامت رہنا مشکل ہے۔

(۲۲) اللہ تعالیٰ کی ذات تصور میں نہیں آسکتی۔ اگر کوئی تصور میں لائے تو کافر ہو جائے گا۔ اس لئے کہ اس کی ذات پاک تصور وغیرہ سے پاک اور بالکل بری ہے۔

(۲۳) قبروں کا بنانا حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے ثابت ہے۔ جتنے پیغمبر گزرے ہیں سب کی قبریں ...

(۲۴) دنیا میں پیغمبر (۱۲۴۰۰۰) اور رسول (۳۱۳) ...

(۲۵) مدینہ شریف کی حاضری کے زمانہ میں آداب کا لحاظ ضرور رکھنا چاہئے کم از کم صورت مسلمان کی بنانی چاہئے۔ کرزن فیشن فرنچ کٹ وغیرہ سے پرہیز ضروری ہے۔

(۲۶) راہ خدا میں جو کچھ دینا ہو وہ اپنی زندگی میں اپنے ہاتھ سے دینا چاہئے۔ مرنے کے بعد ہمارے نام پر نہ بیوی دے گی نہ بچے بلکہ ہماری قبر پر فاتحہ پڑھنے کے لئے آنا تک مشکل ہو گا۔

(۲۷) جو شخص تم سے مانگتا ہے وہ دراصل تم پر احسان کرتا ہے۔ اس وجہ سے کہ ایک پیسہ تم سے مانگتا ہے اور خدائے تعالیٰ اس کا اجر تم کو سات سو تک دیتا ہے۔

(۲۸) نماز میں جس طرح رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف فرض ہے اسی طرح آپ کے آل پر بھی درود پڑھنا فرض ہے ورنہ نماز ہی نہیں ہو سکتی۔

(۲۹) سید کو زکوۃ لینا درست نہیں ہے اس لئے کہ وہ مال اسی کا صدقہ ہے۔

(۳۰) بیش از قسمت پیش از وقت کچھ ملتا نہیں۔

(۳۱) دل خدا تعالیٰ نے اپنے ذکر کے لئے پیدا کیا ہے پریشانیوں کے لئے نہیں پیدا کیا۔

(۳۲) پہلی امتوں میں جو لوگ گناہ کرتے تو ان کے چہرہ مسخ ہوتے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ پاک میرے نام لیوا جو ہیں ان کے چہرے نہ بدلیں گے۔

(۳۳) قیامت اس وقت آئے گی جب کہ اللہ کا کوئی بندہ اللہ کا نام لینے والا نہ رہے گا۔

(۳۴) بزرگان دین کا ادب کرو اگر وہ ناراض ہو جائیں تو پھر کہیں بھلائی کی امید نہیں۔ ایک کا مردود سب کا مردود۔ ایک مرغی کسی انڈے کو گندا کر دے تو ہزار قابل مرغیوں کے نیچے اس انڈے کو رکھا جائے کبھی اس میں بچہ پیدا ہو نہیں سکتا۔

(۳۵) جو شخص بندہ کا شکریہ ادا نہ کرے وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کر سکتا۔

(۳۶) خدا کا کلام خدا ہی کے لئے پڑھو۔ دنیا کے لئے پڑھنا ایسا ہے گویا لعل دے کر کوڑیاں لینا۔ یہ اور بات ہے کہ اللہ کے واسطے پڑھنے کے بعد اس کے طفیل میں اللہ تعالیٰ خود دنیا کا فائدہ بھی دے دے۔

(۳۷) جس میں غیرت نہیں اس میں ایمان نہیں۔

(۳۸) دعوت کا قبول کرنا سنت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تین میل کے فاصلے پر بھی کوئی دعوت دے اور پکا ہوا ادنیٰ کھانا ہو تب بھی اس کی دعوت میں جانا چاہئے۔

(۳۹) خدائے تعالیٰ نے دو چیزیں اپنے بندوں کے لئے ... ہیں (۱) ...

[illegible] ہیں ان کے لئے [illegible]۔ جو آپ کی محبت والے ہیں ان کے لئے جنت۔ جو لوگ یہ فکر کرتے ہیں کہ ہم مرنے کے بعد جنہم میں جائیں گے یا جنت میں ان کو سوچ لینا چاہئے کہ وہ حضرت کے دشمن ہیں یا ان کے ساتھ محبت کرنے والے۔

۴۰) ایک بزرگ فرماتے تھے کہ جس دن میرے پاس لینے کے لئے زیادہ آدمی آتے ہیں۔ اس دن میں بڑا خوش ہوتا ہوں اور جس دن کوئی نہیں آتا مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ جو کوئی مجھ سے لینے کے لئے آتا ہے وہ دراصل لینے کے لئے نہیں آتا بلکہ دینے کے لئے آتا ہے۔ مجھ کو خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے میرے دروازہ پر اس کو بھیجا۔ مجھ کو اگر اس کے دروازے پر بھیجتا تو میں کیا کر سکتا۔ مالک دونوں کا ایک ہے۔

۴۱) ومن یتولھم منکم فانہ منھم پارہ (۶) سورہ مائدہ تیسرے رکوع کا آخر۔ جو ان کے (کافروں) کے ساتھ ہوا وہ ان میں سے ہوا۔

۴۲) قرآن پاک کے سورہ الحمد شریف کی آیت اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم سے تقلید کا ثبوت اور اس کی ضرورت ثابت ہے۔

۴۳) واتبعو ملۃ ابراہیم حنیفا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر تھے یہ حکم کہ صرف ایک پیغمبر حضرت ابراہیم کے مذہب کی تابعداری کرو۔ یہ ثابت کرتا ہے کہ ایک امام کی تقلید فرض ہے۔

۴۴) جتنی مخلوقات ہوگی سب کی قبروں میں اندھیرا ہوگا مگر تہجد پڑھنے والے کی قبر میں اندھیرا نہ ہوگا۔ اس میں روشنی ہوگی۔

آیت الکرسی ہر نماز کے بعد اور سورہ تبارک الذی ہر رات کو پڑھنے کی وجہ سے قبر میں عذاب نہ ہوگا۔

۴۵) دنیا میں اس طرح رہو جس طرح ایک مسافر رہتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ دنیا پل ہے اس کے آگے پیچھے لمبا سفر ہے۔

۴۶) حضرت ابراہیم زمانہ بادشاہی میں شکار کو گئے۔ تھک کر ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو گئے۔ وہاں ایک کنواں بھی تھا۔ ایک سوار مسافر آگیا۔ وہ بھی درخت کے نیچے کھڑا ہوگیا۔ مسافر نے ایک ٹکڑا نکالا۔ منہ میں ڈالا۔ ابھی وہ حلق میں گیا بھی نہیں۔ مسافر نے کہا مولیٰ تیری کن کن نعمتوں کا شکر ادا کروں۔ روٹی کا، ٹھنڈے پانی کا، درخت کے سایہ کا، حضرت صاحب مدہوش ہو گئے کہ میں اتنی نعمتوں سے متمتع ہوں مگر کبھی شکریہ ادا نہیں کیا۔

۴۷) [illegible] بوجھ ہے۔

(۱) اچھی صفات یعنی ملکوتی۔ ان کی ترقی سے انسان فرشتوں سے بڑھ سکتا ہے۔

(۲) بری صفات یعنی شیطان۔ ان کی ترقی سے انسان شیطان سے بڑھ جاتا ہے۔

۴۸ موت اور نیند دو چیزیں ہیں۔ روح واپس نہ آئے تو موت، روح واپس آئے تو نیند۔

۴۹) دنیا کا مال و دولت خدا کی راہ میں روک نہیں ہے مگر جب کہ دل میں اس کی جگہ ہو۔

۵۰) نعم الامیر علیٰ باب الفقیر بئس الفقیر علیٰ باب الامیر

۵۱) گر بعد فقر پر سب دنیا ہوا فقیر کمبخت پاک ہو کے پلیدوں میں جا ملا

۵۲) انسان بد عمل ہو تو ہو لیکن خدا کرے بد عقیدہ نہ ہو۔

۵۳ بد عقیدہ لوگوں کی صحبت میں مت رہو بلکہ ان کے بیٹھنے کی جگہ پر بھی مت بیٹھو۔

۵۴) جب مومن کامل پل صراط پر سے گزرے گا تو دوزخ کی آگ کہے گی جریا مومن اے مومن جلد سے گزر جا کہ تیرے نور کی وجہ سے میری آگ ٹھنڈی ہوئی جاتی ہے۔

۵۵) سر خاک پر رکھ کر انسان پاک ہو جاتا ہے۔

کیا حق ہے زمیں پہ پاؤں رکھنے کا ہمیں
رکھا نہیں جب سجدہ میں سر اک دن بھی

۵۶) شتر بے مہار منزل مقصود کو نہیں پہنچتا جدھر جائے گا ڈنڈے کھائے گا۔ قطار کا اونٹ خواہ کتنا ہی دبلا اور بیمار کیوں نہ ہو ضرور منزل پر پہنچے گا۔

۵۷) جسم برتنے کے لئے دیا گیا ہے نہ کہ پالنے اور موٹا کرنے کے لئے۔

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سایہ تلے
حشر تک سوتا رہے گا خاک کے سایہ تلے

ختم شد

اقرا باسم ربک الجلیل سبحانہ و تعالے

تواریخ جلوہ آرائے طباعت

۱۹۵۵ء

ملفوظات امیر الملت

ملفوظات اپنے' آپ لکھوائے ہیں
تاریخ ہے یہ اشاعت ثانی کی
(۱)
کیا احسان قبلہ عالم ہے
"خالص فیضان قبلہ عالم"
۱۹۵۵ء

تشنگان دیں کو شربت مل گیا
مردہ دل کو مژدہ یہ تاریخ ہے
(۲)
قبلہ عالم نے فرمائی جو بات
"کہئے ' ملفوظا کیا ' آب حیات "
۱۹۵۵ء

قبلہ عالم کی ہیں یہ باتیں
قادری' اس کا سال اشاعت
(۳)
ان سے رہے گی یاد مرشد
" کلمہ خیر ارشاد مرشد "

عالم میں قطب ارشاد ایسا
تاریخ طبع ارشاد لکھئے
(۴)
کوئی نہیں تھا کوئی نہیں تھا
ارشاد مرشد حق الیقیں ہے
۱۳۷۴ھ

یہ ملفوظات قبلہ دیں
تاریخ میں کہدوں ان میں جو ہے
(۵)
ہیں شمع ہدایت خضر یقیں
قرآن [illegible] شرع متیں
۱۹۵۵ء

تاریخ طبع اول جو لکھیے
شامل ہو "توصیف" اس میں تو پھر ہو
۵۸۶
(۶)
[illegible] لکھیے
تاریخ طبع ثانی نمایاں
۱۳۶۹ھ
۱۹۵۵ء

یہ چھپوایا ہے عالمگیر خان نے
تو اس کی قادری تاریخ موزوں
(۷)
جسے اک نسخہ اکسیر کہیے
بقائے فیض عالمگیر کہیے
۱۳۷۴ھ

طباعت تھی بہت دشوار ملفوظات اقدس
جو دیکھے سعی عمید و بایزید و اکمل و مہدی
(۸)
مگر تھا التفات خاص یاران کراچی کا
کہے ۔ جلوہ نما اخلاص یاران کراچی کا
۱۳۷۴ھ

تحریر کلک حامد حسن قادری
۱۳۷۴ھ

کراچی ۔ ۳۶/۳ جہانگیر روڈ ایسٹ

۳ ذی الحجہ ۔ ۲۳ جولائی شنبہ

حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ کے ملفوظات و خطبات

۱۔ یاران طریقت یا پیر بھائی (ارشادات حضرت قبلہ عالم) ۵۶ صفحے مطبوعہ منشی حسام الدین صاحب مینجر انوار الصوفیہ لاہور (اب نایاب ہے)۔

۲۔ اطاعت مرشد (ارشادات حضرت بقلم حافظ علی احمد جان صاحب پشاوری)

۳۔ مرید صادق (ارشادات بہ دستخط حضرت قبلہ عالم) نمبر ۲، ۳ یکجا طبع ہوئے۔ ۴۶ صفحے مطبوعہ انجمن خدام الصوفیہ لاہور (پنجاب)۔

۴۔ خطبہ صدارت لائل پور (ارشاد فرمودہ حضرت بمقام خلافت کانفرنس لائل پور مارچ ۱۹۲۱ء ۱۶۔ صفحے، مطبوعہ انجمن لاہور (نایاب)۔

۵۔ خطبہ صدارت مراد آباد (ارشاد فرمودہ حضرت بموقع سنی کانفرنس مراد آباد مارچ ۱۹۲۵ء) ۴۸ صفحے، مطبوعہ انجمن باہتمام خواجہ کریم الٰہی صاحب (نایاب)۔

۶۔ برکات علی پور شریف (سیرت طیبہ حضرت قبلہ عالم و حالات سفر میسور ۱۹۰۷ء مرتبہ مولانا خیر شاہ صاحب خلیفہ حضور قبلہ عالم) ضخامت تقریباً ۲۰۰ (نایاب)۔

۷۔ تذکرہ شاہ جماعت مرتبہ مولوی قاضی عبد القادر صاحب فیاض میسوری جماعتی ضخامت ۳۲۰ صفحے، مطبوعہ حاجی اے محمد اسحٰق صاحب۔ بیادے اسٹیٹ ہکلاس پور، ریاست میسور ۱۹۵۲ء (پاکستان میں نایاب)۔

۸۔ تحفہ شاہ جماعت (اثبات بیعت طریقت) جس کو حضرت قبلہ عالم نے ۱۹۱۱ء میں تحریر فرمایا تھا۔ (مطبوعہ مولوی غلام رسول صاحب گوہر ایڈیٹر مبلغ قصور) صفحات ۴۰ صفحہ قیمت آٹھ آنے۔

۹۔ قومی کارنامے (حضرت قبلہ عالم کی قومی و دینی خدمات) مرتبہ حضرت مولانا عبد المجید خانصاحب قصوری (نایاب)۔

۱۰۔ کوکبہ غزوہ بدر۔ (حالات حضرات اصحاب بدر رضی اللہ عنہم) مرتبہ حضرت الحاج خان بہادر بخشی مصطفیٰ علی خان صاحب میسوری مدنی خلیفہ اعلیٰ حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ، (مطبوعہ بنگلور ۱۹۵۵ء ضخامت تقریباً ۳ صفحہ قیمت مجلد دو روپیہ۔ غیر مجلد۔ ملنے کا پتہ مکتبہ فریدی اردو کالج کراچی (اور) سید عبد الحفیظ صاحب تاجر پارچہ نمبر ۱۴۔ ۴۲ میناکشی کویل اسٹریٹ۔ بنگلور۔

۱۱۔ مجمع الکرامات۔ (حالات و کرامات حضرت حافظ شاہ جمال اللہ صاحب رامپوری و حضرت محبوب [illegible] حسن قادری (ضخامت بڑی تقطیع ۱۷۶ صفحہ) قیمت دو

روپیہ (مطبوعہ انجمن خدام قوم، ڈولی کھار۔ آگرہ)۔

۱۲۔ شور محشر (نظم منقبت و مرثیہ اعلیٰحضرت قبلہ عالم روحی فداہ) از حامد حسن قادری (جس کو بموقع چہلم شریف اکتوبر ۱۹۵۱ء میں چھپوا کر پاکستان و ہندوستان میں مفت تقسیم کیا گیا۔